92

مختصر مقالات سہ روزہ علمی سیمینار

بہ عنوان

اسلامی علوم میں

ہندوستانی مسلمانوں کا حصّہ

منعقدہ

جامعہ سلفیہ، ریوڑی تالاب، بنارس

رجب ۱۴۰۶ھ = اپریل ۱۹۸۶ء

AsliAhleSunnet.com

S. No. 22253

۶۷
۱۶۵

مختصر مقالات سہ روزہ علمی سیمینار

بہ عنوان

اسلامی علوم میں ہندوستانی مسلمانوں کا حصّہ

منعقدہ

رجب ۱۴۰۶ھ = اپریل ۱۹۸۶ء

AsliAhleSunnet.com

حقوق طبع محفوظ ہیں

•

اشاعت اول

•

ربیع الاول ۱۴۰۸ھ = اکتوبر ۱۹۸۷م

•

مطبعہ سلفیہ ، بنارس ، ہند

•

ملنے کا پتہ

مکتبہ سلفیہ ، ریوڑی تالاب ، وارانسی - ۲۲۱۰۱۰

AsliAhleSunnet.com

فہرست مضامین

عنوان		صفحہ
اپنی بات		5
تقریب برائے سیمینار	ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری	۱
سپاسنامہ		۱۳
خطاب جناب ضیاء الرحمن انصاری صاحب		۱۷
الشیخ المحدث عبد الرحمن المبارکفوری	ڈاکٹر عبد العلی عبد الحمید	۴۷
الحرکۃ السلفیۃ فی کیرالا	ڈاکٹر ای. ک. احمد کٹی	۶۲
ایک فارسی کتاب	پروفیسر سید امیر حسن عابدی	۷۵
علوم اسلامیہ اور ہندوستان کے فارسی دانشور	پروفیسر نور الحسن انصاری	۹۱
فقہی ادب کی ترویج واشاعت میں ہندوستانی مسلمانوں کا حصہ	پروفیسر مشیر الحق	۹۷
علماء ہند کی چند عربی تفسیریں	مولانا ضیاء الدین اصلاحی	۱۰۷

AsliAhleSunnet.com

عنوان		صفحہ
ہندوستان میں علوم اسلامی کے فروغ میں کتب خانوں کا حصہ	پروفیسر شعیب اعظمی	۱۳۶
علوم اسلامیہ میں ہندوستانی مسلمانوں کا حصہ	مولانا عبد الرشید بٹ طاہری	۱۴۶
اسلامی علوم میں ہندوستانی مسلمانوں کا حصہ	مولانا عبد العلیم ماہر	۱۵۶
توحید اور ہندوستانی مصنفین	مولانا محمد الاعظمی	۱۶۸
علماء ہند اور عربی ادب	مولانا ابو العاص وحیدی	۱۷۹
بہار کے مدارس، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عربی کی تعلیم اور اسکے مسائل	پروفیسر اطہر شیر	۲۰۵
احوال و آثار حضرت علی ہجویری	ڈاکٹر حفیظ الدین احمد کرمانی	۲۱۶
اسلامی مخطوطات کی فہرست سازی	جلال الدین انصاری	۲۱۹

AsliAhleSunnet.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنی بات

جامعہ سلفیہ کے ذمہ دار عرصہ سے یہ چاہتے تھے کہ کسی علمی پروگرام میں ملک کی اہم یونیورسٹیوں کے اساتذہ و محققین کو مدعو کیا جائے، تاکہ اس طرح باہمی تعارف بڑھے اور علمی و تحقیقی میدان میں تعاون کے لئے راستہ ہموار ہو۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے جامعہ کی مجلس منتظمہ نے اپریل ۱۹۸۶ء میں ایک سیمینار منعقد کرنیکا فیصلہ کیا۔

جامعہ کے ذمہ داران واساتذہ کے مشورہ سے سیمینار کے لئے ایک ایسا عام اور وسیع موضوع منتخب کیا گیا جس کے ضمن میں یونیورسٹی اور مدارس اسلامیہ دونوں حلقوں کے علماء و محققین کو اپنی نگارشات پیش کرنے کا موقع مل سکے، ساتھ ہی ہندوستانی مسلمانوں کی طویل علمی تاریخ کے اہم پہلو سامنے آجائیں، جنھیں نمایاں کرنیکی ضرورت اسوقت سختی کے ساتھ محسوس کی جارہی ہے۔

ہمیں بیحد مسرت ہے کہ سیمینار کا تمام علمی حلقوں کی طرف سے خیر مقدم کیا گیا، مدرسوں اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ و محققین نے اسمیں شوق سے حصہ لیا اور مسلم قوم کے ہر دل عزیز مخلص اور با بصیرت رہنما جناب ضیاء الرحمن انصاری صاحب حفظہ اللہ نے اسکے افتتاحی اجلاس کی

AsliAhleSunnet.com

صدارت قبول فرمائی، موصوف نے اس موقع پر جو خطبۂ صدارت پیش فرمایا اسمیں ہمارے لئے درس عبرت بھی ہے اور سامان نصیحت بھی، امت مسلمہ اسوقت تعلیمی میدان میں اپنی اصلاح کے لئے کوشاں ہے، اسے اس تاریخی خطبہ میں بہت سی مفید باتیں اور رہنما اصول ملیں گے۔

جامعہ سلفیہ کے ذمہ دار اور سیمینار کے کارکن محترم انصاری صاحب کے بیحد شکر گذارش ہیں کہ موصوف نے اپنا قیمتی وقت صرف کرکے جامعہ سلفیہ کے سیمینار کو رونق بخشی اور تعلیمی میدان میں ہماری رہنمائی فرمائی۔

ہم ملک کی یونیورسٹیوں اور دینی تعلیمی اداروں کے بھی ممنون ہیں کہ انھوں نے اس سیمینار کو کامیاب بنانیکے لئے پورا تعاون پیش فرمایا۔

آئندہ صفحات میں سیمینار کے ان مقالات کا اختصار پیش کیا جارہا جو ہمیں موصول ہوئے، اختصار میں اس بات کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ مقالہ کی اصل روح اور اہم نقاط باقی رہیں، ہم اپنے فاضل مقالہ نگاروں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس اختصار کے لئے ان سے معذرت خواہ ہیں۔

آئندہ صفحہ پر ان علماء و محققین کی فہرست بھی پیش ہے جنھوں نے سیمینار میں شرکت فرمائی۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس اجتماع کے مفید نتائج سے ہمیں بہرور فرمائے۔ آمین۔

(مقتدی حسن ازہری)

AsliAhleSunnet.com

فہرست مندوبین کرام

(بترتیب ابجد)

۱ مولانا ابو العاص وحیدی
استاد جامعہ سراج العلوم ، بونڈیہار ، گونڈہ

۲ ڈاکٹر احتشام بن حسن
شعبۂ اسلامیات ، مسلم یونیورسٹی ، علی گڑہ

۳ ڈاکٹر ای . کے . احمد کٹی
شعبۂ عربی ، کالی کٹ یونیورسٹی ، کیرالا

۴ ڈاکٹر اطہر شیر
ڈائرکٹر ادارۂ تحقیقات عربی و فارسی ، پٹنہ

۵ پروفیسر امجد علی
صدر شعبۂ اسلامیات . مسلم یونیورسٹی ، علی گڑہ

٦ پروفیسر امیر حسن عابدی
شعبۂ فارسی دھلی یونیورسٹی ، دھلی

۷ مولانا انیس الرحمن اعظمی عمری
شیخ الجامعۃ المحمدیۃ ، مالیگاؤں ، ناسک

AsliAhleSunnet.com

۸ جلال الدین انصاری
بیت الحکمت ، مرزا غالب روڈ ، الہ آباد

۹ ڈاکٹر حفیظ الدین احمد کرمانی
شعبۂ فارسی ، بنارس ہندو یونیورسٹی ، بنارس

۱۰ مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی
استاد دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۱۱ جناب شیام لال یادو
ممبر پارلیمنٹ ، بنارس

۱۲ مولانا ضیاء الدین اصلاحی
دار المصنفین ، اعظم گڈھ

۱۳ جناب ضیاء الرحمن انصاری
وزیر مملکت ، حکومت ہند

۱۴ ڈاکٹر عبد الباری
شعبۂ عربی ، مسلم یونیورسٹی ، علی گڑھ

۱۵ مولانا عبد الحمید رحمانی
صدر معہد التعلیم الاسلامی ، دھلی

۱۶ مولانا قاری عبد الرشید (علیگ) خانجہانپوری
لال گوپال گنج ، الہ آباد

۱۷ مولانا عبد الرشید بٹ طاہری
الکلیۃ السلفیۃ ، سرینگر ، کشمیر

AsliAhleSunnet.com

۱۸ مولانا حکیم عبد السلام اسلم
کانپور

۱۹ مولانا عبد السلام رحمانی
جامعہ سراج العلوم ، بونڈیہار ، گونڈہ

۲۰ مولانا عبد العلیم ماہر
اتحاد ملت ، اٹوا بازار ، بستی

۲۱ ڈاکٹر عبد العلی ازہری
الدار السلفیۃ ، بمبئی

۲۲ مولانا عبد المبین ندوی
دار المصنفین ، اعظم گڈہ

۲۳ مولانا عبد الواحد عبد القدوس
خیر العلوم ، ڈومریا گنج ، بستی

۲۴ پروفیسر عبد الودود اظہر
چیرمین سنٹر آف افریقن اینڈ ایشین لنگویجز ،
جواہر لال نہرو یونیورسٹی ، دہلی

۳۵ ڈاکٹر سید کفیل احمد قاسمی
شعبۂ عربی ، مسلم یونیورسٹی ، علی گڑہ

۲۶ ڈاکٹر محمد راشد ندوی
صدر شعبۂ عربی ، مسلم یونیورسٹی ، علی گڑہ

۲۷ ڈاکٹر محمد شعیب اعظمی
شعبۂ اسلامیات ، جامعہ ملیہ اسلامیہ ، دہلی

AsliAhleSunnet.com

۲۸ پروفیسر مشیر الحق ندوی
شعبۂ اسلامیات ، جامعہ ملیہ اسلامیہ ، دھلی

۲۹ مولانا محمد احمد اثری
جامعہ اثریہ دار الحدیث ، مئوناتھ بھنجن

۳۰ مولانا محمد الأعظمی
مدرسہ عالیہ عربیہ ، مئو ناتھ بھنجن

۳۱ پروفیسر محمد معین فاروقی
شعبۂ حیوانیات ، مسلم یونیورسٹی ، علی گڑھ

۳۲ پروفیسر نور الحسن انصاری
صدر شعبۂ فارسی ، دھلی یونیورسٹی ، دھلی

AsliAhleSunnet.com

22253
1148/067
6006442

تقـريب

برائے سیمینار جامعہ سلفیہ بنارس

‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡‡

الحمد لله رب العالمين ، والصلاة والسلام على رسوله محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ، أما بعد :

حکومت کی سرپرستی میں چلنے والے ملک کے تعلیمی ادارے ہمارا قومی سرمایہ ہیں ، ان اداروں میں ادب ، سائنس اور ٹکنالوجی کی اعلی تعلیم دی جاتی ہے ، نوجوان یہاں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ملک کی تعمیر میں حصہ لیتے ہیں .

یہ بات عام طور پر محسوس کی جارہی تھی کہ سرکاری تعلیمی اداروں کے ساتھ دینی اداروں کا ربط جس قدر مستحکم ہونا چاہئے ، نہیں ہے ، نہ ہی دونوں نوعیت کے اداروں کے مابین عملی تعاون ہے ، حالانکہ اسکے امکانات روشن اور ضرورت عیاں ہے .

جامعہ سلفیہ نے اس سیمینار کے ذریعہ یہ کوشش کی ہے کہ دونوں نوعیت کے نظامہائے تعلیم کے مابین عملی تعاون کا آغاز ہو ، اور ایک ایسا ماحول قائم کیا جائے کہ سب مل کر انسانی تہذیب و تمدن کی خدمت کریں ، اور معاشرہ میں جو روحانی و اخلاقی خلا نظر آرہا ہے اسے پر کرنے کی کوشش کریں .

AsliAhleSunnet.com

سیمینار کا موضوع

سیمینار کے دعوت ناموں کے جواب میں جو خطوط ہمیں موصول ہوئے ہیں، ان میں سے بعض خطوط میں موضوع سے متعلق بھی کچھ اشارے اور تبصرے ہیں اس لئے موضوع کے سلسلہ میں بھی چند باتیں عرض کردینا ضروری محسوس ہوتا ہے۔

۱ — ہم نے اس موضوع کو اسکی عمومیت ہی کے پیش نظر اختیار کیا ہے، اور اسکے مختلف پہلوؤں اور ذیلی عنوانات کے انتخاب اور ان پر اظہار خیال کا معاملہ سیمینار کے شرکاء پر چھوڑ دیا ہے، کہ وہ اپنی پسند کے مطابق کسی ایک پہلو کو متعین فرما کر اپنے مقالہ میں اس پر روشنی ڈالیں۔

۲ — ہمیں یہ احساس ہے کہ اس موضوع میں کوئی جدت نہیں، لیکن تنازع للبقاء کے اس مرحلہ میں انسانی تہذیب و تمدن پر اسلام کے جو احسانات ہیں اسکی جانب اشارہ ضروری ہے، تاکہ دنیا کو یہ معلوم ہوسکے کہ علم و ثقافت کے سلسلہ میں اس دین کا موقف کیا ہے۔

۳ — ہم اس تلقین کی حاجت بھی محسوس کرتے ہیں کہ اپنی علمی میراث سے اپنا رشتہ استوار کرنے کے بعد ہی ہم اپنے دینی وملی وجود کا تحفظ کر سکتے ہیں۔

اگر ہم علمی ترقی کے دور میں ماضی کے ورثہ پر نظر رکھیں گے تو اس سے ہم کو روشنی اور حوصلہ ملیگا، اس ورثہ کی قدر و قیمت کو ہم صحیح طور پر جان کر یہ متعین کرسکیں گے کہ اس سرمایہ سے موجودہ دور میں ہم کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اور کس طرح دنیا کے سامنے ان کا تعارف کراسکتے ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

یہ اور اسی طرح کے بعض دیگر امور کے پیش نظر ہم نے یہ عام موضوع سیمینار کے لئے منتخب کیا ہے ، اور اسمیں وقت کے بعض ممتاز فضلاء کی رہنمائی کا دخل ہے .

علم اسلام کی نظر میں

قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام کی نظر میں علم کی بڑی اہمیت ہے ، علم ہی انسانیت کا جوہر اور فضل و بزرگی کا معیار ہے ، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۳۱ میں اولین انسانی وجود سے علم کو مربوط کیا گیا ہے ، سورۂ علق میں جو وحی الٰہی کا پہلا سبق ہے ، انسان کو پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے ، اور سورۂ فاطر کی آیت نمبر ۲۸ میں بتایا گیا ہے ، کہ اللہ تعالی کی خشیت ، جسے انسانی اعمال کے سدھار اور صالح معاشرہ کی تعمیر میں کلیدی اہمیت حاصل ہے ، اہل علم ہی کو حاصل ہوتی ہے .

احادیث نبویہ میں بھی علم کی اہمیت و فضیلت بڑے دل نشیں و مؤثر انداز میں بیان کی گئی ہے ، اور اہل علم کا درجہ عابدوں سے برتر بتایا گیا ہے .

اسلام کی نظر میں وہ علوم یقیناً اہم اور مقدم ہیں جن کا سیکھنا انسان کی اخروی زندگی کو سدھارنے کیلئے ضروری ہے ، لیکن دیگر علوم پر توجہ کے دلائل وشواہد بھی بہت ہیں ، اسی وجہ سے بالغ نظر علماء علم کی « دینی اور دنیوی » تقسیم کو صحیح نہیں مانتے ، بلکہ ان کی نظر میں ایسے تمام علوم اہم اور ضروری ہیں ، جن کے ذریعہ انسانی سیرت کی تعمیر ، خلق خدا کی خدمت ، اور ملی وجود کی تقویت کا کام انجام پاسکے ، ہاں علم

AsliAhleSunnet.com

کو معتبر اور مفید ماننے کے لئے معیار وہی ہوگا جو اسلام کی روح سے ہم آہنگ ہو۔

قرآن کریم اور سنت نبویہ میں علم کی جو اہمیت و فضیلت بیان کی گئی ہے اسکے اثرات ہم پوری اسلامی تاریخ میں دیکھ سکتے ہیں۔

اسلام سے پہلے عرب قوم کی علمی بے بضاعتی کا حال سبکو معلوم ہے، لیکن اسلام کے بعد اس قوم نے جس طرح علم حاصل کیا، اسکی اشاعت کا بندوبست کیا اور علماء و طلباء کی سرپرستی کی، اسکی مثال اقوام عالم میں کم ملیگی۔

اسلامی تاریخ کے عہد زریں یعنی اولین خلفاء عباسیہ کی علمی سرگرمی و سرپرستی کا اعتراف تو دنیا کرتی ہے، لیکن ان کے علاوہ بھی ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں جن سے مسلمانوں کے علمی شغف کا اندازہ ہوسکتا ہے، دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے عربی، فارسی، ترکی اور اردو کے مخطوطات مسلمانوں کی علمی کارشوں کا زندہ ثبوت ہیں، ان مخطوطات کا بڑا حصہ علماء دستیاب کرچکے ہیں، اور اکثر کو دنیا کے سامنے پیش بھی کردیا ہے، لیکن اب بھی متعدد کتب خانوں میں مخطوطات کی متعدبہ تعداد علماء و محققین کی دسترس سے باہر ہے، ان مخطوطات سے واقفیت اور انکی اشاعت کی راہ میں یا تو کوئی دشواری حائل ہے، یا پھر کسی مقصد و غرض سے ان کو نظروں سے اوجھل رکھا جارہا ہے۔

ہندوستانی مسلمان اور علم

اسلام کی ترغیب و تلقین کی بنا پر جس طرح دنیا کے مختلف حصہ میں مسلمانوں نے علم کی اشاعت و سرپرستی کی خدمت انجام دی اسی طرح

AsliAhleSunnet.com

ہندوستـــانی مسلمانوں نے بھی دینی و ادبی علوم کے فروغ و ترقی میں اہم کردار ادا کیا، مدارس قائم کئے گئے، کتابیں لکھی گئیں اور کتب خانوں کا وجود ہوا.

ہندوستان میں مسلمانوں کی علمی و ثقافتی تاریخ دس بارہ صدیوں کو محیط ہے، اس طویل مدت میں ان کی علمی خدمات کا جائزہ لینے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مروجہ علوم میں سے کسی علم کو نظر انداز کئے بغیر تمام علوم پر منظم طور سے کام کیا گیا ہے، چنانچہ ہمارے سامنے تفسیر، حدیث، أصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ، جغرافیہ، ریاضی، صرف، نحو، بلاغت، ادب، منطق، فلسفہ اور ہیئت وغیرہ تمام شعبوں پر تصنیفات موجـــود ہیں، جن سے مسلم علماء و محققین کی علم دوستی اور قوت تخلیق کا اندازہ ہوتا ہے، یہ صحیح ہے کہ بعض علوم میں انکی تخلیقات بہت اعلی معیار کی نہیں ہیں، لیکن دوسری طرف بعض علوم ایسے بھی ہیں جن میں ان کی سبقت و جدت کا ایک زمانہ کو اعتراف ہے.

علامہ رشید رضا مصری اور محمد عبد العزیز الخولی نے کھلے طور پر یہ اعتراف کیا ہے کہ ماضی قریب میں ہندوستانی مسلمانوں نے علم حدیث کی اہم خدمت انجام دی ہے، اگر انکی توجہ اس علم پر مرکوز نہ ہوتی تو ایک زبردست خلا موجود رہتا.

ان کارناموں کی تفصیل، تصنیفات کے نام اور دیگر امور کے لئے مولانا عبد الحئی حسنی، ڈاکٹر زبید احمد، ڈاکٹر محمد اسحاق، مولانا أبو یحیی امام خاں نوشہروی، مولانا صباح الدین اور سیر و تراجم کے دیگر مصنفین کی کتابیں دیکھی جاسکتی ہیں.

AsliAhleSunnet.com

علماء اہل حدیث کی تصانیف

ملک کی اس علمی تحریک میں اہلحدیث علماء کی خدمات بھی قابل ذکر ہیں ، بلکہ بعض علوم میں ان کا حصہ قابل تحسین ہے ، عربی زبان میں حدیث کی شرح و تحقیق اور کتب حدیث کے اردو تراجم میں وہ ممتاز نظر آتے ہیں ، تفسیر ، اصول حدیث ، حدیث اور سیرت نبوی کے باب میں بھی انکی کاوشیں ناقابل فراموش ہیں . جامعہ سلفیہ نے ان علماء کی تصانیف کے تعارف سے متعلق جو کتاب تیار کرائی ہے اسمیں شاہ اسماعیل شہید کے عہد سے ابتک تصنیف ہونیوالی کتابوں میں تفسیر کی کتابوں کی تعداد ۴۰ ، حدیث کی ۸۳ ، عقیدہ کی ۳۳۱ ، تاریخ و سیر کی ۱۴۲ ، فقہ کی ۶۶۰ ، ادیان کی ۱۴۰ ، ادب کی ۴۶ ، نحو کی ۶ ، تصوف کی ۳ ، سیاست کی ۸ ، تک پہونچ چکی ہے .

اس طرح ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ملک کی عام علمی تحریک میں اس جماعت نے اپنے حالات و وسائل کے لحاظ سے پورا پورا حصہ لیا ہے .

اسلامی علوم کے سلسلے میں جماعت کا جو خاص نقطۂ نظر ہے اسکی پابندی کرتے ہوئے اس نے جو علمی سرمایہ تیار کیا ہے اسکی خاص اہمیت ہے .

ضرورت تھی کہ ملک کی علمی ترقی میں جماعت کی مشارکت کا سلسلہ برقرار رہے ، اسلامی علوم کے سلسلے میں استناد و تحقیق کا جو معیار علماء سلف نے قائم کیا تھا اسکا تحفظ ہو ، نئی نسل قدیم علمی سرمایہ سے استفادہ کے صحیح اصول سے واقف ہوسکے ، اور اسوقت عالم اسلام میں علوم اسلامیہ پر جو کام ہو رہا ہے اسکی اہمیت و افادیت کو سمجھ سکے .

AsliAhleSunnet.com

جامعہ سلفیہ کا قیام

اسی روح کے پیش نظر ۱۹۶۳ء میں جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) کا «بنارس» میں قیام عمل میں آیا۔

بنارس کا یہ عظیم تاریخی شہر مذہبی و ثقافتی روایات کا سنگم ہے، یہاں پر عہد قدیم سے تدریس و عبادت کے اہتمام کا سراغ ملتا ہے، دور دور سے لوگ اشنان اور پوجا کے لئے آتے ہیں، بعض مشہور شعراء کو یہاں کی مذہبی روایات نے اپنا گرویدہ بنا لیا تھا، پھر وہ اس شہر کو چھوڑ نہ سکے، مرکزی دارالعلوم کے بانیوں نے اس شہر میں اس ادارہ کے قیام کے لئے جو بھی وجہ ترجیح متعین کی ہو، لیکن آج ہر شخص انکے اس اقدام کو اس لئے بھی برمحل قرار دے رہا ہے، کہ اس سے ملک کی مشترکہ تہذیب کی زیادہ مکمل تصویر دیکھی جاسکتی ہے، دارالعلوم کا وجود ایک معروف شاعر کی تعبیر کے مطابق «ارض کاشی میں بنیاد خلیل» کی حیثیت رکھتا ہے۔

مہمانان گرامی! جامعہ کے ذمہ داروں اور سرپرستوں نے ادارہ کے قیام کے جو مقاصد متعین کئے تھے ان کا خلاصہ یہ ہے:

۱ — طریقۂ سلف کے مطابق کتاب و سنت کی تعلیم۔

۲ — عربی زبان و ادب اور اسلامی علوم و فنون کی عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق تعلیم۔

۳ — اسلامی اقدار و آداب کے مطابق تعلیم نسواں کا بندوبست۔

۴ — علماء و مصنفین کی ایسی جماعت تیار کرنا جو موجودہ دور میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور شریعت محمدیہ کے دفاع کا فرض انجام دے سکیں۔

AsliAhleSunnet.com

۵ — مسلمانوں میں پھیلے ہوئے گمراہ کن عقائد و نظریات اور بیجا رسوم و خرافات کی بیخ کنی۔

۶ — مسلمانان عالم کے مابین کتاب و سنت کی بنیاد پر ٹھوس اور محکم اتحاد و یگانگت قائم کرنا۔

۷ — ملک و بیرون ملک کی یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں کے ساتھ ثقافتی تعلقات کی استواری۔

ان مقاصد کی تکمیل کے لئے جامعہ نے اپنی سرگرمیوں کو درج ذیل شعبوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔

۱ — شعبۂ حفظ و تجوید:

اس شعبہ میں مقامی و بیرونی دونوں طرح کے طلبہ زیر تعلیم ہیں، اور جامعہ کو ہر سال بہت سے امیدواروں کو واپس کرنا پڑتا ہے۔

۲ — شعبۂ پرائمری:

لڑکوں کی پرائمری تعلیم کا انتظام جامعہ کی اس عمارت کے علاوہ ایک عظیم چار منزلہ عمارت میں ہے، جو یہاں سے مشرق میں تھوڑی دور پر واقع ہے۔

۳ — شعبۂ نسواں:

مذکورہ پرائمری مدرسہ کی عمارت سے تھوڑے فاصلے پر شعبۂ نسواں کی عمارت ہے، جو بیس سال قبل جامعہ سلفیہ کے قیام سے پہلے «جامعہ رحمانیہ» کے نام سے موسوم عربی تعلیم کی معروف درسگاہ تھی، اس سے علماء کی ایک بڑی تعداد فارغ ہوچکی ہے، اس ادارہ کو اپنے تعلیمی معیار اور منتظمین کی ہمت وحوصلہ کے لحاظ سے بڑا وقار حاصل تھا۔ شعبۂ نسواں

AsliAhleSunnet.com

میں لڑکیوں کی ہائی اسکول تک کی تعلیم کا انتظام ہے، اور سرکاری نصاب کے ساتھ ساتھ انہیں عربی زبان و اسلامیات کی تعلیم بھی دی جاتی ہے، اس شعبہ کی مقبولیت کا اندازہ داخلہ کے وقت امیدوار طالبات کی کثرت سے کیا جاسکتا ہے.

۴ — عربی درجات:

جامعـــہ میں عربی تعلیم کی مدت کل دس سال ہے، جسمیں کل تین ڈگریاں دیجاتی ہیں، پہلی ڈگری «ثانویہ» کی ہے، جسکے کورس کی مدت چار سال ہے. دوسری ڈگری «عالمیت» کی ہے. اسکا کورس بھی چار سالہ ہے اور تیسری ڈگری «فضیلت» کی ہے اسکا کورس دو سال کا ہے.

اس دس سالہ نصاب کی مکمل تعلیم کا انتظام جامعہ کی اسی عمارت میں ہے، اور اسی میں بیرونی طلبہ کی رہائش کا بندوبست بھی ہے.

مذکورہ شعبوں میں زیر تعلیم مقامی و بیرونی طلبہ کی تعداد «۱۴۸۵» ہے جس میں بیرونی طلبہ تقریبا ۴۲۵ ہیں.

شعبۂ تصنیف و ترجمہ:

صالح تعمیری لٹریچر کی ضرورت آج کے دور میں پہلے سے زیادہ ہے اسی طرح عربی مدارس میں تحقیق و تصنیف کے رجحـــان کو نکھارنے کی ضرورت کا احساس بھی عام ہے. جامعہ سلفیـــہ کا شعبۂ تصنیف و ترجمہ اسی ضرورت کی تکمیل کی ایک کوشش ہے. اس شعبـــہ سے پچھلے دس سال کی مدت میں اردو، عربی انگریزی، اور ہندی کی تقریبا ساٹھ کتابیں شائع ہوچکی ہیں، جن میں بعض کتابیں جامعـــہ کے ابناء قدیم کی محنت کا ثمرہ ہیں.

AsliAhleSunnet.com

اسی طرح عربی و اردو کے دو ماھنامے بھی پابندی سے شائع ھوتے ھیں ، اور ان سب کی طباعت کا انتظام خود جامعہ کے پریس میں ھوتا ھے . تبلیغ و افتاء کا کام اسی شعبہ کے تحت انجام پاتا ھے .

جامعـــہ کی خدمات کے سلسلہ میں یہ ذکر بھی ضروری ھے کہ اسکے فارغین میں سے تقریبا ایک سو پچاس طلبہ سعودی عرب کی مختلف یونیورسٹیوں اور بالخصوص مدینہ یونیورسٹی میں اعلی تعلیم کے لئے جاچکے ھیں ، ان میں سے کچھ طلبہ ایسے بھی ھیں جن کا « پی ایچ ڈی » کی تکمیل کے بعد تدریس یا تصنیف کے لیئے تقرر ھوگیا ھے .

اس موقعہ پر تحدیث بالنعمة کے طور پر یہ ذکر بھی ضروری ھے کہ ملک کی معروف مرکزی یونیورسٹیوں میں سے « علیگڈھ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ » اور جامعہ ملیہ اسلامیہ دھلی » نے بھی جامعہ سلفیہ کی اسناد کو تسلیم کر لیا ھے ، اور یہاں کے متعدد فارغین دونوں جگہ زیر تعلیم ھیں . جن علم دوست اور بہی‌خواھان جامعہ کے ذریعہ یہ کام انجام پذیر ھوا ھے جامعہ کے ذمہ دار ان کے تہہ دل سے شکر گزار ھیں .

جامعہ نے یہ خدمات تقریبا بیس سال کی مدت میں انجام دی ھیں ، اور اسکے ذمہ داروں کی یہ کوشش ھے کہ موجودہ تدریسی و تصنیفی سرگرمیوں کا سلسلہ جاری رھے ، اور ساتھ ھی کچھ نئے تعلیمی و تعمیری منصوبوں کی تکمیل کی جدوجہد کیجائے .

۱ — اسوقت ایک اھم تعمیری منصوبہ زیر تکمیل ھے ، جسکا مقصد یہ ھے کہ جامعہ کے لئے مستقل آمدنی کا ایک ایسا ذریعہ وجود میں آجائے جس سے تعلیمی اخراجات کا بوجھ ھلکا ھوسکے .

AsliAhleSunnet.com

۲ — دوسرا منصوبہ یہ ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم ابھی صرف ہائی اسکول تک ہے، اسے «بی، اے» تک پہونچایا جائے، اسی طرح لڑکیوں کے لئے ایک شعبہ دینیات کی تعلیم کا بھی قائم کیا جائے، اور بیرونی طالبات کیلئے اقامت گاہ کا بھی بندوبست ہو. تاکہ اس شعبہ میں بیرونی طالبات بھی داخلہ لے سکیں.

۳ — اسی طرح عربی زبان کا مراسلاتی کورس بھی شروع کرنیکا خیال ہے، اگر ضروری تیاریاں مکمل ہو گئیں تو آئندہ تعلیمی سال میں اس کورس کا آغاز ہو جائیگا۔ ان شاء اللہ.

یہ ہے جامعہ کی کارگزاریوں اور منصوبوں کا مختصر تذکرہ اسکے بعد میں یہ عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ ملک کے دینی مدارس جس تعلیمی نظام پر چل رہے ہیں، ان کے جو مسائل اور مشکلات ہیں، اور ان میں جو خوبیاں اور خامیاں ہیں، ان سے ہمارے مہمانان گرامی بخوبی واقف ہیں، بلکہ ان میں متعدد حضرات ایسے ہیں جن کے علمی سفر کا آغاز انہیں مدارس سے ہوا ہے، اس لئے یہ مختصر تذکرہ مدارس اسلامیہ سے متعلق عمومی تصور دینے میں کامیاب رہیگا.

یہ تقریب نامکمل رہیگی اگر میں اسمیں صدر محترم عالی جناب ضیاء الرحمن انصاری صاحب دام اقبالھم کا شکریہ نہ ادا کروں، مہمان گرامی نے اپنی گوناگوں مصروفیتوں کے بارجود اس سیمینار کی سرپرستی فرمائی اور صدارت کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا، یہ ادارہ مہمان محترم کے قدوم میمنت لزوم سے پہلے بھی سرفراز ہوچکا ہے، اور آج پھر اسے یہ شرف حاصل ہو رہا ہے، ہمیں قوی امید ہے کہ اس ادارہ پر معزز مہمان کی نظر کرم

AsliAhleSunnet.com

ہمیشہ رہیگی ، اللہ تعالی آپ کی بصیرت و جرأت سے ملت کو زیادہ فائدہ پہنچائے۔ آمین .

اخیر میں اس طویل سمع خراشی پر معذرت کرتے ہوئے میں جامعہ کے تمام ذمہ داروں کی جانب سے آپ تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں ، اور یہ امید کرتا ہوں کہ یہاں حق ضیافت کی ادائیگی میں ہم لوگوں سے جو تقصیر ہوئی ہے اس سے درگزر فرماتے ہوئے ہمارے مہمانان گرامی اس ادارہ کی ترقی وتقویت کے لئے ہمیں اپنے مفید مشوروں سے نوازیں گے ، اور ادارہ کے مقاصد کی تکمیل میں اپنا تعاون پیش فرمائیں گے .

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ .

(مقتدی حسن ازہری)

• • •

AsliAhleSunnet.com

سپاسنامہ

بخدمت جناب ضیاء الرحمن انصاری صاحب

وزیر مملکت برائے ماحولیات وجنگلات ، حکومت ہند

الحمد لله وكفى ، وسلام على عباده الذين اصطفى ، أما بعـــد :

صدر محترم ، مہمان خصوصی ، یونیورسٹیوں اور مدارس اسلامیہ کے علماء و مفکرین ، شہر کے حکام اور جملہ حاضرین :

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته .

مجھے بیحد مسرت ہے کہ میں جامعہ سلفیہ کے صدر محترم شیخ الحدیث علامہ عبید اللہ رحمانی صاحب نائبین صدر الحاج محمد صدیق صاحب ، مولانا محمد یحیی صاحب ، مولانا مختار احمد ندوی صاحب ، ناظم اعلی مولانا عبد الوحید صاحب ، نائب ناظم مولانا عبد القـدوس صاحب ، الحاج محمد سالم صاحب ، خزانچی الحاج محمد یونس صاحب ، سیمینار کے کنوینر الحاج محمد صالح انصاری صاحب ، اور جامعہ کے دیگر اراکین ، ذمہ داران ، اساتذة اور طلبہ کی طرف سے بالعموم تمام مہمانوں کا ، اور بالخصوص صدر محترم جناب ضیاء الرحمن انصاری صاحب کا پرتپاک خیر مقـدم کرتے ہوئے خوش آمدید کہ رہا ہوں ، اور شکر گزار ہوں کہ آپ نے جامعہ سلفیـــہ کی دعوت کو قبول فرما کر ہماری عزت افزائی فرمائی .

AsliAhleSunnet.com

مہمان گرامی ! جامعہ کی تاریخ میں بلکہ عربی مدارس کی تاریخ میں آج کا دن بیحد عظیم ہے کہ اس میں ملک کے دونوں نظامہائے تعلیم کے معروف اساتذہ و دانشوران ایک تعلیمی ادارہ کی چہار دیواری کے اندر فروکش ہیں ، اور ان کو یہ احتساب کرنا ہے کہ اس ملک کی علمی و ثقافتی تحریک میں ن کا حصہ کتنا اور کیسا ہے .

یہ علمی مذاکرہ ملک کی ایک عظیم علمی و سیاسی شخصیت جناب ضیاء الرحمن انصاری وزیر مملکت برائے ماحولیات و جنگلات ، حکومت ہند کی سربراہی میں انجام پارہا ہے جن کی ملی تاریخ پر گہری نظر ہے ، جنھوں نے اس تاریخ کی تعمیر میں اہم حصہ لیا ہے ، اسکے لئے قربانیاں دی ہیں ، اور سب سے بڑی بات یہ کہ افراد ملت کے احساسات و جذبات کی صحیح ، متوازن اور بیباک ترجمانی کی ہے .

مجھے یقین ہے کہ یہ علمی مذاکرہ ملت کے لئے باعث خیر ثابت ہوگا ، اور صدر محترم کی رہنمائی میں ہمیں ان خطوط کی نشان دہی میں سہولت ہوگی جن پر آئندہ مرحلہ میں ملت کو جادۂ پیما ہونا ہے .

محترم جناب ضیاء الرحمن انصاری صاحب کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں . آپ ایک ذی علم خاندان کے چشم و چراغ ہیں . قانون کی اعلی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے اپنی ذات کو قوم و ملت کی خدمت کے لئے وقف کردیا ، یوپی اور مرکز میں وزارت کے اہم عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود انصاری صاحب نے امت مسلمہ کے سواد اعظم سے اپنا رشتہ ہمیشہ استوار رکھا ہے اور جب بھی امت مسلمہ پر فاشسٹ اور فرقہ پرست عناصر کی طرف سے حملہ ہوا ہے آپ نے پوری ہمت ، بیباکی اور استقلال سے

AsliAhleSunnet.com

امت کا دفاع کیا ہے جناب ضیاء الرحمن انصاری اسلام کے مخلص جاں نثار اور جمہوریت کے سچے شیدائی ہیں اور مخالفت کی حوصلہ فرسا آندھیوں میں فانوس بن کر شمع اسلام کو فروزاں رکھتے ہیں. ان میں ہمارے اسلاف کی حق گوئی اور بیباکی بھی ہے اور دین کی خاطر دنیا کو قربان کردینے کا جذبہ بھی. ہمیں یقین کامل ہے کہ ہندوستان کے مسلمان بلکہ پوری ہندوستانی قوم انصاری صاحب کی صالح قیادت میں انسان دوستی، صلح و آشتی اور جمہوریت کی منزل کی طرف گامزن رہے گی.

صدر محترم! حکومت کی سرپرستی میں چلنے والے ملک کے تعلیمی ادارے ہمارا قومی سرمایہ ہیں، ان اداروں میں ادب، سائنس اور ٹکنالوجی کی اعلی تعلیم دی جاتی ہے، ہمارے نوجوان یہاں سے تعلیم حاصل کرکے ملک کی تعمیر میں حصہ لیتے ہیں.

یہ بات عام طور پر محسوس کی جارہی تھی کہ سرکاری تعلیمی اداروں اور دینی اداروں کے مابین عملی تعاون حسب ضرورت نہیں ہے. جامعہ سلفیہ نے اس سیمینار کے ذریعہ یہ کوشش کی ہے کہ دونوں نوعیت کے نظامہائے تعلیم کے مابین عملی تعاون کا آغاز ہو، اور ایک ایسا ماحول قائم کیا جائے جس میں سب مل کر انسانی تہذیب و تمدن کی خدمت کریں، اور معاشرہ میں جو روحانی و اخلاقی خلا نظر آرہا ہے اسے پر کرنے کی کوشش کریں.

ہمیں قوی امید ہے کہ سیمینار میں شرکت فرمانے والے علماء و دانشوروں کی محنت و تحقیق کے نتیجہ میں مسلمانوں کی علمی و ثقافتی تاریخ کے بعض اہم پہلو ضرور اجاگر ہوں گے، اور ان سے ہمیں تعلیمی میدان میں روشنی حاصل ہوگی.

AsliAhleSunnet.com

اخیر میں ایک بار پھر میں صدر محترم جناب ضیاء الرحمن انصاری صاحب کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے تشریف لاکر ہملوگوں کی عزت افزائی فرمائی۔ ہمیں امید ہے کہ اگر حق ضیافت کی ادائیگی میں ہماری طرف سے کوئی تقصیر ہوئی ہو تو اسکو اپنے دامن عفو میں جگہ دیں گے، اور جامعہ کی تعلیم و ترقی کے لئے ہمیں اپنے مفید مشوروں سے ہمیشہ نوازتے رہیں گے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اراکین جامعہ سلفیہ، بنارس

۴/ اپریل ۱۹۸۶ء

● ● ●

AsliAhleSunnet.com

خطاب جناب ضیاء الرحمن انصاری صاحب

وزیر مملکت برائے ماحولیات وجنگلات ، حکومت ہند

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

علماء کرام ، معزز حاضرین ! آج کی یہ مجلس مذاکرہ ایک مخصوص موضوع پر ہے ، اور وہ موضوع یہ ہے کہ اسلامی علوم میں ہندوستانی مسلمانوں کا کیا حصہ رہا ہے ، میں سمجھتا تھا کہ موضوع خود اتنا وسیع ہے کہ اگر اس موضوع کے مختلف گوشوں کو محض چھوا جائے تو بھی اسمیں کافی وقت درکار ہے ، لیکن ساتھ ہی ساتھ مجھسے اس بات کا بھی مطالبہ کیا گیا ہے کہ جس مسئلہ پر کافی عرصہ سے یعنی تقریبا ایک سال سے ہندوستان میں پارلیمنٹ کے اندر بھی اور پارلیمنٹ کے باہر بھی مسلسل بحث ہو رہی ہے ، کچھ اسکے متعلق بھی عرض کروں ، میں نہیں سمجھتا کہ جس موضوع پر اتنے طویل عرصہ سے بحث ہو رہی ہو ، اور غالبا آزاد ہندوستان میں کوئی ایک واحد مسئلہ ایسا نہیں ہے جس پر اتنے طویل عرصہ تک بحث کا سلسلہ جاری رہا ہو ، اس پر کچھ اور مزید کہنے کی گنجائش ہے ، لیکن پھر بھی مجھ سے چونکہ مطالبہ کیا گیا ہے اس لئے میں مختصر طور پر آخر میں اس سلسلہ میں بھی کچھ تھوڑا بہت عرض کروں گا محض آپ کے حکم کی تعمیل میں ، لیکن ہمارے میں اس موضوع پر جو اس سیمینار کا موضوع ہے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں .

AsliAhleSunnet.com

علوم اسلامیہ سے مراد اگر محض مخصوص دینی یا شرعی امور ہیں تو اسکا دائرہ بہت ہی محدود ہوجاتا ہے ، لیکن اگر علوم اسلامیہ سے مراد تمام علوم ہیں تو میں آپ سے نہایت ادب کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں جتنے علوم ہیں وہ سب علوم اسلامیہ کے احاطے میں آتے ہیں ، آخر علم کے معنی کیا ہیں ؟ علم کے معنی ہیں : کسی چیز کو جو پوشیدہ ہو اسکو عیاں کر دینا ، کسی چیز کو جو تاریکی میں ہو اسکو روشنی میں لے آنا ، کسی چیز کو جو معلوم نہ ہو مخفی ہو اسکو دریافت کر لینا ۔ اگر علم کے یہ معنی ہیں تو میں آپ سے نہایت ادب کیساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ دین جسکا نام اسلام ہے اس دین کے احاطے سے باہر دنیا کا کوئی علم نہیں ، خواہ وہ سائنس ہو خواہ ٹیکنالوجی ہو خواہ علم ہیئت ہو ، کسی بھی چیز کا علم حاصل کرنا ہمارا دینی شعار ہی نہیں ہے بلکہ اس قوم پر جسکو مسلمان کہتے ہیں اسکو فرض قرار دیا گیا ہے ، اور اسکا علم حاصل کرنے کو — اور میں علم جو اسوقت کہہ رہا ہوں تو میری نظر میں خالص دینی علوم نہیں ہیں ، بلکہ علم کا لفظ ایک وسیع معنی میں بول رہا ہوں — مسلمان پر فرض قرار دیا گیا ہے ، اور اسکو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے ، میں ان تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا ، علماء کرام یہاں پر موجود ہیں ، یہ عظیم الشان واقعہ ہے کہ علم کے حصول کو عبادت کا درجہ اسلام نے دیا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر علم کا حاصل کرنا فرض کر دیا گیا ۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر عبادت ہے علم کا حاصل کرنا تو اس عبادت کا مقام کیا ہے ؟ اسکا مرتبہ کیا ہے ؟ اسکا درجہ کیا ہے ؟ اور میں آپ

AsliAhleSunnet.com

سے اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ذرا عقل اور بصیرت سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام نے علم کے حاصل کرنے کو عبادت کا جو درجـــہ دیا ہے وہ درجہ کسی دوسری عبادت کو نہیں دیا ، اسلامی عبادتیں بہت سی ہیں ، جن کا تعلق کسی ایک مخصوص وقت سے ہے ، اسکے لئے مخصوص وقت متعین کر دیا گیـــا ہے ، رمضان کے روزے فرض قرار دیئے گئے مخصوص مہینے کیلئے اور منع کردیا گیا کہ عیدین کے دن روزہ نہیں رکھ سکتے یہ تمہارے لئے حرام ہیں . نماز ہے اسکے اوقات مقرر ہیں ، حج جیسی مہتم بالشان عبـادت کا یہی حال ہے ، طواف و سعی تم کسی وقت بھی کر سکتے ہو لیکن جس چیز کا نام حج ہے وہ ایک مخصوص دن عرفات کے میدان میں فجر سے مغرب کے وقت تک کسی ایک لمحے کیلئے بھی حاضر ہوجانے کا نام ہے ، ایک وقت مقرر ہے ، سال میں ایک بار آتا ہے اسکے علاوہ کتنی ہی مرتبہ آپ عرفات کے میـدان میں جائیں ، کتنے ہی شب و روز وہاں گذاریں لیـکن یہ آپ کا حج نہیں ہوسکتا ، عرفات کے میدان کی زیارت ہوسکتی ہے ، تو میں نے آپ سے عرض کیا علم کے معاملہ میں کہ یہی ایک عبادت ہے جس میں شب و روز کی قید نہیں ، سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے کوئی وقت ہو کوئی موقع ہو اس علم کو حـــاصل کرو اور جب بھی اس علم کو حاصل کرنے کی سعی کروگے تو اس پر عبـادت کا ثواب ملیگا ، اور تمہارے لئے عبادت ہوگی .

پھر بعض عبـادتیں ایسی ہیں جو مردوں اور عورتوں دونوں جنسوں کے لئے برابر نہیں ہیں ، بعض عبادتیں ایسی ہیں جس میں ایک جنس کیلئے معافی ہے ، مثلا ہماری مستورات کیلئے خاص ایام میں نماز معاف ہے ، کچھ

AsliAhleSunnet.com

خاص ایام میں ان پر روزے فرض نہیں ہیں، لیکن علم ایک ایسی عبادت ہے جو ہر مرد و عورت کے لئے برابر کا درجہ رکھتا ہے، اسمیں کسی کو کسی دوسرے پر فضیلت نہیں ہے، مرد و عورت دونوں پر یکساں طور پر فرض ہے اور اسکے لئے کسی وقت کی قید نہیں ہے۔

اور بعض عبادتیں ایسی ہیں جن کا تعلق کسی خاص مقام سے ہے سعی دو پہاڑیوں کے بیچ میں سات چکر لگانے کا نام ہے، طواف کعبہ کعبہ کے طواف کا نام ہے اور وہ مخصوص ہے مکہ مکرمہ میں حاضری دینے کے بعد کعبہ کے چاروں طرف چکر لگانے کے ساتھ، اور عمرہ کی اگر کوئی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے تو طواف کیساتھ دو پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگانے کا نام ہے، تم دنیا کے کسی بھی دوسرے گھر کے سات نہیں سات ہزار چکر لگاؤ، کسی جگہ پر پہونچنے کے لئے تم کتنی ہی سعی کرو، لیکن تم کو عمرہ، سعی اور طواف کا ثواب نہیں مل سکتا۔ لیکن علم ہی ایسی عبادت ہے جس کی خصوصیت یہ ہے کہ تم دنیا کے کسی مقام میں جا کر، اللہ جل شانہ نے جن چیزوں کو مخفی کر رکھا ہے، جس کو ڈھانپ رکھا ہے پوشیدہ کر رکھا ہے ان کو روشنی میں لے آؤ، جہل کو دور کردو، تاریکی کو ختم کردو۔ اللہ جل شانہ نے اپنے کرشمے پوشیدہ کر رکھے ہیں انکو روشنی میں لے آؤ، اور کسی وقت بھی لے آؤ، کسی مقام پر اسکے لئے سفر کرو، یہ سب عبادت ہے۔

اور یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں محض دینی علوم کا معاملہ نہیں، ذرا سا لوٹ کے میلاد آدم کے واقعہ کو یاد کیجئے اور قرآن کریم کے اس چیپٹر کو، جس پر حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت، حضرت آدم کو

AsliAhleSunnet.com

سجدہ کرنے کے لئے جو فرشتوں سے کہا گیا ہے اس واقعہ کی طرف ذرا نظر کیجئے اور جو فرشتوں نے اللہ جل شانہ سے کہا کہ کیا آپ ایک ایسے شخص کو تخلیق کررہے ہیں جو دنیا میں فتنہ و فساد برپا کرے، تو اللہ جل شأنہ نے کہا: تم نہیں جانتے، ہم جانتے ہیں، اور حضرت آدم علیہ السلام کو کچھ اسماء تعلیم فرما دیئے، اور فرشتوں سے کہا تم اگر جانتے ہو تو ان چیزوں کے نام بتلاؤ، تو انھوں نے اپنی عاجزی کا اعتراف کیا، تو حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا گیا، حضرت آدم علیہ السلام نے ان چیزوں کے اسماء بتا دیئے، اس میں کہیں پر یہ نہیں آیا ہے کہ کوئی تشریعی احکامات تھے، یا کوئی خالص دینی شعار تھے جن کی تعلیم اللہ جل شأنہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دی تھی، بلکہ چند اسماء تھے، کچھ چیزوں کے نام تھے جو ان کو تعلیم فرمائے تھے، یہ خود اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ جل شأنہ جس چیز کا مطالبہ مسلمان قوم سے کرتا ہے وہ مطالبہ ہے کسی پوشیدہ چیز کو، قدرت کے اس راز کو اس خزینہ کو دریافت کرکے انسانی صلاح و فلاح کے لئے روشنی میں لے آنا اور اسکو ندرت تک پہونچا دینا۔

میں ایسا سمجھتا ہوں کہ اگر علوم اسلامیہ کا یہ مفہوم لیا جائے تو یہ بہت وسیع مفہوم ہے، اور اگر اس نقطۂ نظر سے اس قوم کا جس کا نام مسلم ہے اسکی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس مسلم قوم نے جو خالصۃ ایک علمی قوم تھی۔ اس نے دنیا میں اپنے زمانے میں علم میں سائنس میں جیومیٹری میں کیمیا میں علم فلسفہ میں علم منطق میں علم ہیئت میں ایسے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے ہیں کہ آج کا مورخ ان علوم کی

AsliAhleSunnet.com

تاریخ لکھنے کے لئے بیٹھتا ھے تو اسکا قلم ان کی خدمات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا ، مجھے یاد ھے کہ جب میں سائنس کا طالب علم تھا تو جیومیٹری کی ایک کتاب ایک انگریز کی لکھی ہوئی میں نے پڑھی تھی اور اس نے اپنے مقدمہ میں لکھا تھا کہ اگر عربوں کا تسلط اسپین و یورپ سے ختم نہ ہوگیا ہوتا تو دنیا کو تعجب ہوتا کہ علم کیمیا آج کتنی ترقی کر گئی ہوتی ، کتنا آگے بڑھ گئی ہوتی ، تو میرے کہنے کا منشاء یہ ھے کہ مسلمان قوم نے علم کے معاملہ میں کبھی جہل ، تعصب اور تنگ نظری سے کام نہیں لیا ، یہ الگ بات ھے کہ آج اس دور میں اس زمانہ میں ہم نے خود اپنے مشن کو بھلا دیا اور ہم بھول گئے ۔ دین جو کچھ بھی ھے وہ ھماری میراث ھے اور یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں وہ اسلئے کہہ رہا ہوں کہ آپ ذرا غور فرمائیے کہ ہر نبی کی کچھ خصوصیت ہوتی ھے ۔ کچھ اسکی ایک مخصوص ادا ہوتی ھے ، کچھ خصوصیات ہوتی ہیں جسکو اللہ جل شانہ اسکو تفویض کرکے دنیا میں بھیجتا ھے کہ وہ انسانوں کی اصلاح کرے حضرت موسی علیہ السلام کی خصوصیت تھی کہ وہ چیزوں کی ماھیت کو بدل دیا کرتے تھے ، عصائے موسوی زمین پر ڈال دیا جاتا تھا وہ اژدھا بن جاتا تھا ، اسکو اٹھا لیتے تھے پھر وہ عصا ہوجاتا تھا ، ھاتھ کو بغل میں ڈال کرکے نکالتے تھے تو وہ چمکتا ہوا یدبیضا دکھائی دیتا تھا تو چیزوں کی ماھیت کو تبدیل کردینے کی ایک خصوصیت تھی جو حضرت موسی علیہ السلام کو دی گئی تھی

اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام کو یہ خصوصیت ارزانی فرمائی گئی تھی کہ وہ اللہ جل شانہ کے حکم سے مردہ میں جان ڈال دیتے ، ایسی چیزوں میں جو

AsliAhleSunnet.com

بے جان دوچکی ھیں ، اور اسی لئے انکو خطاب ملا روح اللہ کا ، حضرت ابراھیم علیہ السلام کو جس خصوصیت کے ساتھ مبعوث فرمایا گیا تھا وہ خصوصیت تھی سلامتی کی ﴿ قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم ﴾ اے آگ تو ٹھنڈی ھوجا اور ابراھیم پر سلامتی بن جا ، اب اگر اسکا کھوج لگایا جائے اور ان نبیوں کی امتوں کی حالت کو دیکھا جائے تو میر آپ سے سچ کہتا ھوں کہ نبیوں کی امت میں کسی نہ کسی درجے میں اپنے نبی کی ان خصوصیات کا پرتو ملتا ھے یہ ھے مسئلہ ، ھمارے یہاں مذاکرے میں ، جو حضرات تشریف لائے ھیں اسکے اوپر غور کریں . اسی طرح ایک امت محمدی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ھے اسکے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ھیں ان کی بھی ایک خصوصیت تھی انکو بھی ایک معجزہ عطا فرمایا گیا تھا معجزے اور بہت سے ھیں معجزے کے معنی ھیں کوئی چیز جو انسان کو عاجز کردے لیکن جس معجزے میں بہت سے ایسے معجزات ھیں جن میں اختلاف بھی ھیں لیکن ایک چیز کا جسے آج تک دنیا نے اختلاف نہیں کیا اور مسلمان کتنے ھی فرقوں میں بٹ گیا ھو ھر مسلمان یہ مانتا ھے کہ یہ معجزہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی کا ایسا ھے کہ اسمیں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں ، اور وہ معجزہ ھے قرآن ﴿ و إن کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فأتو بسورة من مثله وادعوا شهداءکم من دون الله ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس و الحجارة أعدت للکافرین ﴾ یہ ھے ایک معجزہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ، کہا گیا اے لوگو اگر تم کو اسمیں شک ھے جو ھم نے اپنے بندوں پر نازل کی یعنی قرآن کریم تو آؤ اس جیسی ایک سورت بنا کر لے آؤ ، تم اور تم تنہا نہیں اپنے سارے معاونین کو

AsliAhleSunnet.com

اپنے سارے ساتھیوں کو سب کو اکٹھا کر لو ، اور تم سب اکٹھا ہوکر اس جیسی ایک سورت بنا کر لے آؤ ، پھر کہتا ہے فان لم تفعلوا پس اگر تم ایسا نہ کرسکو اور پھر تاکیدا یہ کہتا ہے ﴿فان لم تفعلوا ولن تفعلوا﴾ اور تم ہرگز ایسا نہیں کرسکو گے لن تاکید کے ساتھ یعنی ہرگز ہرگز تم ایسا نہیں کرسکو گے ﴿فاتقوا النار التی وقودها الناس و الحجارة أعدت للکافرین﴾ خدا کی قسم چودہ سو برس کی زندگی گزر جانے کے بعد ، قرآن کریم کے نزول کے چودہ سو برس پورا ہوجانے کے بعد آج بھی یہ معجزہ اپنی جگہ پر برقرار ہے ، علم ترقی کرگیا مدارس ، علوم کے بڑے بڑے عظیم الشان ادارے قائم ہوگئے ، لیکن آج تک کسی بڑے سے بڑے انسان نے یہ دعوی نہیں کیا ، سورت تو سورت ایک آیت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی بطور پیوند قرآن میں لگایا جاسکتا ہے یہ آج تک کسی سے نہیں ہوسکا ، تو میں آپ سے عرض کر رہا تھا کہ اسلام کے نبی کو جس خصوصیت کے ساتھ مبعوث کیا گیا تھا وہ خالصتاً علمی خصوصیت تھی اور یہی وجہ ہے کہ اس خصوصیت کا پرتو کسی نہ کسی درجے میں اس امت میں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو ماننے والی انکی پیروی کرنے والی انکے نام پر اپنے آپ کو منسوب کرنے والی تھی کسی نہ کسی درجے میں یہ خصوصیت آج بھی موجود ہے .

میں نے آپ سے عرض کیا کہ علوم اسلامیہ بہت وسیع موضوع ہے ، اور اسمیں تمام علوم مثلا چاند پر جانا ، سورج کی شعاوں کو قید کرنا ، اٹامک انرجی کا دریافت کرنا ، یہ سب علوم بلا شبہ اسکا حاصل کرنا اور ان میں آگے ترقی کے مدارج طے کرنا یہ سب اسلام کی خدمت ہے اور سب

AsliAhleSunnet.com

علم حاصل کرنا اسلام کی نظر میں عبادت ھے ، ھاں یہ عبادت ضرور ھے ، لیکن دوستو میں ایک بات عرض کرنا چاھتا ھوں عزیزان گرامی کہ اس عبادت کے ساتھ اگر تم نے اپنی ذھنی تربیت نہ کی اخلاقی قدروں کو استوار نہ کیا تو اس بات کا اندیشہ ھے کہ تمہارا یہ علم ھی تمہاری غارت گری کا سب سے بڑا سبب بن جائیگا . علم تو شیطان کو بھی بہت تھا اور شیطان کا علم ھی ابلیس کا علم ھی اسکی غارت گری کا سب سے بڑا سبب بن گیا اور آج دنیا میں کیا ھورھا ھے آدمی ترقی کررھا ھے ، دنیا کہہ رھی ھے کہ آدمی ترقی کررھا ھے ، اس نے ایٹمی توانائی کو دریافت کرلیا ، اس نے ایسی لیزربین تیار کرلی ھے جو اگر کسی چیز پر ڈال دی جائے تو وہ وجود عدم میں چلا جائیگا ، معدوم ھوجائیگا ، ختم ھوجائیگا وہ ٹوٹ جائیگا ، پھر اس وجود کو جوڑنا چاھو تو جڑ بھی جائیگا اس لیزربین سے ، آج آدمی چاند پر سفر کر رھا ھے ، وھاں پر ٹہل کرکے چلا آتا ھے ، مریخ پر پہونچنے کی کوشش کر رھا ھے ، ایسی ایسی توانائیاں اسنے ایجاد کرلی ھیں کہ امریکا اور روس دونوں اپنی اپنی جگہ پر اتنے طاقت ور ھیں کہ اس علم کے ذریعے سے آدھی آدھی دنیا کو ختم کرنے کے لئے دونوں کافی ھیں . تو یہ اس علم کا قصور نہیں ھے جو انھوں نے حاصل کیا ھے ، یہ اخلاقی تربیت کا فقدان ھے اسکی کمی ھے کہ آج توانائی کو جس انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال ھونا چاھئے تھا . جس کو صلاح و فلاح کیلئے استعمال ھونا چاھئے تھا ، جو انسانوں کو آسائش اور راحت پہونچانے کیلئے استعمال ھوتی ، جو تعمیر میں لگتی ، آج وہ ساری کی ساری صلاحیت اور سارا کا سارا علم تخریب میں لگ رھا ھے ، اور پوری دنیا آج ان کے سامنے لرز رھی ھے کہ اللہ جانے کسی وقت دھوکے دھڑی میں بھی انکی انگلی بٹن

AsliAhleSunnet.com

پر لگ گئی تو ساری دنیا کا صفایا ہوگیا. اور تربیت کے بغیر بھی تم علوم حاصل کرسکتے ہو، عبادت کا درجہ بھی اس سے مل جائے گا، لیکن وہ عبادت ریا کاری کی عبادت ہوگی جسکا ثواب ملنے کے بجائے تم کو عذاب ملے گا. اسلئے اس عبادت کو حقیق عبادت بنانے کے لئے ضرورت ہے ایک اچھی تربیت کی، خود نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے متعلق مختلف آیات قرآنی ہیں، اسطرف رجوع فرمائیے اور آپ دیکھئے کہ اللہ کے حبیب نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کرکے بھیجنے کا جو مقصد اللہ جل شانہ نے بیان فرمایا ہے اسکے ایک ایک لفظ پر غور کیجئے ﴿هو الذی بعث فی الأمیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته و یزکیهم و یعلمهم الکتاب والحکمة﴾ پاک ہے وہ ذات جس نے ان اَن پڑھ لوگوں میں انہیں میں سے ایک نبی کو بھیجا. علم سے کوئی تعلق نہیں تھا صرف گویائی انکے پاس تھی اور گویائی ایسی تھی کہ ساری دنیا کو وہ اپنے سامنے گونگا کہا کرتے تھے، نہ پڑھنے کے باوجود انکی گویائی کا معاملہ یہ تھا کہ وہ اپنے سامنے دنیا کے لوگوں کو گونگا کہا کرتے تھے، عجمی کہا کرتے تھے، ﴿هو الذی بعث فی الأمیین رسولا منهم﴾ ہم نے ان اَن پڑھ لوگوں میں انہیں میں سے ایک نبی کو بھیجا اور اسلئے بھیجا ﴿یتلوا علیهم آیاته﴾ تاکہ وہ اللہ کی آیتوں کو پڑھ پڑھ کر کے سنائے تلاوت کرکے سنائے، اب آیت کے معنی نشانی کے بھی ہیں، اسکے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کی نشانیوں کو انہیں دکھلائے انکی نشاندہی کرے اللہ کی نشانیوں کیلئے جو ہمارا خالق ہے ہمارا پروردگار ہے، اسکی نشانیاں تمام کائنات کے تمام ذرے میں پوشیدہ ہیں. ان ساری نشانیوں کا حساب لگاکر

AsliAhleSunnet.com

دکھائے ان کو بتلائے اسلئے بھیجا ﴿ویزکیھم﴾ اور انکا تزکیہ نفس کرے ، نفس کی کدورتوں سے اور آلائشوں سے پاک کرے تاکہ ان میں فرشتوں کی خصلت پیدا ہوجائے، ان میں تعمیر کا جوہر پیدا ہوجائے، انکا دل و دماغ تخریب کی طرف رجوع نہ ہو ، وہ رجحان ختم ہوجائے، یہ ہے تزکیہ . تزکیے کے معنی یہ ہیں کہ ایسا پاک کیا جائے تمام آلائشوں سے کہ ذہن اور دل جب بھی مائل ہوں تو سچائی کی طرف مائل ہوں ، جب بھی مائل ہوں تو تعمیر کی طرف مائل ہوں ، کانسٹرکشن کی طرف مائل ہوں ، اور کبھی بھی تخریب کی طرف مائل نہ ہوں ، یہ ہے تزکیہ . ﴿ویعلمھم الکتاب والحکمۃ﴾ اور کتـــاب کا علم اور حکمت ، بعض مفسرین نے کہا کہ اس حکمت سے مراد حضور اکرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ ہے اسلئے کہ وہ منبع ہے سارے قرآن کو سمجھنے اسکو برتنے اسپر عمل کرنے کا ، کس طور پر اسپر عمل کیـا جائے اسکا ایک مکمل عملی نمونہ ہے اور اسی کی پیروی میں ساری حکمتیں پوشیدہ ہے اسلئے اسکو حکمت کہا گیا .

میں آپ سے عرض یہ کررہا تھا کہ علوم اسلامیہ میں تو سارے علوم کا احاطہ ہے ، لیکن ان میں ایک مخصوص اور خصوصی درجہ ہے تزکیۂ نفس کا ، اسمیں ایک خصوصی درجہ ہے تربیت کا ، اسمیں ایک خصوصی درجہ ہے اعلی اخلاقی قدروں کے پیدا کرنے کا ، اسمیں ایک خصوصی درجہ ہے اللہ کی طرف رجوع کرنے اور اللہ کا خوف دل میں پیدا کرنے کا ، اور جب اسکا خوف پیدا ہو جائیگا تو جس کے بندے ہیں اسکا خوف پیدا ہوجائیگا پھر اسکی نظریں کسی کے سامنے نہیں جھک سکیں گی وہ سارے خوف سے بالکل بے نیاز ہوجائے گا اور بے باک ہوجائے گا .

AsliAhleSunnet.com

آئین جواں مرداں حق گوئی وبیباکی اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

یہ ھے مقصد ان دینی مدارس کا اور ان دینی علوم کا، یہ مقصد نہیں ھے حاشا وکلا کہ بالکل دنیوی علوم سے ھٹکر علم حاصل کرو، نہیں بلکہ جتنا علم حاصل کرسکتے ھو چاند پر جانا چاھتے ھو اور جاسکتے ھو تو ضرور جاؤ ان توانائیوں کو جن کا دنیا کھوج لگارھی ھے انکو حاصل کرو، انپر قابو کرو، تمکو قوت تسخیر اللہ جل شأنہ نے دی ھے، انسان کو ایسی قوت تسخیر کے ساتھ پیدا کیا ھے کہ وہ دنیا کی ھرچیز پر قابو پاسکتا ھے اور مسخر کرسکتا ھے، لیکن تسخر کرنے کے بعد ایسا نہ ھو کہ تم اسکو انسانیت کی تباہ کاری اور کائنات کی بربادی کیلئے استعمال کرنے لگجاؤ اسلئے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو تم ایک عظیم ظلم کے مرتکب ھوگے اور یہ گناہ ھوگا جسکو اللہ جل شأنہ کبھی معاف نہیں کریگا یہ ھے ان مدارس کا مقصد، اور یہ ھے دینی تعلیم کا مقام کہ دینی تعلیم انسانوں کو حیوانات کی صف سے نکالکر انکی ایسی تربیت کرتاھیکہ جب وہ کسی چیز کو استعمال کریگا تو اسکو حق کیلئے استعمال کریگا، اسکو صلاح وفلاح کیلئے استعمال کریگا، اسکو تخریب کیلئے استعمال نہیں کریگا. آسائش اور آرام کیلئے استعمال کریگا، اور جب وہ ایسا کرنے لگ جائیگا تو دنیا کی نظروں میں محبوب بن جائیگا: دنیا کی آنکھوں کا تارا بن جائیگا، دنیا اس سے محبت کرنے لگ جائیگی، اس سے کسی کو نفرت نہیں ھو سکتی، اسلئے کہ وہ کسی کا دل دکھانیکیلئے اورکسی کو برباد کرنیکیلئے نہیں آیا، بلکہ وہ دنیا کو راحت پہنچانیکیلئے آیا ھے، افسوس ھیکہ ان ساری باتوں کو جو دین کا اصل مقصد ھیں خود ھمیں ان سے ناآشنا ھوچکے ھیں

AsliAhleSunnet.com

اب میں ایک دوسرے موضوع کی طرف آتاہوں کہ دینی علوم میں ہندوستان کا کیا مرتبہ ومقام رہا ھے۔ یادوجی نے بہت صحیح کہا کہ تقریبا ایک ھزار سال پرانا یہ دین بھی اب ھندوستانی ھوچکا ھے، ایک ھزار سے کچھ زیادہ ھی مدت گذرچکی ھے میں نے آپ سے کہا کہ علم کسی قوم اور کسی ملک کی جاگیر نہیں ھوتی، ایک ملک میں اگر اسکا زوال آئیگا تو دوسرے ملک والے اسکو اپنالینگے اور ترقی کرجائینگے، جب مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے یہ دینی علوم نکلے اور دنیا میں پھیلے، شام میں عراق میں مصر میں حتی کہ اسپین تک پہونچ گئے، پھر سمٹ کر کے ان سب جگہوں سے اس سرزمین میں جسکا نام ھندوستان ھے یہاں مجتمع ھوگئے، اور آپ سے سچ کہتاھوں کہ اگر اس بات کا کھوج لگایا جائے تو ھندوستان نے دینی علوم میں جیسی ترقی کی ھے اور جیسے عظیم الشان مشاھیر اس ملک نے پیدا کیئے ھیں انکی اپنی الگ ایک تاریخ ھے

میری راجو جی سے بات ھوئی۔ اور اس مخصوص مسئلہ میں جس مسئلہ کے متعلق آپ کچھ سننا چاھتے ھیں، اور میں نے انکو یہ مشورہ دیا کہ یہ خالص ایک دینی مسئلہ ھے، مسلمانوں کے پرسنل لا سے تعلق رکھنے والا ھے، اسلئے اسمیں مسلمان جو اھل الرای ھوں ان سے مشورہ کرنا چاھیئے، انھوں نے کہا ٹھیک ھے مسلم ممبران پارلیمنٹ سے ھم مشورہ کرینگے، ھم نے کہا اسمیں ھمارے علماء وکلا کو بلالیجئے ان سے مشورہ کیجئے، انھوں نے کہا ٹھیک ھے ضرورت ھوگی تو باھر کے ملک سے بلالونگا۔ مجھے تھوڑی مسکراھٹ آئی، انھوں نے کہا کیوں؟ میں نے کہا حضرت آپ کو اختیار ھے آپ کہیں سے بھی علماء کو بلالیں لیکن میں آپکو ایک حقیقت

AsliAhleSunnet.com

بتانا چاھتاھوں، جو ھمارے لئے یا آپ کیلئے کیا بلکہ اس پورے ملک کیلئے فخر کی بات ھے اور آج ھم سر اونچا کر کے کہہ سکتے ھیں کہ ھمارے یہاں دینی علوم میں ھمارے علماء کو جو مقام حاصل ھے وہ شاید دنیا کے کسی ملک میں نہیں، حتی کہ ملک عرب میں بھی نہیں، اور یہ واقعہ ھے، ھوسکتا ھے علوم کسی جگہ پر کچھ زیادہ ھوں، اسلئے کہ عربی زبان ھونیکے ناطے عربی زبان کا علم عربونکو زیادہ ھوسکتا ھے، لیکن ھمارے یہاں علوم حاصل کرنیکے ساتھ ساتھ تقوی کا جو ایک معیار ھے خدا کے خوف کا جو معیار ھے پرھیزگاری سے زندگی گذارنے کا جو معیار ھے خدا کی قسم ایسے علماء اور ایسے مشاھیر شاید دنیا میں کہیں آپ کو دیکھنے کو نہیں ملیں گے، یہ بالکل حقیقت ھے، مجھے معلوم ھوا کہ ایک بزرگ یہاں تشریف لائے ھیں میں انشاء اللہ انکی زیارت کرونگا، ایسے بزرگ ھیں ھندستان میں کہ ایسے بزرگوں کی کمی ھے دنیا میں، تو ھمارے یہاں دینی علوم کا معیار سب سے آگے ھے، اب ایک فتنہ کھڑا ھوگیا ھے مشکل یہ آگئی ھے، اب میں آرھاھوں آخری منزل پر، میرا خیال ھے کہ ھیر دس پندرہ منٹ، کہ اب دین اھل دین کے دامن سے نکل گیا اور ھم خوشہ چیں ھیں، دو آیتیں پڑھکر کے وہ مفسر بھی بن گیا مفتی بھی بن گیا اور خدا جانے کیا کیا بن گیا، اور پھر مصر ھے کہ ھماری مان جاؤ سارے ھندوستان کے علماء ایک بات کہدیں لیکن صاحبزادے کو یہ ضد ھے کہ نہیں ھم سب سے بڑے مفتی ھیں، اور سورہ بقرہ کی دو آیتیں ۲۴۱، ۲۴۲ گویا سارے قرآن کا نچوڑ انہیں دو آیتوں میں ھے، یہ بھی ایک دور آگیا ھے ھماری آنکھوں کو یہ دور دیکھنا تھا دیکھرھے ھیں، لیکن آج ھندوستان کے سارے مسلمانوں نے متحدہ

AsliAhleSunnet.com

طور پر اس غلط روی کی دھائی برتی ، آج ھمارے سامنے جو بل ھے وہ بل دانشوروں اور علماء کے مشوروں سے تیار کیا گیا ھے ان سے پوچھ کرکے ان سے مشورہ کرکے اور دوسرے لوگوں سے بھی اور جتنی ساری بحث ھے وہ پوری بحث نظر کے سامنے رکھکرکے تیار کیا گیا ھے ، اور بلا شبہہ اسمیں ھمکو شکریہ ادا کرنا چاھیئے اس ملک کے پرائم منسٹر راجیو گاندھی کا کہ جیسے اور معاملات میں وہ بہت ھی ھوشمندانہ اقدام کرتے ھیں ، وقت کی نزاکتوں کو پہچانتے ھیں ، نبض کی دھڑکن کو محسوس کرتے ھیں ، اور عقل کی روشنی میں دانائی کی روشنی میں سب سے مشورہ کرکے جو جمہوری نظام کا تقاضہ ھے کہ سب کی بات سن لینیکے بعد ایک رائے پر قائم ھوتے ھیں ، اور قائم ھونے کے بعد اسکو پیش کرتے ھیں انکا رویہ یقینا آج کانگریس کے اس موقف کا اعلان کررھا ھے جو کانگریس کا شروع سے سن ۲۰ء - سے - آج تک موقف رھا ھے ، کہ پرسنل لا میں کوئی مداخلت نہیں اور خصوصیت کیساتھ مسلم پرسنل لا میں یا اقلیتوں کے پرسنل لا میں عائلی قوانین میں کوئی مداخلت نہیں .

اب اسوقت اس بل کے متعلق طرح طرح کی باتیں کہتے ھیں ، کبھی یہ کہدیا جاتا ھے کہ اسلام نے تو ھمیشہ سے عورت کو ایک پست تر کمتر درجہ دیا ، میں نے ایک بار کہاتھا اور اسبات کو میں پھر ایک بار کہنا چاھتاھوں ، حالانکہ یہ گستاخانہ بات ھے جو میں کہنے جارھاھوں ، تھوڑی گستاخی پر آپ سب سے معافی چاھتاھوں ، اور اللہ کے سامنے بھی عاجزی کیساتھ معافی مانگتاھوں ، لیکن بعض وقت ایسا آجاتا ھے کہ گستاخانہ بات کہنا پڑتی ھے میں نے کہا اگر کوئی شخص یہ ثابت کردیگا کہ اسلام

AsliAhleSunnet.com

نے عورت کو عورت رکھنے ہونے جو حقـــوق دیئے ہیں اس سے زیادہ حقوق کسی دوسرے معاشرے میں کسی دوسرے سماج میں رکھے گئے ہیں تو میں اس اسلام کو ترک کر دوں، میں نے کہا ہے اور گستاخی کی بات ہے، حالانکہ خالی اس مسئلہ پر اسلام کے ترک کردینے کا کوئی مسئلہ نہیں، یہ گستاخی ہے، لیکن میں اللہ سے عاجزی کیساتھ اس بات کو کہتاہوں، اور جس وقت یہ کہتاہوں تو میرا یقین ہے، میرا اعتماد ہے اور ایک مستقل اعتقاد ہے جو مجھسے یہ بات کہلوارہا ہے، انشاء اللہ العزیز ﴿فان لم تفعلوا ولن تفعلوا﴾ کی طرح اسبات کو ثابت کرنیکیلئے انشاء اللہ کسی گوشہ سے کوئی آواز نہیں اٹھ سکتی، یہ ہمـــارا یقین ہے جو مجھسے یہ بات کہلوارہا ہے۔

عورت بیچاری کمزور ہے، قدرت نے اس صنف کو نسبتاً ایسا نازک بنایا ہے کہ وہ اپنا کسب معاش نہیں کرسکتی، ہاں اس سے ہلکے پھلکے کام لئے جاتے ہیں۔ کسب معاش مرد کی ذمہ داری ہے، مرد کو کسب معاش کرنا چاہیئے، اور انکی ضرورتوں کو پورا کرنا چاہیئے، نفقہ کا پورا انتظام مرد کے ذمہ ہے، یہانتک کہ اگر بیوی اپنے شوہر سے یہ مطالبہ کرے کہ ہم تمہارے یہاں بیاہ کر کے آئے ہیں، تمہاری نوکرانی نہیں بنکر کے آئے ہیں، پکا پکایا کھـــانا اور سلا سلایا کپڑا ہمکو دو تو شوہر کی ذمہ داری ہے کہ پکا پکایا کھانا اور سلا سلایا کپڑا اسکو دے۔

اگر وہ یہ کہدے کہ تم اپنے بچے کے دودھ پلانیکی اجرت ہمکو دو تو شوہر کی ذمہ داری ہے، اگر وہ یہ کہدے کہ میں تم سے بیـــاہی گئی ہوں، تمہـــارے خاندان سے نہیں بیـــاہی گئی ہوں، اگر مجھے

AsliAhleSunnet.com

رکھنا چاھتے ھو بیوی کی حیثیت سے تو ایک الگ مکان میں رکھو، تمھارے گھر والوں سے میری نہیں نبھ سکتی، نہیں بن سکتی تو یہ اسکا حق ھے. اور اسلام اسکو یہ حق شوھر سے اسے دلوائیگا. تو میں نے کہا کہ عورت کو عورت رکھتے ھوئے اگر معاملہ اس حد تک سنگین ھوگیا ھو اور قوت وتوانائی دوسری جنس اور دوسری صنف میں اتنی بڑھ گئی ھو کہ برابری کا دعوی ھو، تو یہ بھی کہا جاسکتا ھے کہ تم اپنے نفقہ کا انتظام کرو ھم اپنے نفقہ کا انتظام کریں گے، اسکا نفقہ دوسرا کیوں دے، اور اگر دے توھم تمکو اپنے سے طاقتور ماننے کیلئے تیار ھیں. توھی کیوں نہیں ھمکو نفقہ دیتی، یہ بات عقل میں نہیں آتی، معاملہ یہ ھے، اور سارے نفقہ کی بنیاد یہ ھیکہ یہ ایک جنس ھے جو جنس لطیف ھے، کمزور ھے، اسمیں نزاکتیں ھیں اسمیں محنت ومشقت برداشت کرنیکی قوت نہیں ھے اسکے مقابلہ میں مرد قوی ھے اسکا جثہ اسکی شکل وصورت اسکی آواز کی کڑک اسکا سردی وگرمی میں گھومنا اسکا لو اور گرمی کے تھپیڑے کھانا اسکا سخت سے سخت سردیونکا مقابلہ کرنا یہ سب چیزیں مرد کی ذمہ داری ھیں عورت کی نہیں، اور چونکہ وہ کمزور اور نحیف ھے اسمیں لطافتیں ھیں اسلئے کہ جو عورت لطیف نہیں وہ عورت ھی نہیں، وہ مثالی عورتیں تو دوسری ھیں، وہ مثالی عورتوں کے صف میں نہیں آتیں، انکی ھرچیز میں لطافت ھونی چاھیئے نزاکت ھونی چاھیئے اسکی آواز بھی لطیف اسکا پہناوا بھی لطیف اسکی شکل وصورت میں بھی لطافت، اور مرد کی ھرچیز میں ھیبت ھونی چاھیئے، اسکی آواز میں کڑک اسکے چھرے پر رعب وداب اسکی ھرچیز میں کرختگی، سختی، یہ مرد کا

AsliAhleSunnet.com

خاصہ ہے ، قدرت نے یہ تفریق پیدا کی ہے میرے بھائی ، ہمنے نہیں بنائی ہے ، اگر یہ نہ ہو تو سارا معاملہ ہی ختم ہوجائے ۔ تو میں آپ سے یہ عرض کر رہاتھا کہ اسی بنیاد کے اوپر یہ نفقہ کا قانون بنا ہے ، اب نفقہ کے قانون کے معاملہ میں طرح طرح سے بحثیں چل رہی ہیں ۔

دیکھئے مرد اور عورت کے تعلقات کی تین قسمیں ہیں ، تین مختلف قسم کے سماج ہیں جن میں ان تعلقات کو تین طرح سے قائم کیا ہے ، ایک تعلق الحمد للہ اس ملک میں نہیں ، کہئے تو اسکا تذکرہ سرسری طور پر کردوں ، لیکن الحمد للہ اس فلاسفی کے ماننے والے یہاں بالکل نہیں ، یا ہیں تو سوسائٹی اور سماج کے دباؤ کیوجہ سے اسپر عمل نہیں کرتے ، اور وہ طریقہ ہے چھوت کا ، بالکل آزاد رشتہ ، آزاد تعلق ، یعنی عورت اور مرد کا (Adjustment) ہوگیا ، انکا ایک ساتھ رہنا سہنا ہوگیا ، جتنے دن چل رہا ہے چل رہا ہے ، اسکے بعد تم ادھر جاؤ وہ ادھر جائے ، بالکل آزادی ہے ، بالکل بہیمیت کی زندگی ہے ۔ حیوانات میں جس طرح نر اور مادہ کے تعلقات قائم ہوتے ہیں اسی طرح کا انسانوں میں ، یہاں اس دین کے ماننے والے تو ہیں لیکن الحمد للہ وہ شرماحضوری میں اسپر عمل نہیں کرتے ، یا کرتے ہونگے تو چھپ کر کے کرتے ہونگے یہ طریقہ چلا ہے روس وغیرہ سے ۔

ایک دوسرا رشتہ ہے مرد اور عورت کے بیچ کا تعلق شادی کے ذریعہ سے قائم ہوتا ہے ، ازدواجی رشتہ ہے ، ہمارے دین میں اور بعض دیگر مذاہب میں وہ رشتہ مستقل زندگی بھر کا رشتہ ہوتاہے ، بعض مذاہب میں وہ رشتہ ایک زندگی سے بھی زیادہ مضبوط ہوتاہے ، کئی کئی جنموں

AsliAhleSunnet.com

کے لئے ، ایک جنم کے بعد بھی وہ رشتہ ٹوٹتا نہیں ، یہ دینی تعلیم ہے اسکا اپنا ایک الگ مزاج ہے . اسکا ایک پورا نظام ہے ، اور میں کوئی تنقید نہیں کر رہا ہوں ، بلکہ یہ کہہ رہا ہوں کہ بھائی اپنی سوسائٹی کے لئے اپنے انداز پر انہوں نے یہ طریقہ مناسب سمجھا ، اور اسکی کچھ خوبیاں بھی ہیں ، اور ان خوبیوں کو پیش نظر رکھکر کے انہوں نے اس طریقہ کو اختیار کیا .

ایک تیسرا رشتہ جسکو اسلام نے دیا ہے وہ یہ ہے کہ شادی ایک عورت اور ایک مرد کے بیچ میں ایک معاہدہ ہے ، اور وہ معاہدہ محض سطحی معاہدہ کی حیثیت سے نہیں ہے ، بلکہ اس رشتہ میں تقدیس ہے اور منشا یہی ہے کہ زندگی بھر یہ رشتہ قائم رہیگا ، چنانچہ جب بھی کبھی نکاح ہوتا ہے ، اور نکاح کے بعد جو دعا ہوتی ہے ، اس دعا میں یہی ہوتا ہے کہ اے اللہ ان دونوں کے بیچ میں ایسی محبت قائم کر دے جو حضرت ابراھیم اور حضرت ھاجرہ کے بیچ میں تھی ، حضرت ابراھیم اور حضرت سارہ کے بیچ میں تھی ، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ازواج مطہرات کے بیچ میں تھی ، حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے بیچ میں تھی وغیرہ وغیرہ ، اور زندگی بھر یہ دونوں ایک دوسرے کا خوش اسلوبی کے ساتھ ، ساتھ دیتے ہیں — منشا یہ ہے کہ یہ رشتہ زندگی بھر قائم رہے ، اور اسکی شکل ایک معاہدہ کی رکھی کہ زندگی میں ایسے واقعات آسکتے ہیں کہ جب دونوں کے مزاج کے اختلاف کیوجہ سے یا کسی اور وجہ سے دونوں کا نباہ مشکل ہو جائے زندگی دونوں کے اوپر یا دونوں میں سے کسی ایک کے اوپر بوجھ بن جائے تو اللہ جل شانہ کی مہربانی

AsliAhleSunnet.com

عنایت اور شفقت ہمارے اوپر ہے، اور اسکی ربوبیت پر جتنی حمد کی جائے، جتنا شکر اسکا ادا کیا جائے کم ہے، خدا کی قسم اس نے ہمکو جو قانون دیا و، یہ دیا کہ دیکھو ہے تو یہ مختصر زندگی مگر جو بھی ملی ہے اسکو بوجھ بنا کر کے مت گزارو، اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ یہ اب بوجھ بن گیا ہے تو اس بوجھ سے گلوخلاصی کر کے دونوں کو آزاد کر دو کہ دونوں اپنی بقیہ زندگی کو خوش اسلوبی کے ساتھ امن کے ساتھ ایک دوسرے سے محبت کے ساتھ گزار سکیں۔

اب جہاں تک رشتہ ایک مستقل رشتہ تھا وہاں پر تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ بھائی تمہارے قاعدہ قانون میں رشتہ ٹوٹ گیا ہو تو ٹوٹ گیا ہو لیکن مذہبی اعتبار سے تو یہ مستقل ہے، اس لئے وہاں تو آپ مٹینینس (MAINTENANCE) کو واجب قرار دے سکتے ہیں، لیکن جہاں پر رشتہ کے ٹوٹنے کی گنجائش ہے وہاں پر مٹینینس بتانا ظلم ہے، عورت کی غیرت کے خلاف ہے، کسی چیز کو آدمی کھوتا ہے تو اس کے معاوضہ میں کچھ پاتا ہے، اسلام نے جو نفقہ کا انتظام رکھا ہے وہ یہ رکھا ہے کہ عورت جب تک مرد کی تابعداری میں ہے، اس کے ساتھ میں ہے، اسکا ہاتھ بٹا رہی ہے، معاشرہ میں اسوقت تک نفقہ مرد کے ذمہ ہے، اور پھر اسکے بعد اسوقت تک اسکے ذمہ ہے جب تک کہ وہ پابندی کی زندگی گزار رہی ہے چاہے عدت کا زمانہ ہو یا وضع حمل کا کا زمانہ ہو، اسکے علاوہ نفقہ کی صورت نہیں ہے، اور یہ رشتہ بالکل ایسے ٹوٹ جاتا ہے جیسے لکڑی چٹ سے توڑ دیجئے، دونوں الگ الگ ہو جاتے ہیں ایک کا دوسرے سے کوئی تعلق نہیں رہتا، بر خلاف اسکے

AsliAhleSunnet.com

ایک رشتہ اسلام میں ایسا ھے جو مستقل رھتا ھے ، وہ کبھی ٹوٹنے والا نہیں ، ماں باپ سے کسی لڑکے یا لڑکی کا رشتہ کبھی ٹوٹتا نہیں ، اور بچوں کا رشتہ کبھی ماں سے ٹوٹتا نہیں ، یہ رشتہ کبھی نہیں ٹوٹتا شادی کے بعد ، یا شادی کے بعد جب طلاق ھو جائے ، طلاق کے بعد لڑکی ایسی ھو جاتی ھے جیسے بالکل باکرہ . اور وہ نفقہ کا رشتہ جو ماں باپ پر ختم ھو گیا تھا جتنی دیر تک ازدواجی رشتہ میں بندھے رھنے کیوجہ سے تو پھر طلاق کے بعد وہ ریوائز (REVISE) کر جاتا ھے . یہ ھمارے یہاں کا نظام ھے اور اس نظام میں بھی اپنی جگہ پر بہت سی خوبیاں ھیں ، لیکن دونوں نظام اپنی اپنی جگہ پر اچھے ھیں ، ھم اپنے لئے اس نظام کو پسند کرتے ھیں ، میرے بھائی ھم نہیں چاھتے کہ اس نظام کو خواہ مخواہ بدلیں ، ھم اس میں کوئی دخل نہیں دیتے ، ھمارا مطالبہ صرف اتنا ھی ھے کہ ھماری شریعت میں جو سماجی ڈھانچہ جو شرعی نظام جو عائلی نظام ، ازدواجی زندگی کا جو طور طریقہ ھم کو بتایا گیا ھے خدا کے لئے ھمکو اسپر عمل کرنے دیں ، اتنا ھی مطالبہ ھے نا ، اب کچھ لوگ یہ کہتے ھیں کہ نیشنل انٹیگریشن اور سیکولرازم خطرہ میں پڑ جائیگا ، اور پھر پاکستان بن جائیگا یا اللہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آج تک اتنے دن ھو گئے اسی بات پر عمل ھو رھا ھے لیکن نہ سیکولرازم کو خطرہ ھوا نہ نیشنل انٹیگریشن کو خطرہ ھوا ، بلکہ نیشنل انٹیگریشن کو خطرہ ان جگہوں سے آرھا ھے جہاں پر دونوں کا قانون عائلی ایک ھے اب علاقائیت کا رجحان پیدا ھو رھا ھے یہ خطرہ کی چیز ھے نیشنل انٹیگریشن کے لئے بنگلور میں مہاراشٹر میں آندھرا پردیش اور تامل ناڈو میں حالات کا اندازہ کرو ، ملک کے استحکام

AsliAhleSunnet.com

کو اسکی یکتا کو جہاں سے خطرہ ہے اسے دیکھو ، کہیں ایسا نہ ہو کہ اصل خطرہ کی طرف سے تمہاری نظر ہٹ جائے اور تم دوسری جگہوں پر خطرہ کو تلاش کرتے رہو ، اور وہیں بات رہ جائے اور تمہارے اوپر دشمن حملہ کر دے ، تمہارے اوپر یہ ہو چکا ہے ، یہ افتاد آچکی ہے ۱۹۶۲ء تک ہمکو یہ یقین دلایا جاتا رہا ، محترم ڈیفنس منسٹر اس زمانے کے کرشنامینن یقین دلاتے رہے کہ ہندی چینی بھائی بھائی ہیں اور دشمن نمبر ون پر پاکستان ، ہم نے پورے ملک میں اسی کو قبلہ سمجھ کر اسی کیطرف رخ کر لیا شمال مغرب کا ، اور پشت کے اوپر چین تھا ، ہماری ساری توجہ ہمارا سارا رخ پاکستان کی طرف تھا ، لیکن جب خواب سے بیدار ہوئے تو معلوم ہوا کہ پیٹھ میں چھرا اسی نے گھونپ دیا جسکو ہم بھائی کہہ رہے تھے قومی زندگی کے لئے اس سے زیادہ خطرناک بات اور کوئی نہیں ہوگی ، ملک کے استحکام کے لئے اس سے زیادہ خطرناک اور کوئی بات نہیں ہو گی کہ اصل خطرہ جس جگہ پر ہے اس جگہ سے نظر چوک جائے اور دوسری جگہوں پر جہاں سے خطرہ نہیں ہے وہاں پر ہماری توجہ مرکوز ہو جائے ، یہ انتہائی خطرناک بات ہے . تو میں آپ سے کہتا ہوں کہ سیکولرازم کو خطرہ ہے کیا ؟ ہندوستان کا سیکولرازم نہ تو امریکہ کا سیکولرازم ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ مذہب چرچ کی چہار دیواری کے اندر ہے ، چرچ سے باہر نکلو تو آزاد زندگی ہے ، جو چاہو کرو ، چاہے حیوانوں کی سی زندگی گزارو ، چاہے شیطانوں کی سی زندگی گزارو ، ان میں کچھ انسانوں کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو گزاریں ، پابندی کوئی نہیں ، یہ وہ سیکولرازم نہیں ہے جس سیکولرازم کے معنی ہیں بالکل

AsliAhleSunnet.com

آزاد ، بس مذهب جو هے چرچ کی چہار دیواری کے اندر ، اور نه سیکولرازم هے جسکی تخم ریزی ایک یہودی نے روس میں کی تھی که بنده پرور جائیے اچھا خفا هو جائیے ، دین هی سے بے نیاز ، دین هی کو تین طلاق خدا هی سے بیزار ، مذهب کو نه ماننے پر اصرار ، خدا ، انسانیت کا دشمن همارا سیکولرازم وه بھی نہیں — همارا سیکولرازم ایک مثبت سیکولرازم هے جس کو هندوستان کے لیڈروں نے پنڈت جواهر لال نہرو نے مہاتما گاندهی نے مولینا آزاد نے دوسرے بے شمار لیڈروں نے ، مولینا حسین احمد مدنی نے ان سب نے مل کر کے اسکا خمیر تیار کیا تھا ، اور وه سیکولرازم مثبت سیکولرازم هے ، او وه مثبت سیکولرازم یه هے که اس ملک کی رنگا رنگی کا تقاضه یه هے که اس ملک کے هر رنگ سے پیار هو ، اس ملک میں هر دین کو هر عقیده کو هر مذهب کو برابر طور پر پھلنے پھولنے اور اپنے دائره کے اندر کام کرنے کا حق هو ، بشرطیکه وه کسی دوسرے کی حدود میں دخل دیکر کے فساد نہیں برپا کر دیتا اور امن و عافیت کو درهم برهم نہیں کر دیتا ، یه مذهب دشمن نہیں هے همارا سیکولرازم ، بلکه مذهب کا محافظ ، سارے مذاهب کی قدر کرنے والا ، سارے مذاهب کو برابر کا درجه دینے والا هے اور مذاهب کے ذریعه جو اخلاق اور تہذیبی اور ثقافتی قدریں هیں ان قدروں میں کسی ایک کو بھی چھوڑنے کے لئے نہیں هے ، مولینا ابو الکلام آزاد نے یہی بات کہی تھی که هماری مشترکه تہذیب میں جو مختلف عناصر هیں ان عناصر میں سے هم کسی چیز کو بھی چھوڑنا نہیں چاهتے ، ان سب کو هم اپنی مشترکه تہذیب کا ایک جزو سمجھتے هیں ان سب کو برابر پھلنے پھولنے اور بڑھنے کا موقع دینا

AsliAhleSunnet.com

چاہتے ہیں، اور ایک دوسرے میں مداخلت نہیں کرنا چاہتے یہی ہمارا سیکولرازم ہے کہاں تک اسپر چوٹ پڑ رہی ہے یہ دیکھنا چاہئے معلوم ہوتا ہے کہ صرف کامن سول کوڈ ہی سے سارا مسئلہ حل ہو جائیگا ارے میاں! کامن سول کوڈ ہی تھا پھر بھی پاکستان کے دو حصے بن گئے ایک پاکستان ایک بنگلہ دیش، ان کا تو سول کوڈ اور ان کا مذہب بھی ایک ہی تھا، لیکن معلوم ہوا یہ تو دو ملک بن گئے. ہندوستان میں بھی ہمارے ہندو بھائیوں کا تو سول کوڈ ایک ہی ہے نا. بھائی ان کا پرسنل لا تو ایک ہی ہے، لیکن پھر یہ کیا بات ہے کہ مہاراشٹر برائے مہاراشٹرین، آسام برائے آسامی، تامل ناڈو برائے تمیلین، آندھرا پردیش برائے تیلگو دیشم یہ نعرے کیوں لگ رہے ہیں؟ دلوں کو جوڑنے کی راہ تلاش کرو، اور اس فضا کو پیدا کرو جس فضا میں اس ملک کا ہر بسنے والا، ہر رہنے والا اس ملک کے ہر ہر ذرے پر اپنا حق سمجھنے لگ جائے اور اس ملک کے ہر ایک ایک ذرے کا حق اپنے اوپر سمجھنے لگ جائے.

کبھی شاخ و سبزہ و برگ پر کبھی غنچہ و گل و خار پر
میں چمن میں چاہے جہاں رہوں میرا حق ہے فصل بہار پر

یہ ہے انٹی گریشن، نیشنل انٹی گریشن ان باتوں سے نہیں آنیوالا ہے جنکو لوگ سمجھتے ہیں، خدا جانے کہاں سے کچھ لوگ انٹلیکچول کا نعرہ لگا رہے ہیں، پتہ لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ ہندوستان بھر میں مسلمانوں میں کل ۱۲۰ انٹلیکچول ہیں اللہ رحم کرے، بس یہی انٹلیکچول ہیں اور باقی سب نے اپنی انٹلیکچول کہیں گرو رکھدی ہے.

یہ علیگڈھ مسلم یونیورسٹی کے وہ لوگ ہیں جو اس بل کے مخالف

AsliAhleSunnet.com

ھیں ، اور علیگڈھ یونیورسٹی کے پانچ سو سے زیادہ اساتذہ ، جن میں ڈھائی سو سے زیادہ ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کئے ہوئے ھیں ، بل کی موافقت کررھے ھیں اس لئے وہ انٹلیکچول نہیں ھیں ، گویا انٹلیکچول کا معیار یہ ھے کہ کون اس بل کا مخالف ھے اور کون موافق ، جو موافق ھے وہ تو فنڈامنٹلسٹ ھے اور وہ جــو اس بل کی مخالفت کر رھا ھے وہ انٹلیکچول ھے چاھے اسے اس بل کے حروف تہجی بھی نہ معلوم ھوں .

اور یہ ھمارے اخبارات خدا ان کے حال پر رحم کرے ، نیشنل پریس نہیں یہ سیکشنل پریس ھے ، ان اخبارات پر رحم آتا ھے ، ھم سے کچھ اخبار نویس ملے تو کہنے لگے : آپ صاحب کیسے کہتے ھیں کہ سیکشنل پریس ھے ھم نے کہا دیکھو ھندوستان کے تمام پریس کو ، کلیۃ میں کہہ رھا ھوں ھندوستان میں انگریزی میں بھی اخبار نکلتا ھے ھندی میں بھی اردو میں بھی نکلتا ھے ، انگریزی ھندی کا اخبار ایک طرف رکھو ، اردو کا اخبار دوسری طرف رکھو اور دونوں کی خبروں کو روز پڑھو ، معلوم ھوگا کہ یہ دونوں الگ الگ دو ملکوں کے اخبار ھیں ، جسکا جی چاھے تجربہ کرلے ، اب یا تو یہ غلط یا تو وہ غلط ، میرے خیال میں دونوں غلط ، اسلئے کی دونوں عدم توازن کا شکار ھیں ، اور قرآن یہ کہتا ھے کہ ﴿ وأقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان ﴾ . اللہ نے میزان اسی لئے بنایا ھے اور یہ میزان وہ بنئے کا تولنے والا نہیں کہ ڈنڈی ماردی اور گیہوں ایک کلو کا ڈیڑھ کلو ھوگیا ، بلکہ اس میزان کے معنی ھیں اعتدال ، تمام سوسائٹی میں بیلنس قائم کرنا عدم توازن سے بچنا . یہ ھے قرآن کا تقاضہ ، تو میرے بھائی مجھے بیلنس نہ اس پیپر میں دکھائی دے رھا ھے نہ اس میں ، ایک بار پارلیمنٹ میں

AsliAhleSunnet.com

میں نے تقریر کی تھی تو لوگوں نے مجھے اردو کے اخبار دکھائے: «پارلیمنٹ میں ضیاء الرحمن انصاری کی گرج» معلوم ہوا میں انسان کی صف سے نکل کرکے بادل بن گیا، گرجتا تو بادل ہے، ایک دوسرے اخبار نے لکھا: «ضیاء الرحمن انصاری مسلمانوں کے ایلچی پارلیمنٹ میں دھاڑ». اب میں جنگلات کے محکمہ کا منسٹر کیا ہو گیا کہ لوگوں نے جنگلی جانور مجھے بنا دیا، خدا رحم کرے، آپ غور فرمائیے ذرا سا یہ بیلنس ہے؟ نہیں بیلنس کے خلاف ہے، چاہے انگریزی کا پریس ہو، چاہے ہندی کا پریس ہو، چاہے اردو کا پریس ہو، جو شخص بھی بیلنس کے خلاف کریگا وہ اپنی مٹی پلید کریگا، اپنی عاقبت بگاڑیگا، پریس ہمارا اہم ذریعہ ہے، اسکے ذریعہ سے ہم ملک کی نبض کو پہچانتے ہیں، اگر پریس سے اعتماد اٹھ جائیگا لوگوں کا، تو وہ دن اس ملک کے لئے اور اس ملک کی جمہوریت کے لئے انتہائی نقصان دہ دن ہوگا، اور میں آگاہ کرنا چاہتا ہوں، ہمارے پریس کے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں یہ لکھ لیں میں دیکھنا چاہتا ہوں تمہارے اخباروں میں آئیگی نہیں یہ خبر، جانتا ہوں میں، میں تو تمہیں رپورٹنگ کے لئے کہہ رہا ہوں، تم رپورٹنگ ٹھیک ٹھیک کیا کرو. میں کہہ یہ رہا ہوں کہ ہماری فکر مت کرو، اسکی فکر کرو کہ تمہارے اوپر سے اعتماد اٹھتا جارہا ہے، اور وہ دن اس ملک کے لئے انتہائی بدنصیبی کا دن ہوگا جب ان اخباروں پر سے جن کا ہماری اندرونی زندگی میں ایک اعلی مقام ہے ان پر سے اگر اعتماد عوام کا اٹھ جائے تو وہ دن ہماری بدنصیبی کا دن ہوگا، آپ کی خواہش تھی تو میں نے کچھ کہہ دیا.

میں آپ کو ایک بات بتاؤں، شروع میں جب میں بولا ہوں تو تھوڑا

AsliAhleSunnet.com

مجھے اس جذبہ کے خلاف غصہ تھا جس میں بڑے توھین آمیز الفاظ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ و سلم کے متعلق کہے گئے تھے، اس بات پر غصہ تھا کہ قرآن کی تفسیر اور فقہی مسائل اس ججمنٹ نے پورے ڈسکس کئے تھے. اب میں آپکو ایک بات بتاؤں، اللہ جل شانہ جس وقت شر سے خیر پیدا کرنا چاھتا ھے اور کوئی کام لینا ھی چاھتا ھے تو کبھی کبھی شر سے بھی خیر کا کام لے لیتا ھے، کسی خرابی سے اچھائی کا کام لے لیتا ھے، اور وہ شاہ بانو کا کیس ھے، اور وہ ججمنٹ اسی شر میں سے ھے جس سے خیر کا کام اللہ نے لے لیا اس لئے میرے دل کی گہرائیوں سے ان محترم ججوں کیلئے دعائیں نکلتی ھیں، شاہ بانو کیلئے بھی دعائیں نکلتی ھیں، اور ان لوگوں کے خلاف بھی میرے دل میں کوئی جذبہ نہیں ھے بلکہ دعا نکلتی ھے جنھوں نے دو آیتوں میں پورے قرآن کی تفسیر دیکھ لی، آگے نہ پڑھنے کی ضرورت نہ پیچھے پڑھنے کی ضرورت، انگریزی میں دو آیتوں کا ترجمہ پڑھو اور مفتی اعظم بن جاؤ، ان سب کیلئے میرے دل سے دعائین نکلتی ھیں کہ اگر یہ تاریخی کارنامے انھوں نے انجام نہ دیئے ھوتے تو خدا جانے اس ملک کا مسلمان اور بھی کتنے دنوں خواب غفلت میں چادر اوڑھ کے سوتا رھتا. آپ زلزلے دیکھیں، بعض وقت چھوٹا جھٹکا آتا ھے، جب کوئی عظیم الشان زلزلہ آنے والا ھوتا ھے تو پہلے معمولی معمولی جھٹکے آتے ھیں اگر ان جھٹکوں سے آدمی سنبھل جاتا ھے تو سنبھل جاتا ھے، نہیں سنبھلتا ھے تو ایک مرتبہ بھیانک زلزلہ آتا ھے اور وہ زلزلہ پوری آبادی کو غرق کر دیتا ھے، بہت سے جھٹکے وقتا فوقتا آتے رھے لیکن ھم پر جب بھی زلزلہ آیا ھے کروٹ تو ھلکی سے لی لیکن پھر چادر تانی اور ایسی گہری نیند

AsliAhleSunnet.com

سوگئے کہ گویا ہم صور قیامت کا انتظار کر رہے تھے کہ جب پھنکے گا تبھی ہم اٹھیں گے ، اسلئے ہم ان سب محترم بزرگوں کے ممنون احسان ہیں ، تہ دل سے انکا شکریہ ادا کرتے ہیں

اب آخری بات میں پھر سے کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بل ان شاء اللہ پاس ہوگا ، اس میں کوئی شبہ نہیں ہے ، پرائم منسٹر وری اسٹڈی کرنے کے بعد اس کا پورا عزم کرچکے ہیں ، یہ کام پرائم منسٹر نے محض ایک دو آدمیوں کے صلاح و مشورے سے اور بغیر چیزوں کو سمجھے ہوئے نہیں کیا ہے انکی نظر اس سلسلے میں اتنی گہری ہے ، اسقدر عمیق اسٹڈی انہوں نے کی ہے کہ کم لوگوں نے کی ہوگی ، اور آج وہ پورے طور سے اس بل کی ہر دفعہ پر حاوی ہیں ، تو یہ بل پاس ہوگا ، اس میں کوئی شک نہیں ، لیکن میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں ، کیا اسی بل کے پاس ہونے کے بعد سارا کام ختم ہوجائیگا ؟ نہیں ، یہ بل ہمارے کام کی شروعات ہے ، یہ بل ہمارے کام کا پہلا قدم ہے اور اس بل کی وجہ سے جو حالات پیدا ہونے ججمنٹ اور شاہ بانو کے کیس سے جیسا اتحاد اور اتفاق مسلمانوں میں عام طور پر سارے اختلافات کو ختم کرکے آگیا ہے اس اتحاد کو اچھے کاموں کیلئے استعمال کرلو تو یہ مفید کام ہے اور اس اتحاد کو مفید کاموں میں استعمال کرنے کے بجائے اسکو بھی تو نے تخریب کی نظر کر دیا تو ڈسٹرکشن کی نظر کر دیا تو اس سے زیادہ بدنصیبی کا دن مسلمانوں کیلئے کوئی نہیں ہوگا ، لوگوں کا ذہن اسی طرف مائل ہوگیا ہے ، اٹھو اور اٹھ کرکے اصلاح معاشرہ کرو ، معاشرے کو ٹھیک خطوط پر سنوارنے لگ جاؤ ، اسلئے کہ اسوقت لوہا گرم ہے ، اسوقت چوٹ لگاؤ گے تو ان شاء اللہ

AsliAhleSunnet.com

جیسے جیسے چوٹ لگاتے جاؤگے اور جو چیز بنانا چاہوگے بنتی چلی جائیگی اگر اس سے کام لے لیا تو ہمارے معاشرہ میں ہماری سوسائٹی میں کوئی خرابی نہیں آسکتی آپ سے ایک بات بہت صفائی سے کہنا چاہتا ہوں، ہمارے برادران وطن کو یہ غلط فہمیاں ہیں کیوں؟ اصل میں قصہ یہ ہے کہ ہمارے کردار و عمل سے، جیسا کہ ہم کام کرتے ہیں ہمارے کاموں کو دیکھکر ہمارے دین کا اندازہ لگاتے ہیں کہ جب ضیاء الرحمن انصاری یہ غلط کام کررہا ہے تو اسکے معنی اسکا دین بھی خراب ہوگا، ساری غلط فہمیوں کی بنیاد تو یہی ہے، یہ طریقہ کسی دین کے پرکھنے کا غلط طریقہ ہے، ہندوؤں کو دیکھکر کرکے ہندو مذہب کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، مسلمانوں کو دیکھکر اسلام کے متعلق کوئی فیصلہ غلط ہوگا. لیکن عملی زندگی میں ہوتا یہی ہے کہ مذہب کے پیروؤں کو دیکھ کرکے ہم اس مذہب کے متعلق فیصلہ کرتے ہیں. لھذا اگر ہم نے اپنے اعمال کی، اپنے معاشرے کی اصلاح نہ کی تو صرف ہم اپنے ہی لئے ایک بدنما داغ نہیں بن جائیں گے، بلکہ پورے کے پورے اپنے دین کے لئے ایک بدنما داغ بن جائیں گے، اور دوسروں کو غلط فہمیوں میں مبتلا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ بن جائیں گے.

اسلئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مرکزی دار العلوم اس طرف رجوع کریگا، اور إن شاء الله اس کے اچھے نتائج برآمد ہوں گے، میں نے کچھ وقت زیادہ لے لیا، بہت بہت آپکا شکریہ، میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر جو فضلاء آئے ہیں وہ اس سیمینار میں اپنے پیپرس پڑھیں گے، اس سے ایک اچھے نتائج مرتب ہوں گے، تعمیری ذہن بنیگا، اور صرف مسلمانوں

AsliAhleSunnet.com

کا نہیں بلکہ پوری کی پوری انسانیت کا اور پورے کے پورے ہندوستان کا ایک اچھا ذہن بنیگا ، آپس میں بھائی چارہ بڑھیگا ، محبت قائم ہوگی اور ایک اچھی پرامن اور پرسکون زندگی ہم اس ملک میں پیدا کرسکیں گے ، یہ جو مقصد ہے ہماری ساری چیزوں کا اور جو ہر دین کا مقصد ہے چاہے ہندو دھرم ہو چاہے اسلام ہو چاہے عیسائیت ہو ، کوئی یہ نہی کہتا کہ بدامنی اچھی چیز ہے ، ہر دھرم یہی کہتا ہے کہ امن اور عافیت کے ساتھ رہنا اچھی چیز ہے .

میں امید کرتا ہوں کہ ہمارا اسطرف عملی قدم بڑھیگا . میں اخیر میں پھر اپنے ملک کے وزیر اعظم راجیو گاندھی کا بہت بہت شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں ، اور آپ سب سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ انکا اس معاملہ میں شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ جس طرح سے جرأت مندی کیساتھ سارے طوفان میں انھوں نے سچائی کو پہچانا اور جب حق ان پر واضح ہوگیا تو اسپر اقدام کیا .

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین .

AsliAhleSunnet.com

الشيخ المحدث عبد الرحمن المباركفورى
وكتابه « تحفة الأحوذى »

اسمه ومولده : هو الاستاذ ، العلامة ، المحدث ، الحجة ، الامام ، العلم أبو العلى محمد عبد الرحمن بن الشيخ عبد الرحيم بن الشيخ بهادر ، المباركفورى — نسبة الى مباركفور فى شمال الهند ، من قرى مديرية أعظم جره ، فى ولاية اوتاربراديش — ولد فى سنة ١٢٨٣ هـ فى مباركفور .

نشأته وتعلمه : نشأ و تربى فى رعاية والده ، و تعلم منه قراءة القرآن الكريم واللغات الأردية ، والفارسية حسب المنهج السائد فى تلك المنطقة فى ذلك الوقت ثم سافر الى القرى والمدن المجاورة وتلق العلوم العربية ، والفقه ، والأصول والمنطق . وكان من شيوخه فى هذه المرحلة العلامة حسام الدين المئوى ، والعلامة فيض الله المئوى ، والعلامة سلامة الله الجيراجفورى .

ثم رحل الى غازيفور ، وتتلمذ على علامة دهره ، ووحيد عصره ، الشيخ الحافظ عبد الله الغازيفورى ، ودرس عليه الفقه ، والحديث والتفسير بجانب العلوم المتداولة فى ذلك العصر .

ثم سافر باشارة من شيخه الحافظ الغازيفورى إلى دهلى لكى يستفيد من الشيخ نذير حسين الدهلوى ، الذى طبقت شهرته الآفاق ، وبلغ من العلم والمعرفة

AsliAhleSunnet.com

الكمال ، ومن البحث والتدريس والافادة النهاية وجمع من كل فن بنصيب وافر ، وقصده الطلاب من كل جهة حتى لقب — حقا — شيخ الكل فى الكل.

فقرأ عليه الشيخ المباركفورى صحيح البخارى وصحيح مسلم وكتب السنن وغيرها من كتب الحديث المعروفة فى البلاد ، كما درس عليه التفسير والفقه. ولدى الشيخ نذير حسين برزت عنايته بالحديث وعلومه ، وعكف على دراسته حتى فاق فيه اقرانه ؛ وسنحت له فرصة الاستفادة من المحدث البارع القاضى حسين بن محسن الأنصارى الخزرجى اليمانى (م ١٣٢٧ هـ) الذى كان نزل بالهند بقصد الافادة والتدريس على دعوة من نواب بوفال الشيخ صديق حسن خان ، وقصد حلقته طلبة الحديث من كل جهة.

تبوأه لمنصب التدريس : وبعد ان قضى نهمته من الدراسة ، وحصل على الاجازات من الشيوخ الكبار فى العصر ، رجع الى موطنه مباركفور ، وأسس مدرسة دينية سماها « دار التعليم » وتولى التدريس فيها . وذاعت شهرته العلمية ، وتوجه اليه الطلبة من كل جهة . وكان أخذ على عاتقه احياء السنة النبوية وابراز معالمها ، واظهار ما كان خفى على الناس منها . وهذا المنهج أخذه من شيخه العلامة نذير حسين.

وادرك الشيخ المباركفورى انه يجب انشاء مدارس دينية أخرى فى المناطق التى يسكنها المسلمون وهم فى غفلة عما يجب عليهم فعله أو تركه حسب التوجيهات الرشيدة التى تركها رسول الله ﷺ ، لا يتجاوز علمهم متون الفقه التى كانت متداولة فى البلاد منذ أجيال . وشد رحاله لأجل تحقيق هذا الهدف المبارك ، وسافر الى جوندە وأسس مدرسة فى قرية بلرام فور ، وجلس فيها للتدريس فترة ، ثم انتقل الى قرية أخرى ودرس هناك ، ثم سافر الى كونڈو ،

AsliAhleSunnet.com

بونڈيهار . فى نفس المنطقة وقام بتأسيس مدرسة كبيرة باسم سراج العلوم ، وتولى التدريس فيها فترة أفاد فيها خلقا كبيرا . و لازالت تلك المدرسة موجودة تؤدى دورها فى مجال التربية الدينية ونشر السنة النبوية .

ثم دعاه شيخه الحافظ عبد الله الغازيفورى الى آره فى ولاية بيهار لكى ينضم معه فى التدريس فى المدرسة الأحمدية هناك . وكانت تلك المدرسة من أهم المعاهد الدينية فى البلاد فى تلك الفترة . وكان مؤسسها — أبو محمد ابراهيم ، وهو من تلامذة الشيخ نذير حسين الدهلوى — جمع كبار العلماء للتدريس فيها ، وكان يريد أن يجعلها أكبر مركز للدراسات الدينية ، ولكن المنية عاجلته ، والذين جاؤا من بعده لم يعطوا العناية الكافية بالمدرسة ، فاختل نظامها ، وتركها الشيخ المباركفورى الى كلكوتا بأمر شيخه الحافظ الغازيفورى للتدريس فى مدرسة دار القرآن والسنة ، وأقام هناك سنين يفيد ، و يدرس ، و انتفع بعلومه خلق كثير .

وهذه كانت آخر مدرسة تولى التدريس فيها ، ثم قرر التخلى عن التدريس والعكوف على التأليف والتصنيف ، فرجع الى وطنه مباركفور وبقى هناك إلى أن توفى فى شوال سنة ١٣٥٣ هـ .

وبعد رجوعه الى مباركفور تلقى الدعوة من قبل حكومة المملكة السعودية للسفر الى مكة المكرمة وتدريس علوم الحديث فى الحرم المكى ، ولكنه لم يقبل ، كما دعاه الشيخ عطاء الرحمن مدير مدرسة دار الحديث الرحمانية لتولى التدريس فى مدرسته ، ولكنه اعتذر وآثر البقاء فى مباركفور .

منزلته من العلم : كان الشيخ — رحمه الله — بلغ فى العلم والمعرفة الغاية ، وفى الفهم والاستنباط النهاية حتى أصبح بحرا فى العلوم لا يدرك قعره ، و أخذ من

AsliAhleSunnet.com

كل فن بأوفر نصيب حاز قصب السباق فى كثرة الاطلاع وجودة التأليف

كان يتوقد ذكاء وفطنة، رزق دقة النظر، وصحة الرأى كان يجول بفكره فى ساحات المشاكل والغوامض ويخرج منها بحل مقنع، ويغوص بنظره فى بحور الدقائق والخفيات ويطلع منها بنكات لطيفة. وهبه الله فكرا لا يكل، ونظرا لا يتعب، وذهنا لا يكدّ. عرف بالمثابرة فى القراءة والدراسة. و بالتأنى فى البحث والتدقيق، ولذلك جاءت تواليفه جامعة لكل ما هو نافع ومفيد، خالية عن الزوائد والاستطرادات التى لا تغنى ولا تفيد.

درس الفقه وعرف المذاهب واستوعب الخلافات بينها، وتبحر فى العلوم العربية حتى بلغ فيها القمة. وكتبه أكبر شاهد على ذلك. فهو يرد على معارضيه من كتب أصحابهم، ويضيق عليهم الخناق باظهار الأخطاء النحوية فى كلامهم.

تفوقه فى علم الحديث: برز فى علم الحديث، وتفوق فيه على أقرانه فامتاز من بينهم بمعرفة فنون الحديث وحفظ متونه، والتمييز بين أنواعه من الصحيح والضعيف، و المرفوع و الموقوف، والموصول والمنقطع، والاطلاع على وجوه الترجيح و أنواع العلل، كما كانت لديه خبرة تامة بالرجال و قوانين الجرح والتعديل، و عرف بدقة النظر فى مباحثه، فكان لا يجاريه أحد فى فهم معانى الحديث، واستنباط الأحكام الفقهية، واستخراج النكات البديعة، كل ذلك بعبارة سهلة فصيحة، وأسلوب حلو مقنع. وكان بلغ فى هذا المجال مبلغا عجز عن اللحوق به فيه علماء عصره، وكان أوتى قوة الله الكلام وملكة فى الجدال مما مكنه من التصدى للناخة عن السنة المطهرة، و رد مزاعم المبتدعين و المقلدين فى مؤلفاتهم.

AsliAhleSunnet.com

أخلاقه و سيرته : كان — رحمه الله — يتمتع بخصائل محمودة ، وأخلاق فاضلة من الزهد فى الدنيا ، والورع والتوكل على الله والانابة اليه ، ومن أكبر الشواهد على عزوفه عن متاع الدنيا أنه بعد ما رجع الى وطنه وعكف على التأليف ، وجهت اليه الدعوة من جهات كثيرة لتولى مناصب مرموقة ومن أهمها دعوة حكومة المملكة العربية السعودية لالقاء الدروس فى الحرم المكى ، ودعوة رئيس مدرسة دار الحديث الرحمانية فى دهلى للعمل فيها ، وكان الناس يتطلعون الى مثل هذه الفرص ، ولكن الشيخ اعتذر ، وآثر البقاء فى وطنه يخدم السنة والدين ، ويجاهد ضد الخرافيين والمبتدعين .

وكان نموذجا حيا للتواضع الذى هو من شأن العلماء المخلصين العاملين . وكان كثير الصمت ، دائم الفكر ، ذاكرا الله ، شاكرا له ، وقافا عند حدود الله . آية فى التقوى ، متمسكا بالقرآن و السنة ، مجاهرا بالحق لا يخاف فى ذلك لومة لائم .

و نستطيع أن نجمل سيرته بما وصف به أحد العلماء أحمد بن حنبل قال : رحمه الله عن الدنيا ما كان أصبره ! وبالماضى ما كان اشبهه ! وبالصالحين ما كان الحقه ؟ عرضت له الدنيا فأباها والبدع فنهاها .

هجومه العنيف على معارضى السنة : كان — رحمه الله — شديد النقد لمعارضى السنة و للمقلدين من اتباع المذاهب الفقهية الذين يرون لزاما عليهم اتباع مسلك الامام ، ويركبون الصعب و الذلول فى تأويل النصوص من الكتاب والسنة اذا عارضت القول المتبع فى المذهب . فكان الشيخ رحمه الله يتعرض لهؤلاء ، ويفند مزاعمهم ، و يبين لهم الحق فى المسئلة ، وكان شديدا اللهجة فى خطابهم ، يقرعهم بدامغ من الحجج والبراهين ، ولا يتورع من نسبتهم إلى الجهل والغفلة .

AsliAhleSunnet.com

فيقول مثلا فى الرد على صاحب «العرف الشذى» حين نسب الوهم الى الحافظ: «فيا لله العجب! ان هذا الرجل مع غفلته الشديدة، ووهمه الفاحش كيف اجترأ على نسبة الوهم الى الحافظ (تحفة ١/١٤٨).

ويقول فى موضع آخر رداً عليه.

لا سيما هذا المقلد الذى مع عدم اطلاعه على أول اسناد هذا الحديث، ومع علمه بأن الحاكم حكم عليه بأنه موضوع يرجو أن اسناده قوى، ويتمسك به! (تحفة ١/٢٢٢).

ويقول معقبا على كلام صاحب الطيب الشذى فى تعليق له على كلام صاحب غاية المقصود «ثم تفوه بما يدل على أنه لم يفهم كلامه المذكور، أو له تعصب شديد يحمله على مثل هذا التفوه» (١/٣٥)

وينسب صاحب بذل المجهود الى قلة الاطلاع (١/٩١)

ونجد عنده كثيرا مثل هذه التعبيرات اللاذعة:

مبنى على غفلته (١/٨٤) ليس مما يصغى اليه (١/٨٤) مبنى على عدم تدبره (١/٨٤) هذا الجواب واه جدا (١/٩١)

ويقول منددا بالمقلدين:

«ولا تعجبوا من هؤلاء المقلدين، أنهم كيف يتركون الأحاديث الصحيحة الصريحة فى تعجيل العصر ويتشبثون بمثل هذا الحديث فانه هذا من شأن التقليد» (١/١٤٩)

ويقول: «فبطل بهذا قولكم بادعاء نسخ التسبيح يا معشر الحنفية (١/٩٣)

وهنا لابد من وقفة لمعرفة الأسباب والدوافع الى هذه الشدة فى النقد، والعنف فى اللهجة، وهذا يقودنا الى النظر فى الظروف التى عاش فيها الشيخ

AsliAhleSunnet.com

وألف كتبه ، والصعوبات والمشاكل التى واجهها أصحاب الحديث عامة فى حماية السنة والدفاع عن الحديث .

من الشائع المعروف بين الناس أن علم الحديث ظهر فى الهند منذ زمن الشيخ عبد الحق الدهلوى (م ١٠٥٢ هـ) وشاع وانتشر على يد الشيخ الشاه ولى الله الدهلوى (م ١١٧٦ هـ) ويوافق الشيخ عبد الرحمن على هذه الفكرة حيث نقل فى مقدمة تحفة الأحوذى عن « الحطة فى ذكر الصحاح الستة » للنواب صديق حسن خان ما يدل على ذلك . ولكن البحث فى تأريخ المسلمين فى الهند وثقافتهم يوضح أن علم الحديث كان موجودا قبل هذه الفترة بمدة . ولكن من المؤكد أن المحاولات التى وجدت لنشر السنة النبوية فى العهود المتقدمة لم تأت بالثمرة المطلوبة ، وبقى الحديث مغمورا مغلوبا بالفقه حيث كانت العناية العظمى توجه الى دراسة الأخير على حساب الأول ، واستمرت كتب الفتاوى والمتون الفقهية هى المصدر الوحيد للعلماء والقضاة ، وبقى المذهب الحنفى أو الشافعى هو الصورة المعروفة للاسلام عند المسلمين و غيرهم ، وكان يرى التقليد واجبا ، والخروج على المذاهب الأربعة محرما .

و لم يتمكن مذهب أهل الحديث — كمسلك محدد الغايات ، واضح الخطوط و الأبعاد — من أن يظهر وتبرز ملامحه ، و تتحدد أهدافه ومناهجه ، ويثبت وجوده إلا بعد ظهور الشاه ولى الله الدهلوى . و كلامه فى التقليد والمذاهب الأربعة ، وجهود حفيده الشيخ اسماعيل الشهيد . ولا هذا المذهب صعوبات جمة وتحديات كبيرة هددت بالقضاء عليه فى مهده وطمس معالمه ومحو آثاره من جانب المقلدين الذين رأوا حصونهم مهددة ، وقلاعهم منهارة ، ولكنه استطاع الصمود امام هذا الهجوم المضاد و واجه التحديات حتى أخذ شكله

AsliAhleSunnet.com

النهائى عند الشيخ نذير حسين الدهلوى وتلامذته . والفضل يرجع الى هذا الشيخ و شخصيته الجبارة العظيمة ، التى كانت تسحر الناس بالكلام اللين المدلل وتجذبهم الى قبول الفكرة السلفية التى كان يدعو اليها الشيخ ، وتدفعهم الى التحرك لأجل نشرها . وكان الكفاح مستمرا ، والنضال جاريا ، وكانت مدارس المقلدين تحاول محاولة المستميت فى الدفاع عن القول المتبع فى المذهب واثبات رأى الفقهاء بالأحاديث – الضعيفة والواهية وتأويل ما يخالفه من الأحاديث الصحيحة ، و لادعاء بأنهم على الحق – وفى هذه المحاولة هم جاؤا وجها لوجه ضد أهل الحديث هؤلاء يحاولون مناصرة السنة وأولئك يبغون تدعيم قواعد التقليد .

فى مثل هذه الظروف كان الشيخ عبد الرحمن المباركفورى يكتب ويؤلف وكانت أمامه مؤلفات الحنفية فى الحديث ، التى كانت مليئة بالتأويل الفاسد ، و الطعن فى أعلام المحدثين ، والسب والشتم لعلماء الحديث فى الهند ، فكان لابد أن يقوم للدفاع عن ساحة الحديث وتبرئة أصحابه من الاتهامات التى كانت توجه اليهم ، فهو بالتأكيد مدافع لا مهاجم ، كتب لكى ينزه علماء الحديث من ما ألصق بهم منه اتهامات باطلة ، ولم يكتب للطعن فى غيره بدون مبرر .

مؤلفاته : ترك الشيخ المباركفورى مؤلفات قيمة باللغتين : العربية والأردية فمن مؤلفاته بالعربية :

١ – تحفة الأحوذى فى شرح جامع الترمذى . وهو أهم مؤلفاته .

٢ – مقدمة تحفة الأحوذى .

٣ – أبكار المنن فى نقد آثار السنن ، وآثار السنن كتاب ألفه العالم الحنفى ظهير أحسن النيموى ، جمع فيه أحاديث الأحكام تقليدا و محاكاة لما فعل ابن حجر فى بلوغ المرام . فتناول الشيخ

AsliAhleSunnet.com

المباركفورى كتابه بالنقد ، وعرض كل حديث جاء فيه على ميزان النقد السليم لكى يبين الحق من الباطل . ويوضح درجته من الصحة والضعف .

ومؤلفاته بالأردية :

١ — تحقيق الكلام فى وجوب القراءة خلف الامام .

٢ — خير الماعون فى منع الفرار من الطاعون .

٣ — المقالة الحسنى فى سنية المصافحة باليد اليمنى .

٤ — كتاب الجنائز .

٥ — نور الأبصار .

٦ — ضياء الأبصار .

٧ — تنوير الأبصار بتأييد نور الأبصار .

٨ — القول السديد فيما يتعلق بتكبيرات العيد .

وله رسائل اخرى ومؤلفات لم تطبع ، وقام بجمع فتاوى شيخه نذير حسين الدهلوى و اضاف اليه فتاواه ، وكان لديه النية فى طبعها . كما ساعد الشيخ أبا الطيب محمد شمس الحق العظيم آبادى فى تأليف شرحه على سنن أبي داود .

تحفة الأحوذى : هو شرح جامع مبسوط لجامع الامام أبي عيسى الترمذى ، أحد الكتب المعروفة بالصحاح الستة ، يقع فى أربع مجلدات كبيرة من القطع الكبير . وقد طبع فى مصر بالحجم المتوسط فجاء فى عشر مجلدات .

وهو شرح نفيس يدل على غزارة علم المؤلف و سعة اطلاعه فى علم الحديث رواية و دراية ، وقد اظهر براعة نادرة فى حل المشاكل سواء كانت فى

AsliAhleSunnet.com

الاسنـــاد أو فى المتن، ومهارة تامة فى استخـــراج الدقائق الخفية، واستنباط الاحكام الفقهية وله قدرة فائقة فى نقاش المذاهب والآراء المختلفـــة. وترجيح بعضها على بعض بوجه لا يترك للمخالف مجالا. وكان قصده دائما حماية السنـــة والدفاع عن ما ثبت عن النبى ﷺ ضد قياس الفقهاء وأقوال العلماء. وكان يصدر فى كل ذلك عن علم واسع، ويمتاز نقاشه بالأمانة العلمية، وحرية الرأى والتجرد عن الهوى والاتباع لما ثبت بالنقل والعقل.

مصـــادره: استفاد فى تأليف كتابه من كتب كثيرة متنوعة فى فنون مختلفة نذكر هنا أهمها:

أ: وهى فى معرفة الرجال وضبط اسمائهم:

١ — المغنى فى ضبط اسماء الرواة: للعلامة محمد طاهر الفتنى
٢ — تهذيب التهذيب: للحافظ ابن حجر
٣ — تقريب التهذيب: " "
٤ — طبقات المدلسين: " "
٥ — تذكرة الحفاظ: للحافظ الذهبى
٦ — ميزان الاعتدال " "
٧ — خلاصة تهذيب الكمال: للخزرجى

ب: وفى شرح معانى الحديث وبيان الأحكام الواردة فيه، وترجيح إحدى الروايات على الأخرى، يعتمد على:

١ — فتح البارى فى شرح صحيح البخارى: للحافظ ابن حجر
٢ — التلخيص الحبير " "
٣ — عمدة القارى فى شرح صحيح البخارى: للعينى
٤ — مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: لملا على القارى

AsliAhleSunnet.com

٥ — شرح صحيح مسلم : للنووى
٦ — فتح القدير : لابن الهمام
٧ — شروح الترمذى : لأبى بكر ابن العربى ، والجلال السيوطى وأبى الطيب السندى
٨ — إعلام الموقعين : لابن القيم
٩ — نيل الأوطار : للشوكانى
١٠ — نصب الراية : للزيلعى
١١ — غاية المقصود : للشيخ شمس الحق العظيم آبادى

ج : كما اعتمد فى شرح غريب الحديث على :
١ — النهاية فى غريب الحديث : لابن الأثير الجزرى
٢ — مجمع البحار : للفتنى
٣ — القاموس المحيط : للفيروزآبادى
٤ — فروق اللغات : للسيد نور الدين

د : وفى تخريج الأحاديث كان مستنده إلى :
١ — التلخيص الحبير : لابن حجر
٢ — الترغيب والترهيب : للمنذرى
٣ — مجمع الزوائد : للهيثمى
٤ — نيل الأوطار : للشوكانى
٥ — نصب الراية : للزيلعى
٦ — المنتقى : للمجد ابن تيمية

AsliAhleSunnet.com

٧ — الجامع الصغير : للسيوطى

٨ — الأذكار : للنووى

٥ : وفى الكلام على المباحث المتعلقة بعلوم الحديث كان مرجعه :

١ — مقدمة ابن الصلاح

٢ — شرح النخبة : لابن حجر

٣ — تدريب الراوى : للسيوطى

٤ — ظفر الأمانى : للامام عبد الحى اللكهنوى

هذا ويرد كثيرا فى كتابه ذكر شروح الترمذى للعلماء الحنفية مثل العرف الشذى للعلامة أنور شاه الكشميرى، والطيب الشذى للعلامة اشفاق الرحمن الكاندهلوى، يذكر ما قالاه للرد عليهما. كما يرد على أقوال صاحب بذل المجهود وأقوال الطحاوى فى شرح معانى الآثار، والعينى فى عمدة القارى والبناية.

اعتماده على ابن حجر : وهو كثير النقل عن الحافظ ابن حجر و بخاصة من شرحه على صحيح البخارى، ولكنه فى نقله عنه وعن غيره لم يكن مقلدا يحكى ما قالوه بدون عرضه على ميزان النقد، بل كان يزن كل قول بميزان النقل والعقل، ويختار منه ما كان يوافق النص الصريح من الكتاب و السنة. وكم من مرة رد قول الحافظ ابن حجر لأنه لم يكن مبنيا على دليل صحيح و وافق على قول العلماء الحنفية لأن النصوص الصريحة كانت فى جانبه. ولكن هذا لا يدفع ما يقال : إن تأثير الحافظ ابن حجر عليه كبير حتى إنه احتزى خطوته فى تأليف مقدمة منفصلة عن شرحه.

خصائص كتابه : يمتاز كتاب تحفة الأحوذى من بين شروح جامع الترمذى بالميزات التالية :

AsliAhleSunnet.com

١ — حاول المؤلف تعريف كل راو من رواة جامع الترمذى وبيان مكانته ودرجته من حيث القبول أو الرد .

٢ — قام بتوضيح الأحاديث وشرح معانيها بالاعتماد على أصح الأقوال وبذل غاية جهده فى حل المشكلات فى الاسناد والمتن .

٣ — خرج الأحاديث التى رواها الترمذى فى كتابه .

٤ — قام بتخريج الأحاديث التى اشار اليها الترمذى بقوله « وفى الباب عن فلان » واضاف من عنـــده أحاديث لم يشر إليها الترمذى ، كما اشار الى الأحاديث الموجودة فى الباب اذا كان الترمذى سكت عنهـا .

٥ — يقتصر الترمذى على بيان مذاهب فقهاء معينة ، وأضاف الشيخ عليهم آخرين ووضح وجهات نظرهم ، كما ذكر دلائل الفقهاء وبين وجوه الترجيح لقول من اختاره ، ونبه اذا وجـــد ان الترمذى اخطأ فى نسبة القول الى امام ، وقام بتحديد الفقهاء الذين ابهمهم الترمذى بلفظ « القوم » وغير ذلك .

٦ — الترمذى معروف بالتساهل فى التصحيح والتحسين فلذلك لا يعتمد الشارح على قوله بل يقوم بنفسه بالنظر فى الحـــديث وفحصه ثم يصدر رأيـه فى تأييد الترمذى أو معارضته حسب مـا يكون الأمر تحقق لديه .

٧ — اعتنى بذكر الراجح والمرجوح فى الحكم على الحديث أو فى أقوال الفقهاء إذا كان الترمذى سكت عن ذلك .

AsliAhleSunnet.com

و يؤخذ عليـــه انه لم يلتزم هذا المنهج الى آخر الكتاب ، فهو فى أول الكتاب نشيط يوفى كل ميزة حقها و يستوعبها بحثا و دراسة . ولكن يبدو أن نشاطه فتر حينما تقدم فبينما كان يذكر كل من أخرج حديث الترمذى من الأئمة الخمسة وغيرهم ويذكر الفروق الواقعة فى رواياتهم ، ويعتنى بذكر مخرجى أحاديث الباب وذكر الفاظهم فى أول تأليفه ، بدأ يكتفى بذكر الشيخين فقط فى الموضعين إذا كانا أخرجا الحديث . ولا يهتم بذكر الراجح من المرجوح ولا يقوم بدراسة الحديث بل يقبل قول الترمذى .

مقدمة تحفة الاحوذى : أما مقدمته فهى فى مجلد لطيف قسمها الى بابين : الباب الأول فى مباحث علوم الحديث أودعها فصولا قيمة نافعة عن ماهية علم الحديث وتعريف المحـــدث والحافظ و المســـند ، وفضيلة أهل الحديث وتدوينه وحجيته و وجوب العمل به ، وعلمائه و شيوع علم الحديث فى الهنـــد و طبقات كتب الحـــديث وأنواع الكتب المصنفة فى الحـــديث من الجوامع والمسانيد والسنن و المستـــدركات و المستخرجات و المسلسلات و المعـــاجم و الأمالى و الأجزاء و الاربعينات .

وخصص فصلا للكلام على الصحاح الست ومؤلفيها كما ذكر غيرها من الكتب الصحاح وحقق نسبة الكتب المعزوة الى الأئمة الأربعة وتناول فى فصل خاص كتب الحديث التى ألفها علماء الحنفية ، وتناول بالذكر الكتب المصنفة فى الفنون المختلفة من علم الحديث .

وفى البـــاب الثانى تكلم عن الامام الترمذى وكتابه : فذكر منزلته فى فن الحـــديث و معرفة رجاله ، وفضائل جامع الترمذى ومزاياه ودرجته فى الكتب الستة ، والشروح التى كتبت عليه . و ذكر اسلوب الترمذى و شرح ما ظن من

AsliAhleSunnet.com

الفاظه التى يعددها انه يكون من الصعب ادراكه لبعض النـاس ، وترجم لفقهـاء المحدثين وائمة الجرح والتعديل وعلماء التفسير واللغة الذين ورد ذكرهم فى كتاب الترمذى وعمل فهرسا جامعا لكل راو من رواته .

و يلاحظ انه أهمل ذكر شروح جامع الترمذى التى الفهـا العلماء الحنفيـة و التى يرد كثيرا ذكرهـا فى كتابه فى معرض الرد عليهـا مثل العرف الشذى والطيب الشذى . وقد ذكر شرحا باسم العرف الشذى للحافظ البلقينى . ولكنه لم ينبه الى ان هناك شرحا آخر بنفس الاسم لأحد علماء الهند من اتباع المذهب الحنفى . وهذا قد يؤدى الى التباس الأمر على من لا علم له بذلك .

(الدكتور عبد العلى عبد الحميد)

AsliAhleSunnet.com

الحركة السلفية فى كيرالا ودورها فى نشر العلوم الإسلامية والعربية

++++++++++++++++++++++++++++++++++

إن الحركة السلفية — أو الإصلاحية — فى كيرالا لها تاريخ نيف وستين سنة حافلة بالنشاطات البـــاهرة والمساهمات البناءة والخدمات الجليلة فى مجال الدعوة والإرشاد والجهاد فى سبيل الله، وهى تتمثل فى أربع منظمات سلفية هى ندوة المجاهدين بكيرالا (KERALA NADVATUL MUJAHIDEEN) وجمعية العلمـــاء بكيرالا (KERALA JAM-IYYATUL-ULEMA) واتحاد الشبان المجاهدين وحركة الطلبة المجاهدين (MUJAHID STUDENTS' MOVEMENT) ولأن ندوة المجاهدين تحتل محلا مركزيا بين هذه المنظمات يطلق إسم حركة المجاهدين (MUJAHID MOVEMENT) على جميع النشاطات السلفية فى كيرالا.

فى كيرالا عدة منظمات وهيئات تعمل فى مجـــال الدعوة الإسلامية ولكن المنظمات السلفية المذكورة آنفا وحدها هى التى تعمل شأن الحركات السلفية فى نواحى العالم المختلفة، لدعوة الناس إلى التوحيد الخالص وتعـــاليم القرآن والسنة السمحاء الطاهرة، ولمحاربة الشرك والبدع والخرافات وغيرها من العوامل والعناصر التى تكدر معين الاسلام وتعكر صفاءه، فمن المحقق أن نهضة مسلمى كيرالا الدينية والثقافية والعلمية فى العصر الحديث يرجع أكبر فضلها إلى الأعمال الاصلاحية التى ما زالت ولا تزال تقوم بها المنظمات السلفية.

قبل أن نتحدث عن مساهمة الحركة السلفية فى ترقية وتطوير التعليم الدينى والعربى فى كيرالا لابد لنا من أن نأخذ فكرة عن أحوال مسلميها فى هذا المجال قبل قيام نشاطات السلفية فيه.

AsliAhleSunnet.com

فى قديم الزمان لم تكن فى كيرالا مدارس وكليات دينية وعربية كاللاتى نراها الآن فيها وكانت المساجد هى المراكز التى تدرس فيها العلوم الاسلامية واللغة العربية، وكانت تعقد فيها حلقات التعليم الاسلامى التى تسمى «درس» ودرس المساجد ظاهرة خاصة بكيرالا لا توجد فى سائر أقطار الهند، وأكثر المساجد فى كيرالا كانت تجرى الدروس ولا يزال بعضها باقية.

وطريق الدرس هو أن يقرأ الأستاذ الكتب الدراسية العربية وينقلها إلى اللغة المحلية، أى مليالم (MALAYALAM)

ولا يكون منهج خاص للتعليم ولا صفوف معينة للطلاب، ولا كتب دراسية مقررة، ولا تستعمل الأدوات والوسائل التعليمية.

ومن ثم نرى أن هذا التعليم منهجه ناقص متخلف غير علمى لا يوافق مع الأساليب التعليمية الحديثة.

ويبدو أن دروس المساجد فى أول عهدها كانت ذات منهج دراسى شامل يحتوى جميع العلوم والفنون الدينية والعلمانية كالقرآن، والحديث، والفقه، والتصوف، والأدب العربى، والنحو والصرف والبلاغة، وجيوماترى (علم الهندسة)، وعلم النجوم، وعلم الحساب، وعلم المنطق، والفلسفة، والطب، والتأريخ. ولكن بمرور الزمان، تقلص هذا المنهج الواسع وعاد مقصورا على بعض العلوم اللغوية، والدينية، والكتب الدراسية التى تستعمل فيه لا تتعدى عادة ألفية ابن مالك، وتفسير الجلالين، وفتح المعين، ومجموعة من الرسائل الصغيرة التى سمى بالكتب العشرة، ومنهاج العابدين، وإرشاد العباد.

مولانا الحاج كنج أحمد الشاللكتى وإصلاحاته التعليمية:

لم يزل التعليم الاسلامى والعربى فى كيرالا فى هذه الحالة حتى جاء فى

AsliAhleSunnet.com

أوائل هذا القرن ذلك العالم النابغ والمصلح الكبير المرحوم مولانا الحاج كنج أحمد الشاللكتى (CHALILAKATHU KUNJI AHMAD HAJI) المتوفى سنة ١٩١٩ م وهو من زعماء الإصلاح السابقين فى كيرالا وأتى بانقلاب جذرى فى منهج التعليم الدينى والعربى فى كيرالا، فبدأ أعماله التجديدية فى مدرسة تنمية العلوم بواز كاد (VAZHAKKAD) حيث عين رئيس معلميها فى سنة ١٩٠٦ م وافتتح فيها صفوفا عليا وأخذ يدرس موضوعات جديدة على منهج دراسى حديث على قسمى المدرسة من جديد بكلية دار العلوم، واستخدم لتعليم هذه المواضع الجديدة أدوات و وسائل مستحدثة كالكرة الجغرافية والخرائط والأطلس والجداول البيانية والصور الشمسية والنماذج (الموديلات)، والمعاجم الحديثة. فهكذا أحدث مولانا تغييرا شاملا جوهريا فى مناهج درس «وازكاد».

وفى نفس الوقت الذى حاول فيه إصلاح دروس المساجد على هذا النحو، كان يصرف إهتمامه إلى تجديد منهاج التعليم فى المدارس الدينية الابتدائية أيضا. ولتحقيق هذه الغاية أسس مدرسة عربية ابتدائية فى «وازكاد» على منوال حديث جذاب وألف ونشر للاستعمال فى المدارس الابتدائية كتبا مدرسية على طريق مستحدثة عالية طريفة.

وفى جميع هذه الاصلاحات التعليمية التى قام بها مولانا كنج أحمد الشاللكتى بـ وازكاد ساعده وشد أزره تلميذه المحبوب المرحوم الشيخ محمد الكاتب المعروف باسم «ك. م مولوى» (K.M. MOULAVI) الذى هو من أكابر زعماء الحركة السلفية فى كيرالا ورواده.

وهذه الاصلاحات التعليمية أتت أكلها فى وقت قصير سريع فبلغت أصداؤها آفاق كيرالا فأقبل الناس على تأسيس المدارس الاسلامية فى أصقاعها

AsliAhleSunnet.com

على المنهج الحديث الذى ابتدعه مولانا فهكذا قامت فى كيرالا حركة جديدة يمكننا أن نسميها حركة المدارس (MADRASA MOVEMENT)

على أن مولانا المرحوم قد لاقى فى سبيل إصلاحاته المذكورة مخالفة شديدة ومعارضة عنيفة من أولئك العلماء الرجعيين المثبطين الذين يدعون أنهم حماة السنة وهم فى الحق حاموا البدع والخرافات، وكيف لا، وهم الذين قالوا: إن المنهج التعليمى الجديد الذى ابتكره مولانا بدعة منكرة لأن إلقاء المعلم القائم الدرس على الطلاب الجلوس مخالفة لتعظيم التلاميذ أساتذتهم، وهم الذين قالوا أيضا: إن استعمال السبورة والطباشير فى المدارس كبيرة من الكبائر لأن المعلم يكتب الآيات القرآنية على السبورة بالطباشير ثم إذا مسح السبورة سقطت ذرات الطباشير التى كتب بها القرآن على الأرض فيدوسها الناس، وهذا إهانة لكتاب الله وانتهاك لحرمته.

فهكذا حاول هؤلاء العلماء المحافظون أن يوفقوا سير الزمان، ولكن الزمان يأبى إلا السير، والنهضة التى افتتحها مولانا كنج أحمد الشاللكتى تقدمت وسارت إلى الامام سيرا نشيطا حثيثا حارت دونه قوى الرجعية والتقهر فتوجت بالنجاح الكامل فآلاف من المدارس والكليات العربية التى نراها الآن فى نواحى كيرالا المختلفة تنطق جهرا بهذه الحقيقة بلسان حالها.

تكاثر المدارس العربية:

فى نفس الوقت الذى كان مولانا الحاج كنج أحمد الشاللكتى يعمل لاصلاح التعليم الاسلامى والعربى فى منطقة مليبار (MALABAR) كان يقوم بنفس المهمة فى المناطق الجنوبية من كيرالا أى ترافنكور (TRAVANCORE) وكوشين (COCHIN) علماء ومصلحون مثل المرحوم الشيخ السيد ثناء الله مكتى

AsliAhleSunnet.com

(١٨٤٧–١٩١٢م؛ والمرحوم المولوى محمد عبد القادر الوكمى (١٨٧٣–١٩٣٢م) والمرحوم الشيخ محمد ماهين الحدانى (المتوفى فى سنة ١٩٢٢م) وكلهم كانوا من رواد الحركة السلفية وزعمائها الأوائل فى كيرالا.

ونتيجة عن الخدمات الجليلة التى أداها هؤلاء الزعماء المصلحون لاصلاح وترقية التعليم الاسلامى، واقتداء بقيادتهم الرشيدة، أقبلت الأمة المسلمة فى كيرالا على إنشاء المدارس العربية فى كل زاوية من زواياها. فهكذا تكاثرت وتعددت المدارس والكليات العربية فى هذه الولاية، فالآن نرى فى طول كيرلا وعرضها آلافا من المدارس الاسلامية التى تديرها المنظمات والجماعات المختلفة منها سلفية وغير سلفية، على أن هذه المعاهد العلمية كلها مدينة لزعماء السلفية. ومن غرائب التأريخ أن العلماء الرجعيين المحافظين الذين كانوا يعارضون إصلاح المدارس العربية ومناهجها التعليمية باسم الدين نراهم الآن يتنافسون فى إنشاء المدارس التى تستعمل فيها الأدوات والوسائل الحديثة.

تدير ندوة المجاهدين بكيرالا نحو ٥٠٠ مدرسة عربية وهذه المدارس السلفية تتفوق على المدارس التى تجريها المنظمات الاسلامية الأخرى فى الجودة الدراسية والمستوى التعليمى.

تحت إشراف «ندوة المجاهدين» قسم خاص باسم هيئة التعليم باشراف ندوة المجاهدين بكيرالا (KERALA NADVATUL MUJAHIDEEN EDUCATION BOARD)

وهى التى تشرف على المدارس العربية الابتدائية والثانوية التى يديرها السلفيون وتقوم بإعداد مناهجها الدراسية وتأليف ونشر الكتب الدراسية حسب هذه المناهج.

وجدير بالذكر أن المناهج والكتب الدراسية التى تتبع فى المدارس التابعة

AsliAhleSunnet.com

لهيئة التعليم لندوة المجاهدين تتميز بمستواها العالى الجيد، وملائمتها لحوائج الأطفال المتعلمين وميزاتهم العقلية والنفسية، وفى كل من المواضع قد ألفت ونشرت هيئة التعليم كتبا دراسية جيدة على أحدث طريق تعليمية تتجاوب مع بيئة الطلاب الناشئة ومقدراتهم العقلية وخصائصهم النفسية.

الكليات العربية:

إلى جانب المدارس التى توفر للأطفال المسلمين فرصة التعليم الاسلامى الابتدائى والثانوى، هناك فى كيرالا معاهد علمية إسلامية تسمى بالكليات العربية (ARABIC COLLEGES) التى تعتنى بالدراسات العليا فى العلوم الإسلامية واللغة العربية وآدابها. ويلاحظ أن السلفيين هم الذين سبقوا غيرهم إلى تأسيس الكليات العربية وأعطوا القيادة لمسلمى كيرالا فى هذا المجال.

تدير المنظمات السلفية فى كيرالا عدة كليات عربية منها اللاتى تقربها الحكومة وتنتسب إلى الجامعة، ومنها اللاتى لا تقربها الحكومة ولا تنتسب إلى الجامعة. وأما الكليات العربية السلفية التى لها انتساب إلى الجامعة أى جامعة كاليكوت (UNIVERSITY OF CALICUT) وإقرار من قبل حكومة كيرالا فأسماؤها ما يلى:

١ — كلية «مدينة العلوم» بفلكل (PULIKKAL)
٢ — كلية «سلم السلام» بأريكوت (AREACODE)
٣ — كلية «روضة العلوم» بفروق (FEROKE)
٤ — كلية «الأنصار» بولونور (VALAVANNUR)
٥ — كلية «دار العلوم» بوازكاد (VAZHAKKAD)
٦ — كلية «أنوار الاسلام» بكنيل (KUNIYIL)
٧ — كلية «أنوار العلوم» النسائية بمونغم (MONGAM)

AsliAhleSunnet.com

ومن الكليات العربية السلفية المستقلة التى لا تنتسب إلى الجامعة ولا تقربها الحكوميـــة :

١ — الجامعة الندوية بأدونا (EDAVANNA) تديرها اللجنة المركزية لنـدوة المجاهدين مباشرا .

٢ — كلية المجاهدين بفرلى (PARALI)

٣ — كلية ك . م . مولوى التذكارية بترورنغـادى (K. M. MOULAVI MEMORIAL ARABIC COLLEGE TIRURANCADI)

٤ — كلية « نجاة الأنام » بشنكترا (CHUNGATHARA)

٥ — كلية « نصرة الاسلام » بكيدوتور (KADAVATHUR)

٦ — الكلية السلفية بيالشيرى (BALUSSERI)

٧ — كلية « دار الارشاد » بفارال (PARAL)

٨ — كلية « بستان العلوم » بكيفمنغلم (KAIPAMANGALAM)

٩ — كلية « الصباح » بكوكور (KOKKUR)

١٠— الكلية السلفية بألمبلاد (ELAMPILAD)

وفى هذه الكليـات العربيـــة يتبع مقـــرر دراسى يستغرق خمس سنوات فالطلاب الذين يجتازون بنجاح يمنحون شهادة جامعية تسمى بـ « أفضل العلماء » ومناهجه الدراسية تشتمل على القرآن ، وعلوم القرآن ، والحديث ، وعلوم الحديث والفقه وأصول الفقه ، والأدب العربى القديم والحديث ، وعلوم النحو والبلاغة والفلسفة ، والتصوف ، والمنطق ، وتأريخ الاسلام والعرب .

فى الأيام الأخيرة لم يكن للذين يتخرجون فى الكليات العربية حاصلين على شهادة افضل العلماء فرصة التعليم العالى ، ولكن افتتح حديثا مقرر جديد باسم مقرر ما بعـد أفضـل العلمـاء (POST. AFZALUL. ULAMA COURSE)

AsliAhleSunnet.com

وهو يستغرق سنتين ، ويهدف إلى التخصص فى أى مجال من هذه المجالات :

١ — الأدب العربى القديم .

٢ — الأدب العربى الحديث .

٣ — تأريخ العرب وثقافتهم . فللطاب أن يختار واحدا منهـا ، ويمنح للذين يجتازون الامتحان بنجاح شهادة جامعية تسمى بـ « متخصص فى الآداب » .

قد تخرج من الكليات العربية السلفية مئات من الطلاب وهم يخدمون الأمة والوطن عاملين فى ميـادين شتى كمدرسى المدارس ، ومحاضرى الكليات والجامعات ، والموظفين فى المصالح الحكومية وغير الحكوميـة ، ودعاة الذين والواعظين ، وخطباء المساجد وأئمتها . فالخدمات الجليلة الضخمة التى يؤدونها فى سبيل دعوة الناس إلى القرآن و السنة والدين الصحيح المطهر من أوساخ الشرك والبـدع والخرافات ، وفى نشر العلوم الاسلامية واللغة العربية وثقافتها تكون فصلا ذهبيا مجيدا من تأريخ النهضة الاسلامية فى كيرالا الحديثة .

الجامعة السلفية بكيرالا :

إلى جانب الكليات العربية الرسمية وغير الرسمية التى تقدم ذكرها قد فتحت « ندوة المجـاهدين » قبـل سنتين تحت إدارتهـا المبـاشرة جامعة ببلدة أدونا (EDAVANNA) باسم الجامعة السلفية بكيرالا وهى توفر الفرص للمتخرجين من الكليات العربية للحصول على الدراسات العليا فى العلوم الاسلامية والتحقيق فيها على مستوى أعلى وأجود بحيث يمكنهم من القيام بأعباء الدعوة والارشاد والإفتاء بين الناس بكفاءة وفعـالية ، وتعمل الآن فى الجامعة كليـة الشريعة والمتوقع أن الكليات الأخرى ستفتح عن قريب إن شاء الله .

الطبـاعة والنشر :

والآن نتحدث عن وسيلة هامة أخرى تستخدمهـا الحركة السلفية فى كيرالا

AsliAhleSunnet.com

لنشر العلوم الاسلامية وهى الطبـاعة والنشر ، والمعروف أن أى مبدء أو فكرة أو رأى لايمكن نشره وترويجه بين الجماهير بإلقاء الخطب والمواعظ، وعقد المؤتمرات والندوات والحفل فقط بل يجب فيه أيضا الإلتجـاء إلى الكلمات المكتوبة والمنشورة . أى الكتب والصحف وغيرها من المنشورات ، وربمـا تكون أكثر تأثيرا وفعالية من الكلمات المنطوقـة ، فعرفت « ندوة المجاهدين بكيرالا» هذه الحقيقة ففتحت بإشرافها قسما خاصا للطباعة والنشر .

ومن أهداف هذا القسم إصدار الكتب النافعة فى اللغة المحلية أى مليالم فى بيان التوحيد ورد الشرك ، وفى بيان السنة النبوية وقمع البدعة ، وفى إزالة الشبهات التى تثار حول الإسلام وفى مناضلة المبادىء والفلسفات الهدامة المخالفة للاسلام وفى إيضاح تعاليم الاسلام على طريق على يلائم روح العصر الحديث ، وفى غيرها من المقاصد والمطالب ، ومنهـا أيضا نشر ترجمة وتفسير القرآن الكريم وكتب الأحاديث النبوية وكتب الأئمة من السلف الصالح فى لغة مليالم . ويقوم هذا القسم أيضا بإصدار مجلة « المنـار» وهى مجلة دينية ثقافية تصدر غرة كل كل شهر وتحمل المقالات المفيدة فى بيان عقائد وأعمال الإسلام الصحيحة وفى إيضاح المشاكل المتعلقة بالحياة المعاصرة على ضوء الكتاب والسنة .

وقد نشر قسم الطباعة والنشر لندوة المجاهدين كثيرا من المؤلفات الاسلامية التى لها فضل كبير فى دعوة الناس إلى دين الله وإظهار صورته الحقيق لهم ففيما يلى عناوين أهمها وأسماء مؤلفيها :

١ — ترجمة القرآن الكريم وتفسيره للمولوى محمد الأمانى فى ١٢ أجزاء . وهو من أصح وأوثق تفاسير القرآن التى نشرت فى لغة مليـالم وينهج منهج المفسرين الثقات من السلف الصالح .

٢ — خطبة الجمعة للمرحوم المولوى محمد الكاتب المعروف باسم ك . م . مولوى (K.M. MOULAVI)

AsliAhleSunnet.com

٣ — صلاة التراويح للرحوم المولوى شيخ محمد.

٤ — العبادة والاطاعة للولوى ك. ب. محمد بن أحمد.

٥ — الغيب للدكتور م. عثمان.

٦ — أولياء الله للولوى كنجيدو المدنى.

٧ — الشخصية الفذة لمحمد ﷺ للولوى على عبد الرزاق المدنى.

٨ — أضواء القرآن الكريم على التأريخ القديم للدكتور م. عثمان.

٩ — الايمان بالله - فى الأديان المختلفة - إشترك فى تأليفه كل من الدكتور م. عثمان، وس. م. كووندن (C. M. GOVINDAN) ور. و. نارايين كوتى (R. V. NARAYANAN KUTTY) وف. و. جـورج (P. V. GEORGE)

١٠ — إنما الأجر للعامل للولوى كنجيدو المدنى.

١١ — الاسلام والحركات الاصلاحية الاجتماعيـة فى كيرالا للدكتور إ. ك. أحمد كوتى.

١٢ — الشيخ محمد بن عبد الوهاب للولوى كنجى محمد الفرفورى.

١٣ — مدخل لتأريخ الحركة الاصلاحية للولوى محمد الكتشيرى.

١٤ — موثوقية الانجيل إشترك فى تأليفه المولوى محمـد الأمانى والمولوى على عبد الرزاق المدنى.

١٥ — الدين والعلم للأستاذ ك. أحمد كوتى.

١٦ — إعجاز القرآن العلمى للدكتور إ. ك. أحمد كوتى.

١٧ — كيف تحقق المطالب لـ م. محى الدين الندوى.

وإلى جانب هذه الكتب التى نشرها قسم الطباعة والنشر لندوة المجاهدين مباشرا، قد نشر الأفراد والجماعات والهيئات السلفية المختلفة فى كيرالا عشرات

AsliAhleSunnet.com

من المؤلفات الاسلامية لا يمكننى أن أذكر اسمائها لضيق المقام، وبعض هذه الكتب لها تأثير عميق واسع فى نشر الدعوة الاسلامية مطهرة من شوائب الشرك والبدع والخرافات، وإبراز صورتها الصحيحة أمام الناس. منها «كتاب التوحيد» ألفه العالم المصلح الكبير المولوى ف. عبد القادر الكنتودى (المتوفى سنة ١٩٤٦م)، وهذا الكتاب الذى صدر سنة ١٩٤٤م يتبين حقيقة التوحيد، ويرد على الاعتقادات والأعمال الخاطئة التى تخالف معناه الصحيح. وبذلك قد أثار ضجة عظيمة فى أوساط المحافظين، والمبتدعين، وأتى بانقلاب عظيم فى عقائد مسلمى كيرالا، ولا يزال تأثيره محسوسا فى هذا المجال، ومن هذا القبيل أيضا كتاب «ضوء الصباح» ألفه المولوى محمد عبد القادر الوكى رحمه الله الذى تقدم ذكره ويرد فيه على الإتهامات والانتقادات الخاطئة التى وجهها الأعداء إلى شيخ الاسلام ابن تيمية والشيخ محمد بن عبد الوهاب رحمهما الله ودعاواهم الكاذبة ردا مفحما.

ومن تلك المؤلفات أيضا كتاب «التقليد — دراسة» إشتركا فى تأليفه المولوى ك. ف. محمد بن أحمد والمولوى أ. ف عبد القادر بن زين الدين يوضح حقيقة التقليد ومعناه الحقيقى وموقف الاسلام منه، وهذا الكتاب فريد فى نوعه فى لغة مليالم.

الكتاب والأدباء السلفيون :

لا يسعنى المقام لذكر جميع أسماء الكتاب والأدباء السلفيين الذين ساهموا بكتاباتهم فى نشر العلوم الاسلامية والثقافة العربية فى كيرالا وعددهم كثير جدا. واكتفى بذكر أسماء بعضهم على سبيل المثال وفيهم من يرزق عند الله حالا، ومن يرزق فى الدنيا.

المولوى محمد عبد القادر الوكى رحمه الله، والشيخ محمد الكاتب المعروف

AsliAhleSunnet.com

بـ ك . م . مولوى رحمه الله ، والمولوى إ . ك . كنج أحمـد كوتى المعروف بـ إ . ك . مولوى (E. K MOULAVI) رحمـه الله ، والمولوى ك . ف . محمد بن أحمد ، والمولوى أ . ف . عبد القـادر بن زين الدين ، والمولوى محمد الأمانى ، والمولوى ف . عبد القادر الكننودى ، والمولوى شيخ محمد رحمه الله ، والمولوى ن . و . عبد السلام الاريكوتى ، والدكتور م . عثمان ، والمولوى محمد كنشيرى ، والمولوى على عبد الرزاق المدنى ، و ك . ك . محمد عبـد الكريم ، والمولوى موسى الوانميلى ، والأستاذ ك . أحمد كوتى ، والمولوى م . عبد الحميد الشريمندمى ، والمولوى عبد الرزاق الشريمندمى والشيخ عمر أحمد المليبارى ، والسيد ثناء الله مكتى رحمه الله ، والمولوى ف . ك . موسى ، والشيخ ت ، ف . كنتيامو ، والمولوى ك . ك . محمد جمال الدين رحمه الله ، والمولوى كنج أحمد الفرفودى ، والمولوى زهير الشنكترى .

فى كيرالا أدباء وكتاب يكتبون باللغة العربية نثرا وشعرا . ومما يلاحظ أن أكثرهم من السلفيين . فأذكر منهم على سبيل المثال ، المرحوم الشيخ محمـد الكاتب (ك . م . مولوى) ، والمولوى ك . ف . محمـد بن أحمد ، والمرحوم المولوى محمد عبد القادر الوكمى ، والشيخ عمر أحمد المليبـارى ، والمرحوم المولوى شيخ محمـد ، والشيخ محى الدين الآلواتى الأزهرى ، والمولوى محمـد كنشيرى ، والأستاذ عبد العزيز المنكادى .

ومن شعراء العربية السلفيين أذكر المرحوم المولوى عبـد الله النورانى ، والمرحوم المولوى أبو ليلى محمـد بن ميران المعروف بـ ف . و . ومولوى (P V. MOULAVI) والمرحوم المولوى أبوسلمى ك . ك . محمـد جمال الدين ، والمرحوم المولوى محمد الفلكى ، والمولوى على بن فريد الكوشنودى ، والمولوى س . ف . أبو بكر ، والمولوى محمد أبو الصلاح ، والمولوى ن . ك . أحمد الكدتورى .

AsliAhleSunnet.com

وجدير بالذكر أن هؤلاء الشعراء لم يقرضوا الشعر باللغة العربيـــة لإرضاء قرائحهم فقط، بل أيضا استخدموا الشعر كأداة قوية فعالة لنشر الدعوة الاسلامية الأصلية وتطهير الأمة المسلمة من أدناس الشرك والجهل.

الصحف السلفية :

وقبل أن اختتم هذه المقالة لا بد لى من إشارة إلى دور الصحافة السلفية فى نشر العلوم الاسلامية فى كيرالا. كانت ولاتزال المنظمات السلفية تصدر عشرات من المجلات والدوريات لنشر رسالتها، منها مجلة «المنار» الشهرية التى تقدم ذكرها وهى لسان ندوة المجـــاهدين الرسمية وأسبوعية الشباب التى ينشرها إتحاد الشبان المجاهدين ومجلة «إقرأ» الشهرية التى تصدرها حركة الطلبة المجاهدين وإلى جانب هذه الصحف الرسمية التى تباشر بنشرها المنظمات السلفية المذكورة هناك فى كيرالا صحف ومجلات شهرية، ونصف شهرية وأسبوعية تصدرها الأفراد و الجمـــاعات والهيئات السلفية المختلفة يضيق بنـا المقـام عن ذكر أسمائها. فأكتفى بأن أقول ان هذه المنشورات تبذل جهودا محمودة لإبلاغ رسالة الاسلام الظاهرة ونشر علومه وثقافته النيرة بين جماهير كيرالا. والله ولى التوفيق ؟

بقلم : الدكتور . إ. ك. أحمد كوتى ،
الأستاذ المساعد ، قسم اللغة العربية
جامعـــة كاليكوت ، كـــيرالا

AsliAhleSunnet.com

ایک فارسی کتاب

مجھے بڑی مسرت ہے کہ آج ہملوگ ہندوستان کے سب سے پرانے اور (ایک طبقہ کی نظر میں) سب سے زیادہ مقدس شہر میں جمع ہوئے ہیں. اسی کے متعلق شیخ علی حزیں نے کہا تھا:

از بنارس نروم معبد عام است اینجا
ہر برہمن بچۂ لچھمن و رام است اینجا

نیز ایک اور شاعر نے کہا تھا:

عشوہ گرہ بنارسی کشت مرا بنارسی

فارسی اور اردو کے سب سے بڑے شاعر مرزا اسد اللہ خاں غالب نے اس شہر میں قیام کیا تھا، نیز اسکی تعریف میں مثنوی «چراغ دیر» لکھی تھی، اس میں کہتے ہیں:

سخن را نازش مینو قماشی — ز گلہانگ ستایشہای کاشی
تعالی اللہ بنارس چشم بددور — بہشت خرم و فردوس معمور
بنارس راکسی گفتا کہ چین است — ہنوز از گنگ چینش برجبین است
فلک را قشقہ اش گر برجبین نیست — پس این رنگینی موج شفق چیست
عبادت خانۂ ناقوسیان است — ہمانا کعبۂ ہندوستان است

AsliAhleSunnet.com

مرزا محمد جان بن موسی بیگ نصیبی نے ۱۲۳۷ ہجری / ۲۲-۱۸۲۱ عیسوی میں لکھنؤ میں «بحر وصال» نام کی ایک مثنوی لکھی تھی، جس میں ملک حوز شہید اصفہانی اور بنارس کے راجہ کی چندا نامی بیٹی کے عشق کی داستان بیان کی گئی ہے. اسکا ایک ۱۲۳۷ ہجری ہی کا لکھا ہوا مصور قلمی نسخہ رضا لائبریری «رامپور» میں موجود ہے، جس کی کتابت شاید خود مصنف نے کی ہو.

یہیں سے قریب جونپور ہے، جسے شیراز ہند کہا جاتا تھا. نیز سلاطین شرقی کے زمانے میں سات سو علماء کی پالکیاں نکلا کرتی تھیں، ملا محمود جونپوری نے اسی شہر میں «شمس بازغہ» جیسی کتاب لکھی، جسے بین الاقوامی شہرت حاصل ہے. نیز سید محمد جونپوری جنھوں نے مہدوی تحریک چلائی، یہیں کے رہنے والے تھے.

اعظم گڈھ بھی یہاں سے دور نہیں ہے، جہاں علامہ شبلی نعمانی نے دار المصنفین کی بنیاد رکھی اور دنیا کے علما سے خراج تحسین حاصل کیا. انکے خالہ زاد بھائی، مولانا حمید فراھی تھے، جو علمی دنیا میں شہرت کے مالک ہیں. بہت دنوں تک مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ فراہ وہی پھریا اسٹیشن ہے، جہاں اترکر میں اپنے ننھیال جایا کرتا تھا.

بہرحال اس سیمینار میں میرے مقالے کا عنوان «اخلاقیات کی ایک نادر فارسی کتاب کا تنقیدی جائزہ» ہے.

پیغمبر نے فرمایا ہے «بعثت لأتمم مکارم الاخلاق» یعنی میں اسلئے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاق کی تکمیل کروں. قرآن و حدیث اور پیغمبر و اصحاب و ائمہ کی سیرت ہمارے اخلاق کی ضامن تھی. مگر جب لوگوں نے بزرگوں

AsliAhleSunnet.com

کے بتائے ہوئے راستہ سے انحراف کرنا شروع کیا تو صوفیاء اور علما نے لوگوں کو طرح طرح سے اس طرف متوجہ کیا، نیز ایسی کتابیں لکھی جانے لگیں، جن میں اسلامی تعلیمات کیساتھ ساتھ یونانی فلسفہ اور زرتشتی روایتوں سے مدد لی جانے لگیں. قصوں اور افسانوں کی شکل میں کلیلہ و دمنہ، مرزبان نامہ وغیرہ نیز باقاعدہ علم اخلاق میں فارسی میں تین اہم کتابیں لکھی گئیں. ان میں سے اخلاق ناصری کو میں نے باقاعدہ پڑھا اور اخلاق جلالی کو برسوں پڑھایا ہے. اخلاق محسنی اسکول اور کالج کے نصاب میں آج بھی داخل ہے. مگر بے شمار ایسی اہم تالیفات ہیں جو ہماری نظروں سے پوشیدہ رہی ہیں اور ان کی اہمیت کا اندازہ نہیں لگایا گیا ہے. انہیں میں سے گیارھویں صدی ہجری / سترھویں صدی عیسوی کے نصف آخر کی لکھی ہوئی ایک اہم کتاب ہے، جسے حافظ محمد سعید ابن حافظ کرم ابن حافظ سلطان محمود ابن حافظ عین الدین کھوکھر ثم الکولوی نے قطب الدولہ مفتاح الملک محمد قطب علی خاں بہادر مستقیم جنگ، مصاحب خاص سلطان عالم کے ایماء پر لکھا تھا. یہ کتاب عبد اللہ حاجی ولی محمد کے مطبع محمدی میں چھپی تھی، مگر نایاب اور نادر قلمی نسخہ کی طرح کمیاب اور گمنام ہے.

یہ کتاب مصنف کے برسوں کے مطالعہ کا نتیجہ ہے، انہوں نے برسوں تاریخ اخلاق اور تفسیر کی کتابوں کا مطالعہ کرکے مختلف پرزوں پر اپنی یاد داشتیں لکھی تھیں، جنھیں بعد میں انہوں نے ایک کتاب کی شکل دی. نیز شہر متھرا میں جسے اسلام آباد بھی کہا جاتا تھا، اورنگ زیب کے جلوس کے چونتیسویں سال یعنی ذیقعدہ کے مہینہ میں ۱۱۰۲ ہجری / ۱۶۹۱

AsliAhleSunnet.com

عیسوی میں اس کتاب کو مکمل کیا۔ یہ اس طرح شروع ہوتی ہے:

« حمدی که حضرت آفریدگار را سزد جل جلاله، کجا از زبان این حیران هیچمدان کی زبون نفس دونست . . . . آید » نیز اس میں آغاز کے علاوہ ایک مقدمہ اور پانچ باب ہیں اس مطبوعہ نسخہ میں ۱۳۰ صفحے ہیں، نیز اس کا سائز ۶ بائی ساڑھے ۹ ہے۔ اسکا سال طباعت نہیں دیا ہوا ہے، مگر ظاہری شکل سے پتہ چلتا ہے کہ غالباً یہ سو سال پرانی ہے اس میں نثر سے زیادہ نظم ہے، مگر بدقسمتی سے میرے پاس جو نسخہ ہے وہ کرم خوردہ ہے، جس سے بہت سے مقامات ٹھیک سے پڑھے نہیں جاتے۔

چونکہ یہ کتاب بے شمار منابع کا نچوڑ ہے، اسلئے اسکا نام « منتخب » رکھا گیا، جس سے اسکی تالیف کا سال بھی نکلتا ہے، جیسا کہ اس رباعی سے واضح ہوتا ہے:

این نسخه که هست هوش دل را سببی — هر نکتهٔ او بجان رساند طربی
چون منتخب از قول بزرگان آمد — تاریخش از آن گفت خرد منتخبی

اسکے علاوہ « تجربۂ محمد سعید کھوکر » سے بھی تاریخ نکالی گئی ہے۔

اس میں مقدمہ بہت اہم ہے، جس میں اس زمانہ کے لوگوں کے گرے ہوئے اخلاق کا رونا رویا اور سوگ منایا گیا ہے، نیز جو کچھ بیان کیا گیا ہے، وہ سب مؤلف کے تجربہ اور ذاتی مشاہدہ کا نتیجہ ہے، جسے بڑے دلچسپ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

ایک رات دعائیں پڑھنے کے بعد مؤلف قبلہ رو ہو کر سر زانو پر رکھے ہوئے غم میں پڑے ہوئے تھے، کہ غیب کا دروازہ کھلا اور انہیں

AsliAhleSunnet.com

عالم نہاں سامنے نظر آیا ، انھوں نے دربان سے اندر جانے کی اجازت مانگی اندر جاکر انھیں ایک بہت عمدہ اور بلند عمارت دکھائی دی ، جہاں پاک طینت لوگ اور زائرین کا مجمع تھا . ایک جوان نے ان کو دیکھ کر اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو ؟ انھوں نے تعجب سے کہا کہ آپ رہنمائی کریں اور یہاں کے متعلق بتلائیں ، اس پر اس نے کہا کہ اس گنبد میں انصاف ، صدق ، مروت ، محبت ، وفا ، سخاوت ، عفت ، جوانمردی ، غیرت ، حمیت ، حق پرستی وغیرہ مدفون ہیں اور ان کی جگہ ظلم ، کذب ، بے مروتی ، دشمنی ، بیوفائی ، بخل ، بےعفتی ، بزدلی ، بے غیرتی بے حمیتی ، بے دینی وغیرہ نے لے لی ہے . انھوں نے ان قبروں کا طواف کیا اور سورۂ فاتحہ پڑھا .

جب وہ خواب سے بیدار ہوئے تو ان کی سراسیمگی اور حیرت کی حد نہ رہی ، کہ اس دنیا میں کیسے رہا جائے گا ، کبھی سوچتے تھے کہ دنیا کو ترک کرکے دشت نوردی اختیار کریں اور کبھی خیال کرتے تھے کہ صلح کل پر چل کر سب سے مل کر رہیں . آخر افراط و تفریط چھوڑ کر بیچ کا راستہ اختیار کیا .

ایک دن انھوں نے ایک جوان کو دیکھا جو « عیار دانش » کا مطالعہ کر رہا تھا ، جس میں انسان کی پیدائش کے ساتھ ساتھ رنج و غم کو اسکا شریک بتایا گیا تھا . بہرحال انھوں نے لوگوں کو جیسا دیکھا اور پایا ہے ، ہو بہو اسی طرح بغیر کسی کمی یا زیادتی کے بیان کیا ہے .

اس کے بعد سب سے پہلے مقدمہ ہے جس میں آدمیوں کی حقیقت و کیفیت اور زمانہ والوں کی اصلیت بیان کی گئی ہے . حکیم انوری کا یہ قطعہ لکھتے ہیں :

AsliAhleSunnet.com

دلم از کار این جہاں بگرفت کہ نہ عقدش بہ موضع ست ونہ حل

پھر مثال دیتے ہیں کہ آجکل خیر ایک اسم بے مسمی ہے، جبکہ شر گھروں اور بازاروں میں منوں کے حساب سے پایا جاتا ہے. لوگوں کی زبانیں ان کے دلوں سے مانوس نہیں ہیں. اگر بظاہر زبان دوستی کی بات کہتی ہے تو اندر سے کینہ کی تلاش رہتی ہے، لوگ نیکی کی جو باتیں زبان سے کہتے ہیں، وہ دل کے اندر نہیں ہوتیں، نیز جو بدی دل میں رہتی ہے، اسے زبان پر نہیں لاتے. شر کی جو بات کہتے، اس سے دس گنا زیادہ عمل میں لاتے، نیز اس سے بھی زیادہ کی کوشش کرتے ہیں. اچھی باتوں مین سے ایک کی بھی توفیق نہیں ہوتی ہے. مردوں اور عورتوں کو شفقت کی نظر سے دیکھنا چاہئے، مگر لوگ انہیں شہوت کی نظر سے دیکھتے ہیں. لوگوں کے عیوب کی پردہ دری اور رہنمائی کے لباس میں رہزنی کرتے ہیں. نیز لوگوں کو مکر اور رنج پہونچانے پر فخر کرتے ہیں. اس سے قبل لوگ ایک دوسرے کو فائدہ پہونچانے کے لئے جانا کرتے تھے، جبکہ آجکل صرف شخصی استفادہ کے لئے ملتے ہیں. پچھلے زمانہ میں دوستی کی وجہ سے ایک دوسرے کے لئے دعا کرتا تھا، جبکہ آجکل ایک دوسرے کو دغا دیتا ہے. عربی کی یہ مثل کہ « السلامۃ فی الوحدۃ والآفات فی الاثنین » آجکل بالکل ٹھیک اتر رہی ہے. پچھلے دور میں دولتمند لوگ عقلا کے محتاج تھے، مگر آجکل عقلا روٹی کے لئے ترستے ہیں. اس سے پہلے بادشاہ اور امرا فقرا کی محبت کی آرزو کرتے تھے، جبکہ آجکل فقرا ان کی محبت کے متلاشی ہیں، دولتمند قابل لوگوں کو تلاش کرتے تھے، مگر آجکل مسخروں کی فکر میں رہتے ہیں۔ اس سے قبل ہمت کی ضرورت پڑتی

AsliAhleSunnet.com

تھی . جبکہ آجکل صرف پیسہ سے کام بنتا ھے . اس سے پہلے جو باتیں عیب تھیں ، آجکل وہ ہنر سمجھی جاتی ہیں . پچھلے دور میں علماء دینداری سے مزین ہوا کرتے تھے ، جبکہ آجکل دولت اور دنیا داری پر فخر کرتے ہیں . پہلے فقر ریاضت اور تقوی پر فخر کیا کرتے تھے جبکہ آجکل لوگ عمدہ غذاؤں اور لوگوں سے خدمت لینے کی فکر میں رہتے ہیں . صلاح صرف نام کے لئے ھے ، جبکہ فساد کے انبار لگے ہوئے ہیں . اسلام صرف کتابوں میں رہ گیا ھے ، جبکہ مسلمان زندہ درگور ہوچکے ہیں . جھوٹ ، غیبت ، افسانہ اور دوسری مہمل باتوں میں ان کو جو مزا ملتا ھے ، وہ قرآن مجید ، حدیث اور دوسرے دینی علوم میں نہیں ملتا . وعظ ونصیحت میں تو سب اپنے زمانہ کے لقمان ، مگر زشت کرداری میں سب کے سب چھٹے ہوئے شیطان ہیں ، چھوٹے بڑوں کے اور ہمسایہ ، ہمسایہ کا دشمن ھے .

مؤلف کے مخاطب مسلمان ہیں ، وہ فرماتے ہیں کہ اے نام کے مسلمانو اور رسمی دینداروں ، جو رزالتوں کے جمع کرنے اور فضیلتوں کے ترک کرنے میں چابکدست ہو اگرچہ میں ناھنجار زمانہ والوں کی تھوڑی سی کیفیت بیان کرسکتا ہوں ، لیکن کس سے کہوں اور کیوں کہوں ؟

وہ اس زمانہ کے حکام کے متعلق فرماتے ہیں کہ آجکل کے اکثر ظالم امرا باوجود بلند مناصب اور ہر طرح کے آرام وآسائش کے خلیفہ اور بادشاہ وقت کی نافرمانی کرکے نامناسب کام کرتے ہیں . یہ لوگ دنیا کو دین اور شیطان کے حکم کو بادشاہ کے احکام پر ترجیح دیتے ہیں . بہت سے واقعہ اور خفیہ نویس جو بادشاہ کی طرف سے حقیقت کے بیان کرنے کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں ، حق کو باطل اور کذب کو صدق کے لباس میں

AsliAhleSunnet.com

جلوہ گر کرتے ھیں ، یہ لوگ لالچ مین پڑکر صوبہ داروں اور سرداروں ، فوجداروں اور دوسرے حکام سے سازوباز کرکے بادشاہ کی نمک حرامی اور نفس الامر کو بیان کرنے مین چشم پوشی کرتے ھیں ، جسکا نتیجہ یہ ہوتا ھے کہ ملک کی ویرانی ، معاملات کی خرابی فساد کی آگ زیادہ سے زیادہ بڑھنے اور بھڑکنے لگتی ھے ، نیز راستے بند ہوجاتے ھیں اور تاجر و مسافر لوٹ لئے جاتے ھیں ۔

اگر کوئی بیمار ھوجاتا ھے تو اسے دیکھ کر طبیب کہتا ھے کہ صفرا بڑھ گیا ، اور معدہ میں غلاظت ھوگئی ھے ، نیز وہ جلاب اور معجون تجویز کرتا ھے ، جراح کہتا ھے کہ اس کا خون فاسد ھوگیا ھے ، اگر فلاں رگ نہ کھولی گئی تو مرض اور بڑھ جائیگا ۔ جادوگر کہتا ھے معلوم ھوتا ھے کہ کسی جن یا پری کا سایہ پڑگیا ھے اور وہ تعویذ دیتا ھے ۔ منجم کہتا ھے کوئی نحس ستارہ اسکے پیچھے پڑگیا ھے ۔ پھر مسلمانوں کو مخاطب کرکے کہتے ھیں اے مسلمانو شرم کرو ، تم لوگ کب تک اپنے بھائیوں کو ستاتے رھوگے :

تا کی آزاری مسلمان اے مسلمان شرم دار
بودہ ای یک قطرہ آب و پس شوی یک مشت خاک

نیز فرماتے ھیں کہ اب ایسا زمانہ آگیا ھے کہ حرام حلال پر ھنس رھا ھے ، جہل علم پر فوقیت چاھتا اور حماقت عقل پر فضیلت طلب کررھی ھے ۔

پھر اپنے تلخ تجربات کی بنا پر کہتے ھیں کہ میں سن تمیز اور حد بلوغ سے برابر وفادار اور غمگسار دوست کی تلاش میں تھا ، مگر دیکھا کہ

AsliAhleSunnet.com

تمام کے تمام لوگ صرف آزار پہونچانے کے در پے اور جامہ و دستار اور درھم و دینار کے طالب ھیں. جس کسی پر میں نے احسان کیا اسنے مجھے رلایا، جس کے ساتھ وفاداری کی، اس نے ظلم کیا، جس کے لئے دعائیں دیں، اس نے دغا کیا، جس کسی کو سلام کیا اس نے اس کے عوض میں گالیاں سنائیں، مگر مجبوراً رسمی دوستوں سے تعلقات پیدا کرنے پڑے اور لطف ومدارا سے کام لینا پڑا. کیا کیا جائے لوگوں سے راہ و رسم رکھنی ھی پڑتی ھے.

آگے چل کر کہتے کہ حسد، بد سگالی، بے ھمتی، دھوکا، بیوفائی، نمک حرامی اور دوسری برائیوں میں تمام دنیا کے لوگ ایک ھی طرح ھیں اور ان میں کوئی فرق نہیں ھے. جس کسی نے یہ قطعہ کہا تھا:

اگر قحط الرجال افتد بعالم انس کم گیری

اگر آج ھوتا تو اپنے کہے پر پشیمان ھوتا، اسلئے کہ آج تو یہ مصرعہ صادق آتا ھے:

لعنت بہ نیکاں، بدان راچہ گویم ؟

اور سبھی غدار، کینہ پرور اور حیلہ گر ھیں. آج صرف اسلام اور ایمان کا نام رہ گیا ھے، نیز تمام دنیا دجال کے لشکر کے نیچے دبی ھوئی ھے. پتہ نہیں اب بھی إمام مہدی کا ظہور کیوں نہیں ھوتا کہ وہ آئے اور لوگوں میں دین محمدی کا رواج ھوتا، آج کتنے راز ھیں جو دل کے اندر چھپے ھوئے ھوتے ھیں، جن کے فاش ھونے کے ڈر سے زبان پر نہیں لایا جاتا.

آج بے شمار لوگ ایسے دکھائی دیتے ھیں، جن میں کوئی ذاتی کمال نہیں ھے، صرف رسم و رواج کے پابند اور صورت پرست ھیں. نسب کو

AsliAhleSunnet.com

حسب پر ترجیح دیتے ہیں . پھر منیر لاہوری کا قول نقل کرتے ہیں کہ ایرانی و تورانی ، سید و انصاری ہونے سے عزت نہیں بڑھتی ہے . اگر تنبولی استنبول سے بھی آئے گا تو اسکے پان کی قیمت وہی رہے گی . حضرت آدم و نوح علیہما السلام کے بیٹوں کو ان کے آبا کی خدا پرستی سے کیا فائدہ ملا اور حضرت ابراہیم کو ان کی بت پرستی سے کیا نقصان پہونچا ؟

مقدمہ کے بعد ، پہلا باب انسان کے اجناس فضائل اور مکارم اخلاق کے بیان میں ہے . دوسرا باب مجرموں اور خطا کاروں کی تہدید سے متعلق ہے اس باب میں انہوں نے ملا معین الدین ، صاحب معراج النبوت ، سے استفادہ کیا ہے . یہ ملا معین وہی ہیں ، جن کا دیوان غلطی سے بندہ نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی طرف منسوب کر دیا گیا اور ان کے نام سے شائع ہوا ہے .

پروفیسر غنی کو اصرار تھا کہ ہندوستانی فارسی ، ایرانی فارسی سے بہتر ہے ، جسکا براؤن نے مذاق اڑایا ہے اور صحیح بھی ہے . نیز غنی صاحب نے اپنی کتاب Pre Mughal Persian in Hindustan میں اپنی ہی مثال مین مطبوعہ دیوان خواجہ معین الدین چشتی سے بہت سی غزلیں دی ہیں اور ثابت کرنا چاہا ہے کہ ہمارے ملک کی فارسی زبان و ادب ایرانیوں کی فارسی نثر و نظم سے برتر ہے . مگر پروفیسر حافظ محمود شیرانی اور ان کے شاگرد پروفیسر ابراہیم ڈار صاحب نے ثابت کردیا ہے کہ یہ دیوان خواجہ معین الدین چشتی کا نہیں بلکہ مولانا معین ہروی کا ہے ، اسلئے غنی صاحب کی اتنی محنت اور کئی صفحوں کی مثالیں بالکل بیکار ہوجاتی ہیں .

بہرحال اسمیں بھی پرانے ادوار کا ذکر کرکے اپنے زمانہ پر روتے ہیں اور

AsliAhleSunnet.com

کہتے ہیں کہ لوگ حرام کھانے پینے اور بدخوئی کے اتنے عادی ہوگئے ہیں کہ اگر بادل سے آگ برسے تو کوئی تعجب کی بات نہ ہوگی. پیغمبر صلی اللہ علیہ و سلم تو دین کا تھوڑا سا بھی نقصان نہیں ہونے دیتے تھے، جبکہ آجکل ہواپرست لوگ اسلام کو ریشم کے کپڑوں، سنہری انگوٹھیوں، عمدہ گھوڑوں اور غلاموں میں تلاش کرتے، نیز اپنا نام شمس الدین، نور الدین، نجم الدین اور سراج الدین رکھتے ہیں.

تیسرے باب میں دوست و دشمن کا ذکر کیا گیا ہے. اس باب میں ایک جگہ پہلے تو کسی حکیم کا قول نقل کیا ہے کہ سچا دوست دوسری روح اور تیسری آنکھ ہوتا ہے، مگر پھر خود ہی کہتے کہ ایسا دوست دوسری روح اور تیسری آنکھ کی طرح نایاب بھی ہوگیا ہے.

چوتھے باب میں معاملات کے انتظام، حکما و عقلا کی نصیحتیں اور خاموشی کے فوائد بیان کئے گئے ہیں. نیز اسی باب میں بادشاہ زادہ والاجاہ سلطان محمد اعظم شاہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ تین قسم کے نوکروں کو ہمیشہ خوش رکھنا چاہئے، لیکن اگر وہ کبھی آزاد ہوجائیں، تو پھر اُن پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے، ان میں سے ایک باورچی دوسرے حجام، تیسرے وہ ملازم جو ہر طرح سے محرم اور مقرب ہوں.

پانچویں باب میں متفرق کلمات، نکتے اور لطیفے نیز امیر المؤمنین حضرت علی کے کلمات جمع کردئے گئے ہیں. اس میں ایک جگہ ذکر کیا گیا ہے کہ عمر شیخ ولد میر انشاہ ابن تیمور صاحبقراں کا جو فیروز کوہ وغیرہ کا بادشاہ تھا، شاہرخ صاحبقراں سے جھگڑا ہوگیا. اس جنگ سے پہلے وہ ۸۰۹ ہجری (۱۴۰۶-۷ عیسوی) میں حضرت شیخ محی الدین عربی

AsliAhleSunnet.com

طوسی کے پاس دعا کیلئے گیا، مگر آپ نے انکار کر دیا. اسی طرح سلطان محمود غزنوی سومنات پر حملے کے وقت امام مقری کی زیارت کو گیا جو اپنے زمانہ میں قطب اولیا تھے آپ نے فرمایا کہ تمہارے پاس سترہ سو ہاتھی، پانچ ہزار فرسنگ آباد ولایت اور ایک لاکھ فوج ہے، پھر بھی تم لالچ میں پڑکر میرے ایسے فقیر کے پاس آکر نعلین کے پاس کھڑے ہو، جبکہ خدا نے میرے جیسے پابرہنہ اور پھٹے ہوئے کمبل والے کو قناعت کی سلطنت عطا کی ہے.

شیخ حامد کولوی کو سلمہ لکھا. نیز ان کی تعریف کی ہے، نیز بتلایا ہے کہ آج سالوں ہوگئے کہ وہ اپنے حجرہ سے باہر نہیں آتے ہیں. مؤلف منتخب نے بار بار ان کے پاس جاکر قدم بوسی کی سعادت حاصل کی تھی.

خان اعظم عزیز مرزا کوکلتاش اکبر بادشاہ کا ایک لطیفہ بیان کیا گیا ہے کہ دولتمند آدمی کو عراقی، خراسانی، ہندوستانی اور ماوراء النہری چار طرح کی بیویاں رکھنی چاہئے. عراقی بیوی مصاحبت کے لئے، خراسانی بیوی گھر کا انتظام کرنے کے لئے، ہندی بیوی زنا شوئی اور ماوراء النہری طلاق کے لئے. دوسرا لطیفہ شیخ زین الدین خرافی کے پوتے شیخ زین صدر سے متعلق ہے جو بڑے فاضل اور بابر اور ہمایوں کے امرا میں سے تھے. جب وہ انتیس ۳۸ سال کے تھے تو کسی نے ان سے عمر پوچھی، انہوں نے جواب دیا کہ اس سے قبل پانچ سال تک وہ چالیس کے تھے، آج بھی چالیس کے ہیں نیز اسکے دو سال بعد چالیس کے ہونگے.

اس رسالے کو ختم کرتے ہوئے مؤلف کہتے ہیں کہ یہ نسخہ انہوں

AsliAhleSunnet.com

نے کسی شہرت و رواج کے لئے نہیں، بلکہ اپنے تہذیب و تنبیہ نفس کے لئے لکھا تھا۔ نیز بتلایا ہے کہ انکے آباء واجداد اور بھائی باکمال اور علوم دین کے ماہر تھے، لیکن ان کا ذکر نہیں کیا اسلئے کہ لوگ یہی کہیں گے کہ دوسروں کا ذکر کرکے فخر کرتا ہے۔

آخر میں یہ رسالہ اس قطعہ پر ختم ہوتا ہے:

رسالہ ز حافظ محمد سعید　　شد آخر ز توفیق پروردگار
بخوبی و رنگینی و دلکشی　　رقم گشت برصفحۂ روزگار

صاحب منتخب نے اس کتاب کی تیاری میں خاص طور سے اخلاق ناصری سے استفادہ کیا ہے، مگر اخلاق جلالی اور محسنی کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ نیز انھوں نے بیشمار کتابوں اور علما و حکما کا ذکر کیا ہے۔ کتابوں میں زہرۃ الریاض، روضۃ الأحباب، کشف الاسرار، حیات الحیوان تفیف أبو الفتح بستی، قابوسنامہ، لباب الألباب، منشأت منشی چندربھان برھمن وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

بعض بزرگوں کے مختصر حالات زندگی اور سال وفات وغیرہ بھی بیان کئے گئے ہیں۔ مثلا ابو الفتح بستی کے متعلق لکھا ہے کہ انھوں نے ۴۰۰ھ (۱۰-۱۰۰۹ء) میں انتقال کیا۔

خواجہ نظام الملک وزیر ملکشاہ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بیحد کریم اور بلند ہمت نیز فاضل، عالم اور صاحب سخن تھے، بغداد میں مدرسہ نظامیہ ان کی بنوائی ہوئی عمارتوں میں سے ہے۔ ۴۸۵ ہجری (۳-۱۰۹۲ء) میں ۱۲/ رمضان کو شہید ہوئے، ان کے صاحبزادے فخر الملک نے جو سلطان محمد بن ملکشاہ کے وزیر تھے، حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کو

AsliAhleSunnet.com

اس مدرسہ میں پڑھانے کی دعوت دی تھی، لیکن انھوں نے بعض رکاوٹوں کی وجہ سے اسے قبول نہیں کیا۔ خواجہ نظام الملک نے اپنے فرزند کو نصیحتوں سے پر جو خطوط لکھے تھے، اور جو پرانی قسم کی فارسی میں تھے، ان کا ایک خلاصہ تھوڑی سی تبدیلی عبارت کیساتھ اس کتاب میں درج کیا گیا ھے۔

اسی طرح سے مؤلف نے خواجہ رشید الدین وزیر غازان و خدا بندہ اور مؤلف تاریخ رشیدی کے متعلق لکھا ھے کہ وہ طرح طرح کے علوم میں صاحب کمال تھے، نیز ان کی بہت سی تصنیفیں ھیں۔ سلطان ابو سعید کے زمانہ میں خواجہ علی شاہ باقی کی سازشوں سے شہید ہوئے۔ نیز انھوں نے قتل کے وقت خواجہ علیشاہ کو لکھا تھا کہ تم بغیر کسی گناہ کے مجھے قتل کروا رھے ھو، لیکن زمانہ تم سے یہ کینہ ضرور نکالے گا، فرق صرف اتنا ھوگا کہ میری قبر پرانی اور تمھاری نئی ھوگی۔ «طاب ثراہ» سے انکی تاریخ شہادت نکلتی ھے۔ انھوں نے بھی اپنے صاحبزادے کو خطوط لکھے تھے جو نصیحتوں اور دانش سے پر تھے، لیکن چونکہ عبارتیں طولانی اور احادیث اور عربی فارسی اشعار سے پر تھیں، اسلئے ان میں تھوڑا بہت تصرف اور منتخب کرکے اس کتاب میں شامل کئے گئے ھیں۔

ابو بکر بن طاھر ابہری حضرت شبلی کے ساتھیوں میں سے تھے، تین سو تیس ۳۳۰ھ (۴۲-۹۴۱ء) میں انتقال کیا، عبد اللہ بن مبارک کا قول نقل کرتے وقت کہا ھے کہ ان کو امام الاسلام کہتے تھے۔ ابو سلیمان عبد الرحیم دارانی کو یگانۂ وقت بتلاتے ہوئے کہا ھے کہ لوگ انھیں ریحان القلوب کہتے تھے۔

AsliAhleSunnet.com

اس کتاب میں جن بیشمار انبیاء، اولیا، علما، حکما، صوفیہ اور بادشاہوں کا ذکر ملتا ہے یا جن کے اقوال نقل کئے گئے ہیں ان کی ایک ناقص فہرست یہاں دی جارہی ہے:

حضرت نوح، حضرت موسی، حضرت داؤد، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت فاطمہ زہرا، حضرت عائشہ، امام موسی رضا، افلاطون، ارسطو، لقمان، بقراط، بطلیموس، جمشید، کیومرث، بزرجمہر، کیقباد، اسکندر، ذو القرنین، آرد شیر بابک، بہمن، خسرو پرویز، نوشیرواں، امیر تیمور صاحبقران، سلطان محمود خدا بندہ، ہشام ابن عبد الملک، حجاج، مولانا معین الدین، مولانا حسن علی خراس، یحیی معاذ رازی، شیخ محمود شبستری صاحب گلشن راز، امام قشیری، ابو حفص حداد، مولانا روم، بخشی، شیخ الرئیس بو علی سینا، ابو حازم مکی، سید جلال بخاری، ابن عباس، ابن مالک، ، ابو ہریرہ عطای سلمی، شیخ شبلی، شیخ زین العارفین خوافی، منصور حلاج، شیخ عبد اللہ انصاری، علامہ روح اللہ، نسائی، خرقانی، محمد سماک، حسن بصری، مالک دینار، عبد الواسع، ذو النون، ابراهیم ادہم، جعفر بن محمد، رابعہ، خواجہ معین الدین چشتی، ثعلبی، شیخ محمد علی تبریزی، ادریس بن سرو بن قتبان، شیخ ابو الحسن، دیو جانس کلبی، شیخ بہروز باقلی، شقیق بلخی، اصمعی، سعید خبیر، شیخ ابو الحسن خرقانی، ابو یعقوب طوسی، حضرت سفیان ثوری، حکیم تقی الدین، ابو عبد اللہ مختار، علی سہیل اصفہانی، معروف کرخی، یحیی خالد برمکی وزیر ہارون رشید، ابو الفتح بستی، ابو سعید ابو الخیر، فضل عیاض، بایزید بسطامی،

AsliAhleSunnet.com

فرید الدین عطار ، شیخ عبد القادر بدایونی ، ابو الفضل ، علامی افضل خان وزیر صاحبقران ثانی ، حضرت شاہ عزیز اللہ ، شیخ حامد کولوی ۔

بزرگوں اور علماء حکماء کے اقوال کے علاوہ مؤلف نے اپنے معاصرین اور دوستوں سے بھی استفادہ کیا نیز جگہ جگہ اپنے نقطۂ نظر کو پیش کیا ہے ۔

حافظ سعید شاعر بھی تھے ، اسلئے کہ ایک جگہ وہ کہتے ہیں : مؤلف این تالیف گوید :

فرد

مشکل دوستی نمودم حل — تف برین نام ورحساب جمل

درسرو . . . گردن عنقا — دوستی را نیافتم یک جا

چون بہ . . تلاش کرد خرد — لیس از . . . . شد پیدا

منتخب کی عبارت مسجع اور مقفی ہے ، نیز زبان و بیان کے لحاظ سے سبک ہندی سے پر ہے ۔

اس مضمون کو ختم کرتے ہوئے میں کہونگا کہ یہ کتاب دراصل ہماری گرتی ہوئی اخلاقی قدروں کا ایک مرثیہ ہے ، نیز ضرورت ہے کہ اسکے بعض حصے مع ترجمہ کے شائع کئے جائیں ۔

(پرفیسر سید امیر حسن عابدی دھلی)

● ● ●

AsliAhleSunnet.com

علوم اسلامیہ اور ہندوستان
کے فارسی دانشور

اسلام کی تفسیر و ترویج میں عربی کے بعد سب سے زیادہ فارسی زبان نے خدمت انجام دی ہے، عربی زبان کی اوّلیت اور اولویت مسلم ہے کیونکہ وہ لسان اللہ اور لسان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، البتہ غیر عرب دنیا میں جن زبانوں نے اسلام کی خدمت کی ہے، ان میں کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے فارسی زبان سب پر مقدم ہے اور فارسی زبان میں اسلامی ادب کا جو شاندار ذخیرہ ہے اسپر مسلمان بجا طور پر فخر کرسکتے ہیں.

فارسی ادب کا باقاعدہ مدون آغاز تیسری صدی ہجری سے ہوتا ہے جب طاہری (۲۰۸ - ۲۵۹ ھ) اور صفاری (۲۵۷ - ۲۹۸ ھ) خاندان نے خلافت عباسیہ سے تقریباً الگ اور مستقل ہوکر مشرقی ایران میں اپنی حکومت قائم کی. لیکن اس دور کی کوئی مکمل فارسی تصنیف ہم تک نہیں پہونچی ہے. البتہ سامانی (۲۸۹ - ۳۸۹ ھ) حکومت کی تاسیس کے بعد نثر اور نظم دونوں میں مدون فارسی آثار ملتے ہیں. فارسی شاعری کا باوا آدم رودکی اسی دور کا شاعر ہے، اور فارسی نثر میں تاریخ طبری اور تفسیر طبری کے تراجم اسی دور میں ہوئے، یہ دونوں ترجمے سامانی فرمانروا ابو صالح منصور بن نوح (۳۵۰ - ۳۶۶ ھ) کے حکم سے انجام پائے اور خوش قسمتی سے دونوں فارسی آثار محفوظ ہیں اور شائع ہوچکے ہیں.

AsliAhleSunnet.com

تفسیر طبری کے ترجمہ نے فارسی ادب میں اسلامیات کی نہایت عمدہ مثال قائم کی اور بعد میں بہت سے علماء نے فارسی زبان میں قرآن کریم کے ترجمے کیئے عہد اورنگزیب میں ملا صفی الدین اردبیلی نے تفسیر طبری کا دوبارہ فارسی میں ترجمہ کیا، یہ ترجمہ شہزادی زیب النساء کی فرمائش پر اسکے بیت العلوم میں انجام پایا اور اسکا نام زیب التفاسیر رکھا گیا. یہ نکتہ قابل ذکر ہے کہ فارسی نثر کے جو ابتدائی مدون آثار ملتے ہیں ان میں متعدد آثار قرآن کریم کے فارسی تراجم پر مشتمل ہیں. یہ آثار فارسی نثر کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں، علاوہ ازیں ان تراجم نے غیر عرب دنیا تک اسلام کو پھیلانے میں جو خدمت انجام دی، اسکی اہمیت اظہر من الشمس ہے.

یہاں اس نکتہ کا ذکر بھی ضروری ہے کہ فارسی میں حمد ونعت کی جو عظیم الشان اور متنوع ذخیرہ ہے وہ اسلامی ادب میں خاص اہمیت کا حامل ہے، فارسی دانشوروں نے حمد ونعت میں ایسے نکات پیدا کیئے ہیں اور اسلوب وبیان کی ایسی جدتیں نکالی ہیں کہ ہر ادیب یا شاعر دوسرے پر فوقیت لے جاتا ہوا نظر آتا ہے، یہاں مثال کے طور پر شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی گلستاں سے حمد کا ٹکڑا پیش کیا جاتا ہے.

«منت خدائے را عز وجل کہ طاعتش موجب قربت است وبشکر اندرش مزید نعمت، ہر نفسیکہ فرو می رود مُمِدّ حیات است وچوں بر می آید مفرح ذات، پس در ہر نفسے دو نعمت موجود است وبر ہر نعمتے شکرے واجب».

از دست وزبان کہ بر آید کز عہدۂ شکرش بدر آید

﴿اعملوا آل داود شکرا وقلیل من عبادی الشکور﴾.

AsliAhleSunnet.com

حمد کے بعد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شروع ہوتی ہے یہاں شیخ سعدی نے نعت میں جو عربی شعر لکھا ہے وہ عربی ادب میں یقیناً کم نظیر ہے۔

بلغ العلی بکمالہ　　کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ　　صلوا علیہ وآلہ

ہر فارسی ادیب وشاعر کیلئے اسلامی علوم اور عربی زبان کا علم موجب افتخار تھا اور آج بھی ہے وہ اپنی تحریروں یا اشعار میں قرآنی آیات یا احادیث یا بزرگان دین کے اقوال نقل کرتے ہیں اور اسکو مایۂ فضیلت سمجھتے ہیں، حتی کہ فارسی کی غزلیہ شاعری میں بھی قرآن کریم کی آیات اور قصص قرآنی کی تلمیحات بکثرت موجود ہیں۔

حافظ شیرازی جن کی رندی مشہور عالم ہے اپنے حافظ قرآن ہونے پر فخر کرتے ہیں:

ندیدم خوشتراز شعر تو حافظ　　بقرآنی کہ تو در سینہ داری

ہندوستان میں فارسی کے آخری عظیم شاعر علامہ اقبال کو اسلامیات کا عظیم مفسر کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ علامہ اقبال نے اپنے فارسی اشعار کے ذریعہ روح اسلام کی جسطرح تعبیر فرمائی ہے وہ اسلامی شاعری میں بے نظیر ہے ساتویں صدی ہجری کے اوائل میں مسلمان فاتحین نے دھلی کو اپنا پایۂ تخت بنایا اور قلیل عرصے میں شمالی اور مرکزی ہندوستان کے اکثر علاقوں کو اپنے زیر نگیں کرلیا۔ ان مسلمان حکمرانوں کا سب سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ وہ علماء کرام کو بھی اپنے ساتھ لائے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ہندوستان کے مفتوحہ علاقوں میں بیشمار مدارس اور مکاتب کھل گئے۔ اور یہاں کے عام باشندے جو ابھی تک تعلیم کی نعمت

AsliAhleSunnet.com

(کیونکہ پاٹھ شالا میں ہر شخص تعلیم کا مجاز نہیں تھا)
سے محروم تھے
نہ صرف فارسی اور عربی زبان سے بہرہ ور ہوئے بلکہ اسلامی علوم سے بھی
فیضیاب ہوئے، سرزمین ہند میں اسلامی تبلیغ واشاعت انھی علماء کرام کے
ہاتھوں ہوئی. ان علماء میں وہ مشائخ کرام بھی شامل تھے جو کتاب وسنت
کی روشنی میں دین مبین اسلام اور حسن خلق کی تلقین فرماتے تھے.

ہندوستان میں تعلیم کی نشر واشاعت میں علماء کرام نے جو اہم رول
ادا کیا ہے اسکی صحیح معنوں میں تحقیق تجزیہ اور تحلیل کی ضرورت ہے،
تاکہ ہم ان اسلاف کی علمی خدمات سے روشناس ہوسکیں،

ہندوستان میں آنے والے مسلمان بڑی حد تک عربی زبان سے نا آشنا
تھے بعض نے مدارس میں عربی پڑھی تھی، اسکے مقابلہ میں فارسی تقریباً
انکی مادری زبان تھی، اسلیئے ہندوستان میں تعلیم کا آغاز فارسی زبان سے
ہوتاتھا اور پھر عربی کی تعلیم دیجاتی تھی. یہی وجہ ہے کہ رفتہ رفتہ علما نے
فارسی زبان میں اسلامی علوم پر تالیفات کا سلسلہ شروع کیا، آنے والے
ادوار میں یہ سلسلہ آگے بڑھتا رہا، یہاںتک کہ ساتویں صدی ہجری سے
آج تک ہندوستان میں فارسی زبان کے اندر اسلامی علوم پر جو کتابیں
لکھی گئیں ہیں انکا اگر تحقیقی جائزہ لیاجائے تو فارسی کے اسلامی ادب
کا ایک وقیع اور اہم ذخیرہ ہمارے سامنے آئیگا. لکن بدقسمتی سے فارسی
کے بیشتر دانشوروں نے فارسی ادبیات کو انشاء اور شاعری تک محدود
رکھا اور دوسری اصناف کی طرف کم توجہ دی. یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ
ہندوستان میں علماء کرام کے تذکرے بہت کم لکھے گئے، کم از کم
فارسی میں انکی تعداد انگشت شمار بھی نہیں ہے، عہد اورنگزیب کے امیر

AsliAhleSunnet.com

بختاور خان نے مرآۃ العالم کے نام سے ایک عمومی تاریخ لکھی تھی اسکی آخری جلد میں مشایخ اور علماء کا تذکرہ ھے اس فصل میں جن علماء کے تراجم دئے گئے ھیں وہ بیشتر عہد اورنگزیب سے متعلق ھیں ، اس لحاظ سے یہ تذکرہ بہت اھم ھے. علاوہ ازیں مختلف ادوار میں جو تاریخی کتابیں لکھی گئیں ھیں ان میں بھی ضمنی طور پر علماء کرام کا تذکرہ ھے. ان سب مواد کو جمع کیا جائے اور انہیں جدید تحقیق کے اصول کے مطابق مرتب کیا جائے تو ھندوستان میں علوم اسلامیہ کے ارتقاء میں مسلمانوں نے جو خدمات انجام دی ھیں اسکی صحیح تصویر سامنے آسکے گی. کیونکہ اسطرح نہ صرف علماء کرام کے تراجم محفوظ ھوجائینگے بلکہ انکی جملہ تالیفات کا ریکارڈ بھی محفوظ ھوجائیگا.

ھندوستان کے فارسی اور عربی ادب میں اسلامیات کا جو وقیع ذخیرہ ھے اسکی ایک جامع اور مشروح فہرست تیار کرنا آج کی سب سے بڑی ضرورت ھے. فارسی اور عربی کے ھزاروں قلمی نسخے دستبرد زمانہ کی نذر ھورھے ھیں ، کیا ھی عمدہ ھو کہ جامعہ سلفیہ اس سلسلے میں مثبت قدم اٹھائے اور اپنے چند فاضل اساتذہ اور طلبہ کی مدد سے یہ اھم کام انجام دے تا کہ ھندوستان میں اسلامی علوم کا جو ذخیرہ مدون ھوا ھے اسکی ایک فہرست مرتب ھوجائے.

آنے والے ادوار میں اس فہرست کی وقعت حاجی خلیفہ کی کشف الظنون سے کم نہیں ھوگی.

فارسی میں ایسے متعدد آثار ھیں جن کے عربی ترجمے سے دنیائے عرب کو استفادہ کا موقعہ ملیگا. خصوصا علماء اور مشایخ کے تراجم ، اخلاقیات ،

AsliAhleSunnet.com

عرفانیات، تاریخ وغیرہ میں فارسی دانشوروں نے بہت اہم خدمت انجام دی ہیں، مثال کے طور پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف «انفاس العارفین» جو انکے والد بزرگوار شاہ عبد الرحیم کے حالات پر مشتمل ہے، بہت اہم کتاب ہے، شاہ صاحب فتاوای عالمگیری کے مؤلفین میں تھے ایک کچھ عرصہ بعد اورنگزیب نے انہیں اس عہدہ سے ہٹادیا تھا، تعجب نہیں کہ اسکی وجہ شاہ صاحب کا فقہ حنفی کے سلسلہ میں مخصوص عقیدہ ہو، بہرحال اس کتاب کے عربی ترجمے سے دنیاے اسلام کی ایک ایسی شخصیت جہاں عرب سے متعارف ہوگی جسکے خاندان نے ہندوستانی مسلمانوں کے دور زوال میں قرآن وحدیث کی شمع کو روشن رکھی. ایسی اور بہت سی کتب ہیں جن کو عربی میں ترجمہ کرکے ہم ہندوستانی مسلمانوں کی خدمت اسلام سے عرب دنیا کو روشن کراسکتے ہیں؟

(پروفیسر نور الحسن انصاری)
دانشگاہ دھلی، دھلی

AsliAhleSunnet.com

فقهی ادب کی ترویج و اشاعت میں
ہندوستانی علماء کا حصہ

ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کا سلسلہ تو اسلام کی ابتدائی صدیوں ہی سے شروع ہوگیا تھا، تجارت پیشہ جنوب کی طرف سے آئے تو مجاہدین محمد ابن قاسم کی سرکردگی میں شمال مغرب کی طرف سے داخل ہوئے. کچھ دنوں کی آمد رفت کے بعد چھٹی صدی ہجری (۱۱۹۸ ء) میں دہلی پر شہاب الدین غوری کا قبضہ ہوا.

غوریوں کی آمد کو ہم برصغیر کی تاریخ میں ایک اہم موڑ اسوجہ سے قرار دے سکتے ہیں کہ اسی کے ساتھ ساتھ باہر کے مسلمانوں نے ہندوستان کو اپنا وطن بنانے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنا شروع کردیا — اب خواہ وہ غوری رہے ہوں یا خلجی، لودی رہے ہوں یا مغل، سب نے برصغیر کو اپنا وطن سمجھا اور یہ سوچ کر یہاں بسے کہ یہی ان کا وطن ہے اور یہیں انہیں جینا اور مرنا ہے. یہ درست ہے کہ عالمی اسلامی برادری کے ممبر ہونے کی حیثیت سے انہوں نے اپنا رشتہ آفاقی اسلامی دنیا سے کبھی نہیں توڑا. لیکن اس بات کے بھی شواہد موجود ہیں کہ انہوں نے ہر میدان مین اپنی انفرادیت کو باقی رکھنے اور دوسروں سے منوانے

AsliAhleSunnet.com

کی پوری کوشش کی، خواہ وہ میدان تعمیر کا رہا ہو یا تہذیب کا، تعلیم کا رہا ہو یا تبلیغ کا۔

شہاب الدین غوری کی تخت نشینی سے ہندوستان میں «دور سلطنت» کی ابتدا ہوتی ہے۔ ظاہر ہے بغیر قاعدہ قانون کے کوئی بھی سلطنت بہت دنوں تک نہیں چل سکتی (۱۱۹۸ء) سے لیکر (۱۸۵۷ء) تک، جب انگریزوں نے آخری مسلمان بادشاہ کو تخت سلطنت سے بے دخل کیا، ہندوستانی حکومت خواہ وہ سلاطین کی رہی ہو خواہ مغلوں کی، اسلامی شریعت کو اصولی طور پر سرکاری قانون کی حیثیت سے تسلیم کرتی رہی۔ اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ فقہ اسلامی کا دور دورہ اگر ایک طرف قاضیوں اور شیوخ الاسلام کی عدالتوں میں رہا تو دوسری طرف اسکی گونج مدارس و مکاتب میں سنائی دیتی رہی۔

برصغیر میں جتنے فقہاء گزرے ہیں اور فقہ و اصول فقہ پر انہوں نے جو کچھ کام کیا ہے صرف اسکی سرسری فہرست بھی اگر کوئی گنوانے بیٹھے تو اسکے لئے ایک مجلس کافی نہ ہوگی۔ جہاں تک تصنیفات کا تعلق ہے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس میدان میں «فتاوی تاتار خانیہ» کو اولیت کا درجہ حاصل ہے۔

تاتار خاں، سلطان غیاث الدین تغلق (تاج پوشی ۱۳۲۰ء) کے دربار کا ایک عالم و فاضل امیر تھا۔ اسکے ایک ہم عصر عالم، عالم بن علا دہلوی نے اسکے فیصلوں اور فتووں کو کتابی شکل میں مختلف ابواب کے تحت فتاوی تاتار خانیہ کے نام سے دو جلدوں میں مرتب کیا تھا جو ایک زمانہ تک عمال حکومت کیلئے ایک راہ نما کتاب کا کام دیتی رہی۔

AsliAhleSunnet.com

(موجودہ زمانہ میں یہ کتاب تقریبا ناپید ہوچکی تھی ، اسکا ایک نیا تحقیقی اڈیشن کئی جلدوں میں مولانا قاضی سجاد حسین وزارت تعلیم و ثقافت حکومت ہند کی مالی امداد سے شائع کررہے ہیں) .

بہرحال انفرادی تصنیفات سے قطع نظر ریاست کے اہتمام میں فقہ کے جو مجموعے ہندوستان میں مرتب ہوئے ان میں تاریخی اعتبار سے دوسری لیکن کیفیت کے اعتبار سے اہم ترین کتاب فتاوی عالمگیری ہے جسے فتاوی ہندیہ بھی کہا جاتا ہے . یہ کتاب اورنگ زیب عالمگیر (تاج پوشی ۱۶۵۷ ء) کے عہد حکومت میں فرمان سلطانی کے تحت علماء کے ایک بورڈ کی نگرانی میں مرتب کی گئی تھی . یہ وہ دور تھا جب تقریبا پورا ہندستان اسلامی حکومت کے زیر نگیں تھا اور شہر و قصبات ہر جگہ قاضیوں کی عدالتیں قائم تھیں ان کی سہولت کے لئے اورنگ زیب نے یہ کتاب خاص طور سے مرتب کروائی تھی . ہندوستان کے فقہی ادب کے ذخیرہ میں فتاوی عالمگیری کو ہمیشہ نمایاں حیثیت حاصل رہی ہے . (اس صدی کے شروع میں مولوی سید امیر علی نے اسکا اردو ترجمہ نولکشور پریس سے شائع کرایا تھا فتاوی عالمگیری کو مرتب کرنے میں جن علماء کا ہاتھ رہا ہے انکے بارے میں ایک تفصیلی مضمون مولانا مجیب اللہ ندوی کے قلم سے « فتاوی عالمگیری اور اسکے مرتبین » کے عنوان سے آج سے تقریباً ۴۰ برس قبل رسالہ معارف اعظم گڑھ میں قسطوار شائع ہوچکا ہے) .

فتاوی تاتار خانیہ اور فتاوی عالمگیری فقہی ادب کے دو ایسے مجموعے ہیں جن کی تالیف کا سہرا کسی نہ کسی طور حکومت کے سر بندھتا ہے . لیکن جہاں تک انفرادی تصنیفات کا تعلق ہے ان کے بارے میں پورے یقین

AsliAhleSunnet.com

کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اسلامی ہند کی تاریخ میں کوئی صدی ایسی نہیں گزری ہے جب فقہ کی کسی نہ کسی صنف پر کام نہ کیا گیا ہو۔

اس دور کی دیگر تصنیفات میں: فوائد فیروز شاہی، فتاوی ابراہیم شاہیہ اور فتاری حمادیہ بھی قابل ذکر ہیں۔

مذکورہ بالا کتابیں اس دور کی پیداوار ہیں جب عدالتوں میں اسلامی شریعت کا سکہ چلتا تھا اس لئے قضاۃ اہم فقہاء کی رایوں کو مجموعوں کی شکل میں اپنی سہولت کی خاطر خود یا دوسرے علماء سے مرتب کروایا کرتے تھے پھر وہ وقت بھی آیا جب عدالتوں کے علاوہ مدارس میں بھی اس فن کا بول بالا ہوا کیونکہ یہیں سے حکومتوں کو قضاۃ اور مفتی مل سکتے تھے مدرسوں میں جو کتابیں لکھی گئیں وہ عام طور سے طلبہ کی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئیں تھیں۔ یہ کتابیں عموماً متداول کتابوں کی یا تو شرح ہوتی تھیں یا حاشئے۔ اس قسم کے حاشیوں اور شرحوں کی فہرست بہت طویل ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم صرف دو مشہور فقہی کتابوں ہدایہ اور شرح وقایہ کو لے لیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ ہدایہ پر تقریبا ۱۵ ہندوستانی علماء نے اپنے حاشئے چڑھائے ہیں اور شرح وقایہ کو ۱۸ علماء نے اپنے حاشیوں سے مزین کیا ہے۔

درسی کتابوں کے علاوہ متعین موضوعات مثلا رویت ہلال، اصول سماع، حرمت غنا و مزامیر، صلاۃ جمعہ، حلال و حرام جانوروں کی فہرست مہر و جہیز وغیرہ پر بھی ہندوستانی علماء نے بے شمار فقہی مجموعے مرتب کئے تھے، جن کی فہرست دینا ممکن نہیں ہے۔ (تفصیلات کیلئے مولانا عبد الحی الحسنی کی عربی کتاب الثقافة الاسلامية فی الهندية، مولانا أبو العرفان

AsliAhleSunnet.com

ندوی کے قلم سے اسکا اردو ترجمہ « اسلامی علوم و فنون ہندوستان میں » ملاحظہ ہو) .

گیارھویں صدی ہجری (۱۷ ویں صدی عیسوی) میں ہندوستان کے مشہور عالم ملا محب اللہ بہاری (وفات ۱۶۳۶ ء) نے اصول فقہ میں ایک درسی کتاب « مسلم الثبوت » کے نام سے لکھی تھی جو اپنے مطالب کے لحاظ سے خاصی مشکل کتاب سمجھی جاتی ہے . اسکی کئی شرحیں لکھی گئی ہیں . مولانا عبد الحئی نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں آٹھ شرحوں کا ذکر کیا ہے .

نویں صدی ہجری (۱۵ ویں صدی عیسوی) کے مولانا ابو البرکات حافظ الدین نسفی کی اصول کتاب میں مشہور کتاب « المنار » کی بھی کم از کم تو ہندوستانی عالموں نے شرحیں لکھی ہیں . شیخ احمد امیٹھوی معروف بہ ملا جیون (وفات ۱۱۳۰ ھ) نے اسکی شرح نور الأنوار کے نام سے لکھی جو آج بھی مدارس میں رائج ہے . اسکے علاوہ ملا نظام الدین نے « الصبح الصادق » کے نام سے المنار کی شرح لکھی . ملا صاحب نے علامہ ابن ہمام کی « تحریر الأصول » کی بھی شرح لکھی ہے .

شاہ ولی اللہ کثیر التصانیف عالم تھے . حدیث ، تفسیر ، فقہ ، کلام غرضیکہ علم کا کوئی بھی ایسا میدان نہیں ہے جس میں انکے قلم نے جوہر نہ دکھائے ہوں . انہوں نے اجتہاد و تقلید کے موضوع پر بھی ایک معرکۃ الآرا کتاب « عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید » کے نام سے لکھی ہے . ویسے تو صرف اجتہاد و تقلید کے موضوع پر حکیم عبد الحی کی مذکورہ بالا کتاب میں ۳۷ کتابوں کے نام دیکھے جا سکتے ہیں لیکن یہ واقعہ ہے کہ

AsliAhleSunnet.com

اجتہاد کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والا کوئی بھی عالم شاہ صاحب کی عقد الجید سے صرف نظر نہیں کرسکتا۔

علم الفرائض پر لکھی جانے والی کتابیں عام مطالعہ کے لئے نہیں ہوتیں یہ خاصا پیچیدہ فن ہے جسمیں علم شریعت کے ساتھ ساتھ علم ریاضی کی بھی خاصی واقفیت ضروری ہوتی ہے۔ عام لوگوں کو علم الفرائض پر کتابیں پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی اسکے باوجود، اس صنف میں بھی علمائے ہند نے خاصا وقیع ذخیرہ چھوڑا ہے۔ اس موضوع پر عربی، فارسی اور اردو کی منثور اور منظوم کتابوں اور رسالوں کی تعداد مولانا عبد الحی کی فہرست کے مطابق ایک کم چالیس ہے۔

-(۲)-

جب ہم برصغیر کے فقہی میدان میں خدمات کا جائزہ لینے ہوئے انیسویں صدی میں داخل ہوتے ہیں جسوقت ہندوستان سے مسلم حکومت عملا ختم ہوچکی ہوتی ہے تو ہم ایک نئی صورت حال سے دو چار ہوتے ہیں۔ اسوقت تک اسلامی نظام قضا کے قائم ہونے کی وجہ سے انفرادی طور پر کسی شخص کو مفتیوں کے پاس جانے کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ ہر قسم کے مسائل کا فیصلہ عدالتوں کے ذریعہ ہوجاتا تھا۔ انیسویں صدی سے ایسٹ انڈیا کمپنی کی عدالتیں جگہ جگہ قائم ہونے لگیں، اگرچہ کمپنی نے بہت دنوں تک التزاماً مفتیوں کو باقاعدہ ملازم رکھا تاکہ وہ دائرۂ شریعت میں آنے والے مسائل میں کمپنی کے ججوں کی رہنمائی کرسکیں تاہم ایسا نظر آتا ہے کہ اس زمانہ کے مسلمان اس تبدیلی کی وجہ سے شرعی مسائل میں رہنمائی کی خاطر التزاماً ایسے علماء کی طرف رجوع کرنے لگے تھے جو

AsliAhleSunnet.com

کمپنی کے ملازم نہ تھے. اس رجحان سے ایک علمی فائدہ یہ ہوا کہ لوگوں نے اپنی سہولت کی خاطر اپنے پسندیدہ آزاد علماء کے جوابات کو مجموعوں کی شکل میں مرتب کرنے کی داغ بیل ڈالی. میرے اس خیال کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اگر ہم ابتدائی انیسویں صدی کے دو ایسے عالموں کو لیں جن میں سے ایک کمپنی کا ملازم ہو اور دوسرا نہ ہو تو ہمیں اس غیر ملازم عالم کے فتووں کا مجموعہ اکثر و بیشتر حالات میں دستیاب ہوجائے گا لیکن ملازم عالم کا کوئی مجموعہ ملنا تقریباً ناممکن ہوگا. مثلا شاہ عبد العزیز (وفات ۱۸۲۹ ء) اور مولانا فضل امام خیرآبادی (وفات ۱۸۲۹ ء) صدر الصدور ایسٹ انڈیا کمپنی ہم عصر اور ہم شہر ہیں، جہاں تک علمیت کا سوال ہے مولانا فضل امام کو شاہ صاحب کے کم درجے پر نہیں رکھا جاسکتا لیکن آج ہمارے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے جس سے ہم یہ بتا سکیں کہ دہلی کے لوگ مولانا فضل امام سے بھی فتوے حاصل کرتے تھے جبکہ شاہ صاحب کے فتاوی دو جلدوں میں شائع ہوچکے ہیں. اور کہا یہ جاتا ہے کہ شاہ صاحب نے جتنے فتوے دئے تھے وہ سب کے سب ان دونوں جلدوں میں نہیں آسکے ہیں.

اس نئے دور کا سب سے پہلا مجموعہ شاہ عبد العزیز کا مجموعہ فتاوی عزیزی ہی ہے جو دو جلدوں میں پہلی بار (۹۶-۱۸۹٤ ء) فارسی زبان میں شائع ہوا تھا، شاہ عبد العزیز کے علاوہ ختم انیسویں صدی کے ایک دوسرے مشہور عالم مولانا عبد الحی فرنگی محلی کے فتاوی بھی تین جلدوں میں «مجموعۃ الفتاوی» کے عنوان سے شائع ہوچکے ہیں، بیسویں صدی میں اس قسم کے کئی مجموعے شائع ہوئے. مثلا فتاوی نذیریہ از مولانا نذیر حسین

AsliAhleSunnet.com

محدث دھلوی، فتاوی رشیدیہ از مولانا رشید احمد گنگوھی، فتاوی امدادیہ از مولانا اشرف علی تھانوی، اور بالکل اپنے زمانے میں فتاوی رحیمیہ از مفتی سید عبد الرحیم لاجپوری. اس سلسلے میں ھم فتاوی دیوبند کو کسی طور نظر انداز نہیں کرسکتے جو کئی جلدوں میں شائع ھو چکے ھیں اور اپنے وقت کے اھم مفتیوں کے فتووں کا مجموعہ ھیں.

فتووں کے ان ھندوستانی مجموعوں میں جو انیسویں اور بیسویں صدی کی پیداور ھیں، ھمیں جس قسم کے سوال و جواب ملتے ھیں انھیں ھم چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ھیں:

(۱) عقائد (۲) عبادات (۳) عائلی قوانین (۴) دنیاوی معاملات.

قسم اول میں عام طور سے ایسے فتاوی ملتے ھیں جن میں توحید، رسالت، حشر و نشر وغیرہ پر بحث کی گئی ھے. عبادات کے تحت روزہ، نماز، وضو، حج، زکاۃ وغیرہ کے مسائل ملتے ھیں، تیسری قسم میں شادی، طلاق، خلع، وراثت، اور وصیت وغیرہ کے متعلق فتوے ھیں اور چوتھی قسم میں عموماً عصری مسائل پر بحث ھوئی ھے. مثلاً انیسویں صدی میں دار الحرب اور دار الاسلام کا قضیہ، نیز مغربی لباس، اور مغربی تعلیم سے متعلق بحث اور بیسویں صدی میں بینکنگ، لائف انشورنس. کمرشیل انٹرسٹ فیملی پلاننگ وغیرہ سے متعلق مسائل، دور وسطی کے فقہی ادب کے برخلاف موجودہ اور گذشتہ صدیوں کے فتاوی کے مجموعے مسلمانوں کی سماجی زندگی کے مطالعہ کیلئے ایک اھم ماخذ کا کام دے سکتے ھیں، کیونکہ ان فتووں سے ھمیں اندازہ ھوتا ھے کہ اس دور کے مسلمان کس قسم کے مسائل سے دو چار تھے.

AsliAhleSunnet.com

بیسویں صدی میں فتاوی کے مجموعوں کے علاوہ اردو زبان میں فقہ کے مختلف موضوعات پر بھی وقیع کتابیں لکھی گئیں، اور اہم پرانی کتابوں کے ترجمے بھی کئے گئے.

اردو زبان میں فقہی ادب کا جائزہ لیتے وقت ہم مولانا اشرف علی تھانوی کی بہشتی زیور کو کسی طور پر نظر انداز نہیں کر سکتے. مولانا تھانوی نے دراصل اس کتاب کے ذریعہ دریا کو کوزہ میں بند کردیا ہے.

اس قسم کی ایک دوسری اہم کتاب مولانا امجد العلی کی بہار شریعت ہے جو ہندوستانی مسلمانوں کے ایک دوسرے بڑے طبقہ کی ذہنی تشفی کرتی ہے. یہ دونوں کتابیں بنیادی طور سے فقہ حنفی کی بنیاد پر لکھی گئی ہیں لیکن دونوں مصنفین کے نقطۂ نظر کا فرق اس وقت نمایاں طور سے سامنے آجاتا ہے جب وہ سنت وبدعت یا فاتحہ وایصال ثواب جیسے موضوعات پر اپنے خیال کا اظہار کرتے ہیں.

طالب علموں کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے مفتی کفایت اللہ مرحوم نے سوال و جواب کے انداز میں ضروری شرعی مسائل کو مختلف ابواب کے تحت « تعلیم الاسلام » میں مرتب فرمایا ہے. اس قسم کی ایک اور کتاب مولانا مجیب اللہ ندوی نے بھی « اسلامی فقہ » کے عنوان سے شائع کی ہے.

اس صدی میں متعین فقہی موضوعات پر بھی علماء نے یا تو اپنی تصنیفات شائع کی ہیں یا کسی دوسری زبان سے ترجمے کئے ہیں.

بیسویں صدی کے شروع میں جب مسلم پرسنل لا کا مسئلہ سامنے آیا تو مولانا اشرف علی تھانوی نے الحیلۃ الناجزہ لکھی جو اس زمانے کے

AsliAhleSunnet.com

قانون سازوں کے لئے ایک رہنما کتاب قرار پائی. ہمارے اپنے زمانہ میں مولانا محمد تقی امینی نے «احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت» کے عنوان سے ایک کتاب لکھ کر اجتہاد کے موضوع پر کام کرنے والوں کے لئے ایک قطب نما مہیا کیا.

بہرحال اس مختصر سے مقالہ میں ہندوستانی مسلمانوں کی خدمات کا پورا پورا جائزہ لینا تو کسی طور ممکن نہیں ہے اس لئے مذکورہ بالا فہرست کو کسی طور بھی جامع نہ سمجھا جائے. لیکن اس سرسری جائزہ سے کم از کم اتنا معلوم ہوجاتا ہے کہ فقہی ادب کے میدان میں ہندوستانی مسلمانوں نے جو کچھ کیا اسے عالم اسلام کے فقہی ادب کے مقابلہ میں پورے اطمینان کے ساتھ رکھا جاسکتا ہے ◎ ◎

پروفیسر مشیر الحق

مطالعات اسلامی، جامعہ ملیہ، اسلامیہ دہلی

● ● ●

AsliAhleSunnet.com

علماء ہند کی چند عربی تفسیریں

اسلامی علوم میں علماء ہند کا حصہ اسلامی ملکوں سے کم نہیں ہے، مگر ڈاکٹر زبید احمد کے بقول ہندوستان کی عربی پیداوار یہاں کی فارسی پیداوار کے مقابلے میں بہت کم ہے اور جو کچھ ہے اسمیں جدت اور ابتکار کی کمی ہے اولا تو معقولات سے بڑھے ہوئے شغف نے منقولات کی جانب توجہ کا زیادہ موقع نہیں دیا اور جس قدر توجہ کیگئی وہ شروح وحواشی کے دائروں تک محدود رہی.

ثانیاً یہاں عربی تصنیف وتالیف کا باقاعدہ جب آغاز ہوا تو اس زمانہ میں بلاد اسلامیہ کی عام علمی جد وجہد کا عہد زریں ختم ہوچکاتھا اور بعض علوم عربیہ پختگی وارتقا کی اس حد کو پہنچ چکے تھے جسکے آگے مزید ترقی کے امکانات کم تھے، علوم کی ترقی وتوسیع کیلئے جس قسم کا مجتہدانہ ذوق ونظر درکار تھا وہ تقریباً مفقود ومعدوم تھا الا ما شاء اللہ.

تفسیر اور قرآنی علوم بھی اس کلیہ سے مستثنی نہیں ہیں، اس فن کی تہی مائیگی کا حال مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم نے نہایت درد انگیز طریقہ پر کیا ہے، فرماتے ہیں.

" اسلام کی ابتدائی صدیوں سے لیکر قرون اخیرہ تک جس قدر مفسر پیدا ہوئے انکا طریق تفسیر ایک روبہ تنزل معیار فکر کی ایک مسلسل زنجیر ہے، جسکی ہر پچھلی کڑی پہلی سے پست تر اور ہر سابق لاحق سے

AsliAhleSunnet.com

بلند تر واقع ہوئی ہے[1]"۔

آگے چلکر لکھتے ہیں، "چوتھی صدی ہجری کے بعد علوم اسلامیہ کی تاریخ کا مجتہدانہ دور ختم ہوگیا اور شواذ ونوادر کے علاوہ عام شاہراہ تقلید کی شاہراہ ہوگئی، اس داء عضال نے جسم تفسیر میں بھی پوری طرح سرایت کی، ہر شخص جو تفسیر کیلئے قدم اٹھاتا کسی پیش رو کو اپنے سامنے رکھ لیتا تھا اور پھر آنکھیں بند کرکے اسکے پیچھے پیچھے چلتا رہتا، اگر تیسری صدی میں کسی مفسر سے کوئی غلطی ہوگئی ہے تو ضروری ہیکہ نویں صدی کی تفسیروں تک وہ برابر نقل در نقل ہوتی چلی آئے، کسی نے اسکی ضرورت محسوس نہیں کی کہ چند لمحوں کیلئے تقلید سے الگ ہوکر تحقیق کرے کہ معاملہ کی اصلیت کیا ہے؟ رفتہ رفتہ تفسیر نویسی کی ہمتیں اس قدر پست ہوگئیں کہ کسی متداول تفسیر پر حاشیہ چڑھادینے سے آگے نہ بڑھ سکیں، بیضاوی اور جلالین کے حاشیے دیکھو ایک بنے ہوئے مکان کی لیپ پوت کرنے میں کس طرح قوت تصنیف رائگاں گئی ہے۔

زمانے کی بد ذوقی نے بھی ہر کج اندیشی کو سہارا دیا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرون اخیرہ میں درس وتداول کیلئے وہی تفسیریں مقبول ہوئیں جو قدما کے محاسن سے یکقلم خالی تھیں، وقت کا یہ سوء انتخاب ہر علم وفن میں جاری رہا ہے، جو زمانہ جرجانی پرسکاکی کو اور سکاکی پر تفتازانی کو ترجیح دیتا تھا، یقیناً اسکے دربار سے بیضاوی وجلالین ہی کو حسن قبول کی سند مل سکتی تھی۔

---

(۱) ترجمان القرآن ج ۱ ص ۹ مطبوعہ زمزم کمپنی لمیٹڈ، لاہور۔

AsliAhleSunnet.com

متداول تفسیریں اٹھا کر دیکھو جس مقـام کی تفسیر میں متعدد اقوال موجـود ہونگـے وہاں اکثر اسی قول کو ترجیح دیں گـے جو سب سے زیادہ کمزور اور بے محل ہوگا ، جو اقوال نقل کریں گـے انمیں بہـتر قول موجود ہوگا لیکن اسے نظر انداز کردیں گـے[1]» .

اس مضمون میں ہندوستان کی چند ایسی عربی تفسیروں کا مختصر تعارف کرایا گیـا ہے جو بعض حیثیتوں سے ممتـاز ہیں اور ان میں یک گونہ بدیع الخیالی اور اپج بھی پائی جاتی ہے .

تبصیر الرحمان وتیسیر المنان

اسکے مصنف شیخ علاء الدین علی بن احمـد مہـائمی شافعی تھے ، یہ خاندان نوایت کے قبیلہ پرو سے تعلق رکھتے تھے ، انکے خاندان نوایت کے متعلق کہاجاتا ہیکہ یہ حجاج بن یوسف کے مظـالم سے تنگ آکر ہندستان پہنچا تھا ، شیخ علی (۷۷٦ھ) میں بمبئی کے قریب ماہم میں پیـدا ہوئے ، انکے والد شیخ احمـد بھی بڑے عالم اور ولی کامل تھے ، انہوں نے اور شیخ کی والدہ نے بیٹے کی تعلیم وتربیت نہایت شوق وذوق سے کی .

شیخ نے مفسر ، محدث ، فقیہ اور صـاحب کشف وکرامات کی حیثیت سے بڑی شہرت پائی ، انکے حلقـۂ درس سے بہت سارے لوگ فیضیـاب ہوئے ، ماہم کے قاضی بھی رہے ، (۸۳۵ھ) میں واصل بحق ہوئے .

شیخ کے علمی وتصنیفی کارنامے گوناگوں ہیں ، تفسیر ، فقـہ ، کلام اور تصوف میں متعدد کتابیں یادگار چھوڑی ہیں ، ان تصنیفـات میں انکی تفسیر

---

(۱) أیضا ص ۱۴ - ۱۵

AsliAhleSunnet.com

سب سے مہتم بالشان ہے، اسکا پورا نام تبصیر الرحمان وتیسیر المنان بعض ما یشیر إلی اعجاز القرآن، ہے. لیکن یہ تفسیر رحمانی اور تفسیر مہائمی کے ناموں سے مشہور ہے، اور مطبع بولاق مصر سے (۱۲۹۵ ھ) میں دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے، گو اسمیں عام تفسیروں ہی کا تتبع کیا گیا ہے اور یہ جلالین کے طرز کی اس سے مشرح اور جامع شرح ہے تاہم آیات کے باہمی ربط، دلچسپ پیرایہ بیان اور نکتہ آفرینی کے لحاظ سے ہندوستان کی اکثر تفسیروں سے یک گونہ ممتاز ہے، اسکے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں اللہ اور اسکے کلام کی عظمت وخوبی کا ذکر کیا ہے اور قرآن مجید کے معجزہ ہونے کے دلائل بیان کئے ہیں، پھر آیات، احادیث اور سلف کے اقوال سے ثابت کیا ہے کہ قرآن کی تفسیر مکمل علم و واقفیت کے بعد پوری احتیاط سے کرنی چاہیئے.

سورۂ فاتحہ کی اہمیت کی وجہ سے اسکی تفسیر میں کدوکاوش کی ہے پہلے اسکی فضیلت واہمیت بیان کی ہے، پھر سورۂ فاتحہ کے مختلف ناموں کو لکھکر ان سے موسوم کئے جانے کیوجہ بتائی ہے اور بسم اللہ کے اسکا جز ہونے یا نہونے پر بحث کی ہے اور بڑی دقت نظر سے ہر ہر آیت کا مطلب ومفہوم بیان کیا ہے.

تفسیر رحمانی کی نمایاں خصوصیات حسب ذیل ہیں:

(۱) ربط آیات | اس تفسیر کی سب سے اہم خوبی ربط آیات ہے، مصنف نے اپنی تفسیر میں نظم قرآن پر خاص طور سے بحث کرکے ایک آیت کا دوسری آیت سے ربط وتعلق واضح کیا ہے اور پوری سورہ کے مضمون کی اسکے مختلف اجزاء سے مطابقت دکھائی ہے.

AsliAhleSunnet.com

(۲) سورتوں کا تعارف | مصنف کی یہ خصوصیت بھی ہے کہ وہ ہر سورہ کا پہلے مختصر تعارف قلمبند کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ اسکا یہ نام کیوں پڑا، اگر کسی واقعہ یا کسی پیغمبر کیوجہ سے نام پڑا ہے تو اسکی مختصر تاریخ بیان کرتے ہیں مثلا سورۂ آل عمران کے متعلق یوں رقمطراز ہیں کہ:

« اس سورہ میں آل عمران یعنی حضرت عیسی، یحیی، مریم اور انکی ماں کے اصطفا اور برگزیدگی کے بارہ میں جس قدر ذکر ہے اور کسی کے بارہ میں نہیں ہے، اسّی (۸۰) سے زیادہ آیتوں میں انکا بیان ہے، آل عمران کی اس برگزیدگی کا تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برگزیدگی کو ثابت کرنے کیلئے کیا گیا ہے، اس سورہ کا ایک نام « الزهراء » بھی ہے کیونکہ حضرت عیسی علیہ السلام کے معاملہ کی اس سورہ میں پوری وضاحت کی گئی ہے جسکو یہود ونصاری نے گڈ مڈ کردیا تھا.

(۳) بسم اللہ کی ہر سورہ میں نئی تشریح | ہر سورہ کے شروع میں اسکے مضمون کی رعایت سے بسم اللہ کی تشریح کی ہے، اسکی مثال کسی اور تفسیر میں نہیں ملتی مثلا سورۂ الحمد سے پہلے بسم اللہ کی تشریح سورۂ بقرہ کی تشریح سے مختلف کی ہے، اسی طرح بقرہ کی تشریح آل عمران کی تشریح سے جدا ہے.

(٤) حروف مقطعات کی توجیہ | عام مفسرین کے خیال میں حروف مقطعات آیات متشابہات میں ہیں اس لئے وہ عموما ان سے سرسری گذر گئے ہیں مگر شیخ مہائمی کے نزدیک یہ حروف زبان کا ایک اسلوب ہیں چنانچہ وہ ان حروف کو مختلف لفظوں کا مخفف مانتے ہیں، قرآن مجید

AsliAhleSunnet.com

نے ان لفظوں کے بجائے انکے ایک حرف کو استعمال کیا ہے مثلاً سورہ روم میں الٓمٓ کے متعلق یہ لکھتے ہیں

« میں اللہ ہوں جسکا علم محیط ہے یا میرا لطف وکرم سب کو محیط ہے یا اللہ کا لطف آزمائشوں سے متصل ہوتا ہے یا لطف میں اعتبار انجام کا ہوتا ہے ».

(۵) معنی ومفہوم کی اہمیت کا لحاظ | اس تفسیر میں زبان وبیان سے زیادہ قرآن کے مطالب ومفہوم کا خیال رکھا گیا ہے، اس بنا پر اسمیں نحو وصرف کے پیچیدہ مسائل اور لغوی تحقیق وتدقیق سے زیادہ سروکار نہیں رکھا گیا ہے بلکہ مختصر جملوں اور واضح اشارات سے قرآن کی تفسیر کرتے ہیں احادیث وآثار کے حوالے بھی بعض جگہ دئے ہیں اور بعض جگہ عقلی اور فلسفیانہ توجیہات، صوفیانہ نکات اور عارفانہ حقائق بھی بیان کئے ہیں.

مصنف کی یہ خصوصیت بھی ہیکہ انہوں نے زیادہ تفصیل سے کام نہیں لیا ہے وہ اہم حقائق اور دقیق مطالب بھی بہت اختصار سے قلمبند کرتے ہیں.

علامہ مہائمی کو فلسفہ وحکمت سے خاص مناسبت تھی، انکی کوئی تصنیف بھی فلسفیانہ اور حکیمانہ مباحث سے خالی نہیں ہے، تفسیر میں بھی حکماء اور فلاسفہ کے خیالات نقل کئے ہیں. انکی عقلی اور فلسفیانہ توجیہات کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تفسیر پر اعتراض کیا ہے اور اسکے مطالعہ سے نقصان کا اندیشہ ظاہر کیا ہے.

سواطع الالہام

أبو الفیض فیضی کی تصنیف ہے، اسکے والد شیخ مبارک ناگوری علوم

AsliAhleSunnet.com

میں کمال رکھتے تھے اور چار جلدوں میں تفسیر کبیر کے انداز پر ایک تفسیر لکھی تھی جسکا نام «منبع عیون المعانی ومطلع شموس المثانی» تھا، فیضی نے از ابتدا تا انتہا انہیں سے تعلیم حاصل کی تھی: وہ (۹۵۴ھ) میں آگرہ میں پیدا ہوا اور (۱۰۰۴ھ) میں وفات پائی.

اس نے اپنے علم وفضل کیوجہ سے اکبر کے دربار میں بڑا رسوخ حاصل کرلیا تھا، پہلے چہار صدی منصب پر فائز ہوا پھر ملک الشعراء کے خطاب سے سرفراز کیا گیا، عربی فارسی اور سنسکرت کا جید عالم تھا. مختلف زبانوں میں ایک سو سے زیادہ کتابیں یادگار چھوڑیں، وفات کیوقت اسکے کتبخانہ میں ۴۳۰۰ کتابیں موجود تھیں.

فیضی کے علم وفضل، لیاقت وقابلیت، دقت نظر، جودت طبع اور ذہانت وطباطی کے تمام لوگ معترف ہیں، اسکے عقائد کی وجہ سے ملا عبد القادر بدایونی اسکے بڑے مخالف اور نکتہ چیں ہیں مگر انکو بھی اسکی علمی قابلیت کے سامنے سرنگوں ہوجانا پڑا ہے.

فیضی کی شہرت عام شاعری کی مرہون منت ہے. جس میں وہ یکتائے روزگار تھا مولانا شبلی فرماتے ہیں «فارسی شاعری نے چھ سو برس کی وسیع مدت میں ہندوستان میں صرف دو شخص پیدا کئے جن کو اہل زبان کو بھی چار وناچار ماننا پڑا، خسرو اور فیضی... مگر افسوس یہ ہیکہ شاعری کی شہرت نے فیضی کے اور تمام کمالات پر پردہ ڈالدیا».

سواطع الالہام فیضی کا بے مثال اور عظیم الشان کارنامہ ہے جو صنعت مہملہ میں غیر منقوط لکھی ہے، اسے لکھنے کا جب ارادہ کیا تو مشق

AsliAhleSunnet.com

کے طور پر پہلے موارد الکلم صنعت اهمال میں لکھی اسمیں مذهبی مسئلے اور اخلاقی مقولے صنعت مهمله میں درج هیں اور یه کلکته سے طبع هوچکی هے.

فیضی نے دو ڈهائی برس کی مدت میں یه کتاب لکھی تهی اور (۱۰۰۲ھ) میں اسکی تصنیف سے فارغ هوا تها، اس تفسیر پر اسکو بڑا ناز تها، اس نے دوستوں کو جو خطوط لکھے هیں ان میں اکثر نظر سے اسکا تذکره کیا هے، دیباچه میں لکھا هیکه جب ابتدا کی تو والد کو دکهایا، وه بهت خوش هوئے اور بعض فقرے بدل دئے.

سواطع الالهام سات سو سے زیاده صفحات پر مشتمل هے، شروع میں ایک مبسوط مقدمه هے جو دو حصوں میں هے، پهلے حصه میں اپنا، اپنے والد اور بهائیوں کا حال قلمبند کیاهے اور دوسرے میں قرآنی علوم پر بحث وگفتگو هے، هر حصه میں متعدد ابواب هیں جن کا نام مصنف نے ساطع رکها هے، ایک سطر سے ۳۰، ۴۰ سطروں تک کے ساطع هیں، سب سے طویل ساطع میں اپنے والد کا تذکره کیا هے، مصنف نے اپنے والد بهائیوں اور دوسرے ان تمام ناموں کا ذکر جن میں نقطے هیں معمه اور لغزکی صنعت میں کیا هے، مقدمه کے آخر میں ایک نظم اسی صنعت کی پابندی کیساتهه هے، اس میں اس تصنیف کی تعریف کی هے.

تفسیر میں سورتوں کے مختلف ناموں، انکی وجه تسمیه، شان نزول، مکی یا مدنی هونے کی صراحت کی هے اوو انکا تعارف کرایا هے، تحریر اور عبارتیں مختصر هیں، مفهوم سهل انداز میں پیش کیا هے مگر صنعت گری کیوجه سے تعقید واغلاق پیدا هوگیا هے.

AsliAhleSunnet.com

فیضی اور ابو الفضل الحـاد سے متہم کئے جاتے ہیں ، لیکن ڈاکٹر زبید احمد لکھتے ہیں :

« اس تفسیر میں اول سے آخر تک کوئی بات الحـاد کی نہیں ملتی ، اہل سنت والجماعت کے صحیح عقائد کے مطابق یـہ تفسیر لکھی گئی ہے » (روداد ادارۂ معارف اسلامیہ اجلاس دوم ص ٤٠٥)

مولانا شبلی فیضی پر عائد کئے گئے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں :

« فیضی نے تفسیر ان واقعات کے بعـد لکھی ہے ، لیکن ایک ذرہ مسلمات عام کی شاہراہ سے نہیں ہٹا ، حالانکہ تفسیر میں ہر قـدم پر اس کو آزاد خیالی دکھانے کا موقع حاصل تھا ، ملا صاحب تو فرماتے ہیں کہ وہ تمام عقائد اسلام کا منکر تھا لیکن وہ ان تمام عقائد کا معترف نظر آتـا ہے جن کو معتقدات عوام کہتے ہیں . . . سچ تو یہ ہے کہ فیضی کی مذہبی آزادی ہم جو کچھ سنتے ہیں زبانی سنتے ہیں ، تصنیفات میں تو وہ ملائے مسجدی نظر آتا ہے » (شعر العجم جلد سوم ص ٥١)

ملا عبد القادر بدایونی کی مخالفت کے تو اور اسباب ہیں جن پر بحث کی گنجائش نہیں البتہ صفت اہمال کیوجہ سے عام طور پر اسے فضول ، لغو اور مہمل کام قرار دیا گیا ہے ، علامہ شبلی فرماتے ہیں :

« سخت تعجب ہے کہ فیضی جیسے حکیم اور فلسفـہ پسند شخص نے کیونکر یـہ بیہودہ مغز کاوی گوارا کی ، تفسیر کو پڑھکر بجز اسکے کہ جابجا مہمل الفاظ جمع کر دیئے ہیں اور کچھ اثر طبیعت پر نہیں ہوتا» (شعر العجم حصـہ سوم ص ٥٩)

AsliAhleSunnet.com

خالص تفسیری نقطۂ نظر سے سواطع الالہام چاہے اہم نہ ہو لیکن اسکی ادبی حیثیت اور فیضی کی غیر معمولی ذہانت سے انکار مشکل ہے، یہ عربی زبان پر اسکی غیر معمولی قدرت کا بین ثبوت ہے، اسکے زمانے کے متعدد اہل علم نے اس پر تقریظیں بھی لکھی ہیں اور اسکی تاریخیں بھی کہی ہیں جن میں فیضی کے غیر معمولی کمال اور عربی دانی کا مکمل اعتراف کیا گیا ہے۔

تفسیر مظہری

یہ پانی پت کے شہرۂ آفاق قاضی ثناء اللہ کی تصنیف انیق ہے وہ کبیر الاولیاء شیخ جلال الدین کی اولاد میں تھے جن کا سلسلۂ نسب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے، قاضی صاحب کا خاندان علمی حیثیت سے بہت ممتاز تھا۔ قاضی صاحب نے سات برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا، پہلے اپنے وطن پانی پت کے علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا پھر دہلی آکر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی سے فقہ وحدیث کا درس لیا، علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد حضرت شیخ عابد سنامی سے بیعت ہوئے، ان کے بعد حضرت مرزا مظہر جانجاناں کے متوسل ہوئے قاضی صاحب کی صفائی ذہن، جودت طبع، قوت فکر اور سلامت طبع وصف وستایش سے بالا تر ہے، فقہ میں اجتہاد کا مرتبہ حاصل تھا، ان کا خود بیان ہے کہ اللہ نے مجھے فقہ، حدیث اور تفسیر میں رائے صائب عطا فرمائی ہے، شاہ عبد العزیز صاحب انہیں بیہقی وقت کہا کرتے تھے اور ان کے پیر ومرشد مرزا صاحب نے علم الہدی کا لقب دیا تھا۔

ان کے شیخ مرزا صاحب فرماتے تھے کہ مولوی ثناء اللہ صلاح

AsliAhleSunnet.com

وتقوی کے لحاظ سے روح مجسم ہیں اور مروج شریعت منور طریقت ہیں یکم رجب ۱۲۲۵ھ (۱۲/اگست ۱۸۱۰ء) کو وفات پائی .

قاضی کی تصنیفات کی تعداد تیس سے اوپر ہے ان میں تفسیر مظہری اور (ما لا بد منه) بہت اہم اور مشہور ہیں (میرزا مظہر جانجاناں اور ان کا کلام ص ۸۷ تا ۸۹)

تفسیر مظہری دس جلدوں پر مشتمل ہے اس کا نام قاضی صاحب نے اپنے پیرو مرشد سے محبت وتعلق کی بنا پر ان کے نام پر رکھا ہے یہ تفسیر معانی بے بہا اور نکات عالیہ سے پر ہونے کی بنا پر ہندوستان کی عربی تفسیروں میں بہترین اور اہم خیال کی جاتی ہے اس میں فقہ ، تصوف ، قرأت . اعراب اور نحو کے مسائل سے زیادہ تعرض کیا گیا ہے ، قرآنی قصص کے سلسلہ میں ان اسرائیلی روایات کی تردید بھی کی ہے جو کتب تفسیر میں بارپا گئی ہیں ، احکام ومسائل کی تشریح ووضاحت اس تفسیر کی نمایاں خصوصیت ہے ، فقہی واحکامی آیتوں کی تفسیر میں مسئلہ کا عنوان قائم کرکے فقہاء کے اقوال دلائل پیش کرتے ہیں اور اپنا نقطۂ نظر بھی تحریر کرتے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کسی خاص مسلک کی پابندی نہیں کرتے بلکہ جو کچھ احادیث وآثار سے ثابت ہوتا ہے اسے ترجیح دیتے ہیں .

فتح البیان فی مقاصد القرآن

یہ نواب صدیق حسن خانصاحب امیر بھوپال کی عربی تفسیر ہے ، ان کا وطن قنوج تھا مگر ولادت ننھیال بانس بریلی میں (۱۲۴۸ھ) میں ہوئی ، ۵ برس کی عمر میں باپ کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئے ، ۲۱ برس کی عمر میں علوم متداولہ سے فارغ ہوئے ، حصول

AsliAhleSunnet.com

معاش کے لئے بھوپال کا رخت سفر باندھا ، مگو کچھ عرصہ بعد حالات ایسے نامساعد ہوئے کہ وطن واپس آ گئے (۱۵۸۷ء) کے ہنگامہ میں بلگرام پہونچے ، یہ زمانہ بڑی عسرت اور تکلیف سے گزرا ، اسی اثنا میں نواب سکندر بیگم کی طلب پر دوبارہ بھوپال تشریف لے گئے مگر پہونچنے میں تاخیر ہوئی جس کی وجہ سے ملازمت نہیں ملی اور وطن کے قصد سے واپس آرہے تھے کہ راستہ میں ٹونک میں قیام کیا مگر یہاں دل نہ لگا ٤ ماہ کی چھٹی لی ، اس عرصہ میں پھر بھوپال سے بلاوا آیا اور ۷۵ روپئے ماہ وار پر تقرر ہوا ، اور مدار المہام مولانا محمد جمال الدین کی دختر ذکیہ بیگم سے نکاح ہوا ، ان کے عہدہ میں بھی ترقی ہوتی رہی چنانچہ نواب صاحب نے پورے خاندان کو بھوپال بلایا اور یہاں مستقل سکونت پزیر ہو گئے ، نواب سکندر جہاں بیگم کی وفات کے بعد ان کی صاحبزادی نواب شاہجہاں بیگم سریرآرائے سلطنت ہوئیں ، انھوں نے نواب صاحب کی لیاقت ودیانت کی بنا پر انہیں امور سلطنت میں شریک بنا لیا وہ بیوہ تھیں اسلئے نواب صاحب سے نکاح بھی کر لیا ، علم وامارت کے اس اجتماع سے نواب صاحب کو علمی خدمت کا نہایت زریں موقع نصیب ہوا اور انھوں نے بہت سی نادر ونایاب کتابیں زرکثیر صرف کر کے عرب ملکوں سے چھپوایا مگر آخر عمر میں پھر ناخوشگوار واقعات پیش آئے اور بالآخر استسقاء کے مرض میں ۱۳۰۷ھ میں انتقال ہوا .

نواب صاحب نے مختلف موضوعات پر عربی ، فارسی اور اردو میں لگ بھگ سوا دو سو کتابیں لکھیں جن میں یہ تفسیر بھی ہے جو دس جلدوں میں مصر سے شائع ہوئی تھی ، اس کے حاشیے پر ابن کثیر کی

AsliAhleSunnet.com

تفسیر بھی ہے.

اس تفسیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام، تابعین عظام اور ائمۂ سلف کی تفسیر وتشریح کو مناسب انداز میں بڑی خوبی اور سلیقہ سے پیش کیا گیا ہے، عبارت اور پیرایہ بیان سہل ہے، نہ بیجا طوالت ہے اور نہ غیر ضروری اختصار.

نواب صاحب نے مقدمہ میں تحریر فرمایا ہے کہ تفسیر کی کتابوں کی تین قسمیں ہیں، ایک قسم کے اندر مجرد روایات کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے، دوسری قسم کی تفسیروں میں محض درایت پر اقتصار ہے اور تیسری قسم کی تفسیریں روایت ودرایت دونوں کی جامع ہیں، اس آخری نوعیت کی سب سے عمدہ تفسیر امام شوکانی کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اکثر خیال ہوتا تھا کہ ایسی تفسیر لکھوں جو روایت ودرایت کو حاوی اور تفسیر بالرای سے پاک ہو.

علامہ سیوطی کی تفسیر در منثور بھی ان کے پیش نظر رہی ہے اور اصلا انکی تفسیر کو ماثوری ہی کہا جا سکتا ہے، انکی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ آثار اور اقوال سلف سے تجاوز نہ کریں کیونکہ احتیاط وسلامتی اور تفسیر بالرای سے بچنے کی مناسب راہ یہی ہے، ان کا خیال ہے کہ سلف نے جو کچھ لکھ دیا ہے اسپر اضافہ کی گنجائش نہیں، تاہم اس تفسیر میں ضعیف روایتوں کی نشاندہی، اسباب ونزول، وجوہ اعراب، اختلاف قرأت، لغوی تحقیق اور فقہی مسائل وغیرہ سے بھی تعرض کیا گیا ہے.

نواب صاحب کی یہ خصوصیت بھی لایق ذکر ہے کہ وہ متضاد

AsliAhleSunnet.com

حدیثوں اور مختلف اقوال میں جمع و ترجیح سے کام لیتے ہیں اور اسرائیلیات کی تردید کرتے ہیں، مقدمہ میں علم تفسیر کی عظمت و اہمیت اور ابتدا سے اپنے زمانہ تک کے اہم مفسرین اور ان کی تفسیروں کا ذکر ہے آخر میں اپنی تفسیر کی غرض و نوعیت بھی بتائی ہے۔

تفسیر القرآن بکلام الرحمن

یہ جماعت اہلحدیث کے سرخیل اور مشہور مناظر اسلام ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری رح کی تفسیر ہے، مولانا ابتدائی تعلیم کے بعد دار العلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور مدرسہ فیض عام کانپور سے (۱۳۱۴ھ) میں فراغت حاصل کی، قومی سیاسیات کی مجلسوں میں بھی کبھی کبھی شریک ہوتے تھے، تحریک ندوۃ العلما کے رکن رکین تھے (۱۹۱۲ء) میں ندوہ کی تحریک اصلاح کے سلسلہ میں جب حکیم اجمل خاں مرحوم کی دعوت پر دہلی میں ایک عظیم الشان اجلاس ہوا تو علامہ شبلی مرحوم کی تحریک پر مولانا ہی صدر مجلس قرار پائے، اسی زمانہ میں مولانا شبلی کی دعوت پر وہ انجمن اصلاح المسلمین کے جلسہ میں شرکت کے لئے مدرسۃ الاصلاح سرائے میر بھی تشریف لائے۔

مولانا ہندوستان کے مشاہیر علماء میں تھے، وہ نہایت ذہین، حاضر جواب اور فن مناظرہ کے امام تھے، آریہ سماجیوں، عیسائیوں اور قادیانیوں سے مناظرہ کے لئے ہر وقت تیار اور کمر بستہ رہتے تھے، اس سلسلہ میں ملک کا گوشہ گوشہ چھان ڈالا تھا، بیسویں صدی کے شروع میں آریہ سماجیوں کا فتنہ بہت بڑھا ہوا تھا، اگر مولانا ان کے سامنے نہ آتے تو مسلمانوں کی مغلوبانہ مرعوبیت خدا جانے کہاں تک پہنچ جاتی۔ انہوں نے

AsliAhleSunnet.com

بے شمار مناظروں میں حصہ لیا اور ہر جگہ کامیاب رہے. اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جس نے بھی زبان کھولی اور قلم اٹھایا اس کے حملے کو روکنے کے لئے ان کا قلم شمشیر بے نیام ہوتا تھا، اسی مجاہدانہ خدمت میں انہوں نے زندگی بسر کردی. ان کے ہفتہ وار اخبار «اہل حدیث» نے دین کی حمایت و مدافعت میں بے مثال خدمت کی ہے.

تقسیم کے بعد مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کے سر سے جو نے خوں گذر گئی، مولانا بھی سخت آلام سے دو چار ہوئے، ان کا کتب خانہ لٹ گیا ان کے صاحبزادہ عطاء اللہ صاحب بحالت نماز شہید کردئے گئے، مولانا خاندان کے ساتھ بہ ہزار دقت و خرابی گوجرانوالہ پہنچے اور ۱۶ / مارچ ۱۹۴۸ء کو بمارضہ فالج وفات ہوئی.

مولانا نے مخالفین اسلام کے رد میں درجنوں رسالے اور کتابیں لکھیں اہم تصنیف اردو اور عربی میں قرآن پاک کی تفسیریں ہیں، عربی تفسیر ان کا زیادہ ممتاز کارنامہ ہے جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے منفرد اور بے مثال ہے اسی لئے ہندوستان میں تفسیر قرآن پر ہونے والے عربی کاموں میں اسکو خاص اہمیت و عزت حاصل ہے، مولانا ابو یحیی امام خاں نوشہروی لکھتے ہیں یہ تفسیر القرآن یفسر بعضہ بعضا کا بہترین مرقع ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن نے اپنے سمجھنے والوں کیلئے اپنے ہی جیب و دامن میں کیا کچھ بھر رکھا ہے، اس سے مولانا کے مطالعہ قرآن اور دقت نظر کا بھی پتہ چلتا ہے.

اصحاب علم اور ارباب نظر نے مولانا کے کام کو پسند کیا اور ان کی سعی کی داد مصر کے رسائل نے بھی دی، ذیل میں ہم مولانا سید سلیمان

AsliAhleSunnet.com

ندوی کا تبصرہ نقل کرتے ہیں اس سے ان کی تفسیر کی بعض نمایاں خوبیوں پر روشنی پڑتی ہے. لکھتے ہیں:

"مولانا کے ہمیشہ یادگار کاموں میں سب سے بڑا کام یہ ان کی عربی تفسیر ہے، یہ غالبا اسلام میں پہلی تفسیر ہے جو اس وصول پر لکھی گئی ہے کہ قرآن کی تفسیر خود قرآن سے کی جائے حالانکہ یہ اصول کہ القرآن یفسر بعضہ بعضا نظری حیثیت سے علماء میں مدتوں سے مسلم ہے مگر عملی حیثیت سے اس کو کرکے کسی نے دکھایا نہ تھا یا کسی نے دکھایا بھی ہو تو اس وقت موجود نہیں. اس بنا پر اس تفسیر کی یہ خصوصیت بہت کچھ تعریف وتوصیف کی مستحق ہے، مصنف ہر آیت کی تفسیر میں دوسری آیتوں کا حوالہ دیتے جاتے ہیں جن سے پہلی آیتوں کی پوری تشریح ہو جاتی ہے.

اس تفسیر کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ جلالین کے اصول پر مختصر لکھی ہے، پوری تفسیر ۴۰۰ صفحوں کی ایک جلد میں ختم ہوگئی ہے اسلئے وہ طلبہ کیلئے اور عربی مدرسوں کے نصاب تعلیم کیلئے کارآمد ہوسکتی ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ عربی مدرسوں میں اگر جلالین کی جگہ اس تفسیر کو رواج دیا جائے تو آج کل کی ضرورتوں کے لحاظ سے بہت بہتر ہے. ضرورت ہے کہ اہل علم اسکو اپنے مطالعہ میں رکھیں اور اگر خدائے تعالی ان میں سے کسی کو توفیق دے تو اس اصول کو اور ترقی دے اور اس طرز پر قرآن کی اس سے بہتر خدمت کرے" (معارف اکتوبر ۱۹۲۹ء).

صاحب تفسیر ماجدی مولانا عبد الماجد رقمطراز ہیں:

AsliAhleSunnet.com

« مولانا کی اردو تفسیر بھی مختصر تفسیروں میں اچھی ھے لیکن عربی تفسیر کا نمبر اس سے بڑھا ھوا ھے، قرآن کی تفسیر خود قرآن ھی سے کی ھے، ھم معنی آیتیں خوب یکجا مل جاتی ھیں » (معاصرین ص ۱۲۴).

یہ تفسیر عرصہ ھوا شائع ھوئی تھی اسے اھتمام سے دوبارہ شائع کرنے کی ضرورت ھے.

حاشیہ بیضاوی

یہ ملا عبد الحکیم بن شمس الدین سیالکوٹی کا حاشیہ ھے، انھوں نے اپنے وطن سیالکوٹ میں ملا کمال الدین کشمیری سے درس لیا تھا جو حضرت مجدد الف ثانی کے بھی استاد تھے، عہد جہانگیری میں اپنے شہر ھی میں مسند درس پر رونق افروز ھوئے، شاھجہاں کے دور میں کئی بار اسکے دربار میں تشریف لیگئے، اس نے انھیں دوبار چاندی سے تولا، اسطرح ھر دفعہ چھ ھزار روپئے ملے، شاھجہاں نے متعدد گاؤں بھی انھیں بطور جاگیر دیا تھا اور رئیس العلماء کا خطاب بھی دیا تھا، اسطرح عیش و فراغت سے تصنیف و تدریس کا کام انجام دیتے رھے، کہا جاتا ھے ساٹھ برس تک انکے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رھا، سیالکوٹ میں ربیع الاول (۱۰۶۷ ھ) میں وفات پائی، درجنوں شروح و حواشی اور تصنیفات یادگار چھوڑیں، جن کو عرب و عجم میں حسن قبول نصیب ھوا، ڈاکٹر زبید احمد لکھتے ھیں « علامہ سیالکوٹی عہد شاھجہانی کے ملک العلماء تھے، اور کئی تصانیف کے مالک. آپکے حواشی کی شہرت آپ کی حین حیات ھی میں ھند سے نکل کر قسطنطنیہ تک پہنچ گئی تھی، چنانچہ حاجی خلیفہ نے جو آپ کا ھم عصر تھا، آپ کے بعض حواشی کا ذکر اپنی مشہور فہرست الکتب

AsliAhleSunnet.com

کشف الظنون میں کیا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ بیضاوی کے ہندوستانی حاشیوں میں ملا صاحب کا بڑا اہم رول ہے، اس حاشیہ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں:

(۱) متن بیضاوی کے الفاظ مغلقہ کی لغوی، صرفی ونحوی تشریح وتوضیح (۲) مبہم عبارت کی توضیح (۳) بیضاوی کی بیان کردہ احادیث کی تنقید (۴) بیضاوی شافعی تھے اور سیالکوٹی حنفی تھے اسلئے یہ حنفی مسائل کی تائید میں دلائل پیش کرتے ہیں۔

ملا صاحب نے بیضاوی کے مختصر اور چھوٹے جملوں اور مبہم عبارتوں کی توضیح و تفصیل آسان زبان میں کی ہے اور مشکل مقامات کو بھی حل کردیا ہے، زبان و بیان اور لغت کی باریکیوں کا ذکر کیا ہے، مشکل الفاظ اور طرز ادا کی تشریح کی ہے، بیضاوی نے تفسیر میں جو حدیثیں نقل کی ہیں محشی نے انکے علاوہ بھی حدیثیں لکھی ہیں، جن حدیثوں کی سند درج نہیں ہے ان کی سند تحریر کی ہے، اگر بیضاوی نے راوی کا نام چھوڑ دیا ہے تو سیالکوٹی نے حاشیہ میں وہ نام بھی دیدیا ہے اور روایتوں کے صحت وضعف کو بھی واضح کیا ہے۔ اسطرح یہ حاشیہ پر از معلومات اور ملا صاحب کی قرآن فہمی کا نمونہ ہے، یہ مصر اور ہندوستان سے طبع ہوچکا ہے مگر ہندوستانی اڈیشن میں صرف پارہ سیقول کے آخری حصہ تک کا حاشیہ چھپا ہے۔

التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الآیات الشرعیۃ

یہ عہد عالمگیری کے نامور فاضل اور علوم دینیہ کے مشہور عالم ومحقق شیخ احمد بن ابی سعید صالح امیٹھوی معروف بہ ملا جیون کی تصنیف لطیف

AsliAhleSunnet.com

ھے ، ملا صاحب نسباً صدیقی تھے ، ۲۵ / شعبان ۱۰۴۷ ھ (۱۶۳۶ ء) بروز شنبہ کو امیٹھی میں پیدا ہوئے ، سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد اطراف و اکناف کے علماء سے درس لیا ، ۱۳ برس کی عمر میں والد نے وفات پائی ، ۲۲ سال کی عمر میں علوم متداولہ میں مہارت حاصل کرکے امیٹھی میں مسند درس کو رونق بخشی ، حافظہ نہایت قوی اور بے مثال تھا ، طویل عبارتیں اور ورق کے ورق ازبر تھے جن کو زبانی پڑھ دیتے تھے .

دھلی میں پندرہ برس تک تدریس کی خدمت انجام دی . پچپن برس کی عمر میں حرمین کی زیارت سے مشرف ہوئے اور پانچ برس تک وھیں مقیم رہے ، واپسی میں دکن میں قیام کیا اور عالمگیر کے دربار میں رسائی ہوئی وہ ملا صاحب کا شاگرد تھا اور ان کی بڑی عزت کرتا تھا . اسکی فوج میں چھ برس تک کسی منصب پر فائز رہنے کے بعد پھر بیت اللہ کا قصد کیا اور تین سال بعد دکن واپس ہوئے ، اسکے بعد دلی اور لاھور کا سفر کیا . ملا جیون مدۃ العمر تدریس و تصنیف کے شغل میں منہمک رہے یہاں تک کہ ۱۱۳۰ ھ میں دلی میں انتقال ہوگیا لاش وطن لائی گئی اور اسی کی خاک کا پیوند ہوئے ، تصنیفات میں تفسیر احمدی اور الانوار بہت مشہور ھیں .

تفسیر کا آغاز امیٹھی میں حسامی پڑھنے کے زمانہ میں ۱۶ برس کی عمر میں (۱۰۶۴ ھ) میں کیا تھا شرح مطالع پڑھنے کے زمانہ میں ۲۱ برس کی عمر میں (۱۰۶۹ ھ) میں اسکو مکمل کرلیا اور جب امیٹھی میں درس دینا شروع کیا تو (۱۰۷۵ ھ) میں اسپر نظر ثانی کی ، اسوقت ملا صاحب کی عمر ۲۷ برس تھی .

AsliAhleSunnet.com

یہ مکمل قرآن کی تفسیر نہیں ہے بلکہ صرف ان آیات کی ہے جن سے احکام شرعیہ مستنبط ہوتے ہیں، اسکے باوجود اسکو بڑی شہرت و مقبولیت نصیب ہوئی. شروع میں تفسیر کی نوعیت واہمیت اور اسکے مآخذ تحریر کرنے کے بعد ان تمام سورتوں کی فہرست دی ہے جن سے احکام نکلتے ہیں اور جن سے نہیں نکلتے ان کی بھی فہرست دی ہے آیتوں کی تفسیر سے پہلے یہ بتاتے ہیں کہ اس سے کون سا مسئلہ نکلتا ہے، شان نزول اور الفاظ ولغات کے استعمال لفظی ترکیبیں اور اعراب پر بحث وگفتگو بھی کرتے ہیں.

تفسیر کی ابتدا سورۂ بقرہ کی آیت ﴿هو الذی خلق لکم ما فی الأرض جمیعا﴾ سے کی ہے اور اس سے یہ حکم مستنبط کیا ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے اور اسکا خاتمہ سورہ کوثر پر کیا ہے جس سے حوض کوثر کا وجود استنباط کیا ہے، یہ تفسیر مطبوع ہے.

تفسیر نظام القرآن و تاویل الفرقان

یہ مولانا حمید الدین فراهی (رح) کی تفسیر ہے، ان کا اوڑھنا بچھونا قرآن مجید ہی تھا اور وہ مدت العمر اس میں غور وفکر فرماتے رہے، اس لئے ان کی اکثر تصنیفات کا موضوع یہی ہے جن میں قرآنی علوم ومعارف پر بحث کی گئی ہے اور قرآن کے اسرار وحقائق کی گرہ کشائی کیگئی ہے وہ «نظام القرآن وتأویل الفرقان» کے نام سے ایک مہتم بالشان تفسیر لکھ رہے تھے جسکے نوٹس اور اشارات مکمل ہوچکے تھے مگر پورے قرآن مجید کی تفسیر مکمل نہیں ہوئی تھی بلکہ صرف چند ہی سورتوں کی تفسیر لکھ چکے تھے کہ داعی اجل کا پیام آگیا.

مولانا کی کتاب اصول التاویل اور تفسیر کا دیباچہ شائع ہوچکا ہے،

AsliAhleSunnet.com

ان دونوں میں انکے اصول تفسیر اور نظریہ تاویل کی مکمل وضاحت موجود ھے وہ نظم قرآن اور قرآن کی تفسیر خود قرآن ھی سے کرنے پر اصل زور دیتے ھیں، انکے نزدیک قرآن مجید ایک منظم و مربوط کتاب ھے جسکا مفہوم سیاق و سباق، نظائر قرآن اور کلام عرب سے متعین کرنا چاھئے.

مولانا پہلے سورہ کا عمود متین کرکے بتاتے ھیں کہ پوری سورہ اسی مرکزی مضمون کو نمایاں کرتی ھے، ما قبل وما بعد کی سورتوں سے زیر تفسیر سورہ کا تعلق بیان کرتے ھیں، مشکل لفظوں کی تحقیق کرتے ھیں، لغوی تحقیق اور زبان کے اسالیب و استعمالات کی وضاحت کیلئے عرب کے جاھلی شعرا و خطبا کے کلام سے مدد لیتے ھیں احادیث وآثار اور تورات سے اپنے خیال کی تصدیق کرتے ھیں، طویل سورتوں کے مختلف اجزا کی علیحدہ علیحدہ تشریح کرتے ھیں اور ان کے باھمی ربط ونظم کو بھی نہایت خوبی سے واضح کرتے ھیں، ھر آیت کا باھمد گر تعلق بھی پوری شان دلربائی سے بیان کرتے ھیں، پوری سورہ میں جو اھم حقائق و نکات بیان کئے گئے ھیں انکو شرح وبسط کے ساتھ پیش کرتے ھیں، سورہ کے دلائل اور طرز استدلال کی خوبی و دلنشینی کو نمایاں کرتے ھیں، کسی آیت کے غلط مفہوم یا سورہ کی غلط تاویل کی مدلل طور پر تردید کرتے ھیں اور اپنی اختیار کردہ اور مرجح تاویل کے محاسن بتاتے ھیں، سورتوں کے زمانہ نزول کی تعیین اور ان کے اسباب نزول وغیرہ پر بھی اپنے مخصوص انداز میں عالمانہ و فاضلانہ بحث کرتے ھیں.

ھم مولانا کی تفسیری خصوصیات کو نمایاں کرنے کے لئے ان کی ایک تفسیر سورہ والشمس کا اجمالی جائزہ پیش کرتے ھیں اس سے اھل نظر کو

AsliAhleSunnet.com

معلوم ہوگا کہ ان میں اور دوسروں میں کیا فرق ہے۔

اوروں کا ہے پیام اور ، میرا پیام اور ہے
عشق کے درد منـــد کا طرز کلام اور ہے

مولانا فراہی رح کے نزدیک اس سورہ میں قریش اور ان کے بدبخت سردار کو ان کے برے انجام سے ڈرایا گیا ہے اسلئے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی جو سراسر توحید اور کمزوروں کی ہمدردی اور جزا و سزا کی تعلیمات پر مشتمل تھی تکذیب کی تھی۔ ان کے نزدیک یہ سورہ ایک مثال ہے جو قریش کو متنبہ کرنے کیلئے ان کے سامنے رکھی گئی ہے اور جو کچھ وہ اپنے رسول کیساتھ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس کے انجـام کو ان کے سامنے پہلے سے رکھدیا گیا ہے تاکہ وہ آگاہ ہو جائیں۔

ما قبل وما بعد سے اس سورہ کا ربط یہ بتایا ہے کہ سابق سورہ میں اصحاب المیمنہ واصحاب المشئمہ کا ذکر تھا، موخـر الذکر سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناقـدری کی اور اسکی امانت اور بیت اللہ کے فرائض میں بدعنوانیـاں کرکے بدبختی میں پڑے، اس سورہ میں اس شقاوت کے انجام کی تفصیل کی ہے اور قوم ثمود کے اس بدبخت ترین لیڈر کو بطور مثال پیش کیا ہے جس نے اپنی سرکشی سے پوری قوم کو تباہی کے گڑھے میں گرادیا تھـا۔ قریش نے بھی ثمود اور اسکے بدبخت انسان کی روش اختیار کر رکھی ہے، بیت اللہ کے مقاصد ایمان، صبر، مرحمہ اور حق و صبر کی دعوت کو برباد کرنے اور رسول کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جو ان کی بربادی کا موجب ہوگا۔

AsliAhleSunnet.com

اس تنبیہ و انداز کے بعد سلسلۂ سخن خلق خدا کے ساتھ محبت و ہمدردی کے مضمون کی طرف متوجہ ہوگیا تھا اور اختصار کیساتھ خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے نیکو کاروں اور مال کو سمیٹ کر رکھنے والے بخیلوں کے انجام کی طرف اشارہ کیا گیا ھے چنانچہ انہیں کے انجام کار کی تفصیل سورہ والليل میں آئی ھے. گویا یہ پوری سورہ وقد خاب من دسھا کے اجمال کی تشریح ھے اور قد افلح من زکھا میں جس فلاح کی طرف اشارہ ھے اسکا ذکر مجمل چھوڑ کر سورۂ لیل میں اسکی توضیح کی ھے.

سابق ولاحق سے تعلق سے قطع نظر یہ سورہ اپنے اندر ایک مستقل تعلیم حکمت رکھتی ھے یعنی اسمیں سرکشی اور تکذیب کے نتائج پوری وضاحت کیساتھ بیان کردئے گئے ھیں اور اسکو سابق ولاحق سے ملاکر دیکھا جائے تو اس بیماری (سرکشی تکذیب اور بدبختی) کی جڑ کا سراغ لگ جائے گا اور یہ معلوم ھوجائے گا کہ ان تمام مفاسد کی بنیاد اور برائیوں کا سرچشمہ قساوت قلب ھے.

سورہ کے نظم اور اسکے اجزاء کا باھمی تعلق بیان کرتے ھوئے ارشاد فرماتے ھیں کہ اسکی پندرہ آیتوں میں خدا کے قانون جزا و سزا کی شہادت کا ذکر ھے ابتدائی دس آیتوں میں عام دلائل فطرت بیان کئے گئے ھیں اور بقیہ پانچ آیتوں میں مسلم تاریخی شہادتیں مذکور ھیں اور قرآن مجید سے اس اسلوب اور طریقہ بیان کی مثالیں پیش کرتے ھیں کہ وہ تاریخی دلائل کے پہلو بہ پہلو فطری دلائل بیان کرتا ھے جسکا انداز کبھی قسم کا ھوتا ھے جیسے یہاں اور سورۂ فجر میں ھے اور کبھی غیر قسم کا جسکی مثال ﴿اولم یھدھم کم اھلکنا من قبلھم من القرون الخ - سجدہ : ۲۶ - ۲۸﴾ اور ﴿اقتربت الساعة

AsliAhleSunnet.com

وانشق القمر وان یروا آیۃ الخ ۔ قمر : ۱ ۔ ۵ ﴾ سے پیش کی ھے ، پھر وہ آفتاب و ماھتاب ، رات اور دن اور زمین و آسمان کی شہادت کا عمومی پہلو واضح کرکے بتاتے ھیں کہ ان چیزوں کی گواھی کس بات پر پیش کی گئی ھے یہ بڑی دقیق بحث ھے لکھتے ھیں کائنات کی ھر چیز میں اللہ کی کسی صفت کا جلوہ ھوتا ھے جو اسکی صفات حسنہ کی گواھی دے رھی ھے ۔ اللہ کبھی کبھی دقیق اور چھوٹی نشانیوں کی طرف اشارہ کرتا ھے تاکہ معلوم ھو کہ اسکی نشانیاں بے شمار ھیں اور ان کو کوئی گن نہیں سکتا ۔ لیکن اسکا عام دستور یہ ھے کہ وہ صرف اپنی بڑی نعمتوں کو یاد دلاتا ھے ، جن کا وھی انکار کرسکتا ھے جو بالکل بہرا ھو نیز وہ اپنی قدرت و حکمت کی بالکل کھلی ھوئی نشانیوں کا حوالہ دیتا ھے جن کو ھر احساس رکھنے والا انسان بغیر کسی کاوش کے دیکھ لے مثلاً سورج ، چاند ، رات ، دن ، آسمان وغیرہ اسکے ثبوت میں سورۃ آل عمران کے آخری رکوع کی ابتدائی اور سورہ بقرہ کی ﴿ والٰھکم الہ واحد الخ ﴾ آیات نقل کی ھیں ۔

اس تمہید سے وہ یہ ثابت کرتے ھیں کہ آفتاب و ماھتاب کی گردش ، روز و شب کی آمد و شد زمین و آسمان کی خلقت اور انکے عجائب کے اندر توحید ، رحمت الٰھی ، عدل ، قانون جزا و سزا اور انبیاء علیھم السلام کی بعثت کی بے شمار نشانیاں ھیں ، اس عموی شہادت کی توضیح کیلئے وہ ان آیات سے معاد کے ظاھری و باطنی دلائل پیش کرتے ھیں کہ اس سورہ میں مقابلہ کا اسلوب ھے یعنی جن چیزوں کو شہادت میں پیش کیا ھے ان کے مقابل اور جوڑے کا ذکر کیا ھے یعنی سورج کے ساتھ چاند ، دن کے ساتھ رات اور آسمان کے ساتھ زمین کا ذکر ھے اور قرآن سے ثابت کیا ھے کہ اشیاء

AsliAhleSunnet.com

کے جوڑے جوڑے ہونے میں ہمارے لئے بہت سی دلیلیں ہیں . یہ سیاق کلام ہمکو اس تقابل کی طرف متوجہ کرتا ہے جو اس نظام کائنات کے ہر گوشہ میں موجود ہے اور تمام سعی و عمل کے ہنگامہ کا اصل محرک ہے اور جو خود ہمارے نفس کی تربیت کیلئے بھی ضروری ہے کیونکہ نفس انسانی کا تمام شرف و کمال اس ریاضت پر مبنی ہے جو اسکو دو بالکل متضاد میلانات کی کشاکش کے اندر کرنی پڑتی ہے .

کائنات کی ہر چیز ایک پہلو سے بالکل کامل اور مستقل نظر آئے گی دوسرے پہلو سے ناقص اور محتاج ، اس میں حسن وحکمت کا اصلی جمال اسوقت نمایاں ہوتا ہے جب وہ اپنے جوڑے سے مل کر اپنے نقص اور احتیاج کے خلا کو پر کرلیتی ہے .

یہ دنیا متضاد عوامل اور مختلف مد مقابل قوتوں کی ایک رزمگاہ ہے یہاں زندگی اور موت ، تخریب اور تعمیر کی ایک باہمی آویزش ہر گوشہ میں پائی جاتی ہے ، جن کی نگاہیں تہہ تک پہنچنے کی عادی نہیں ہیں وہ اس حالت سے دھوکا کھا جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ دنیا مختلف الاغراض اور جنگ جو دیوتاؤں کا ایک اکھاڑا ہے ، مجوس اسی ثنویت کے چکر میں پھنس گئے اور بت پرست قوموں کے عقائد و نظریات کی گمراہی ثنویت سے بھی بڑھکر ہے حالانکہ یہ محض فکر و نظر کی کوتاہی ہے جن کی نگاہیں ان حکمتوں اور مصلحتوں تک پہنچ گئیں جو اس تصادم اور کشاکش کے اندر پوشیدہ ہیں ان کو صاف دکھائی دیا کہ اس دنیا کی خالق صرف ایک ہی قادر و قیوم ذات ہے ، بس نگاہ کو ان مصالح تک پہنچنا چاہئے جو اس تصادم سے پیدا ہوتے ہیں اسوقت نظر آئے گا کہ ہر چیز جوڑوں کے اتصال اور ان کے باہمی تعلق سے وجود میں آتی ہے . یہ پوری دنیا

AsliAhleSunnet.com

مختلف اجزا و عناصر اور متضاد قوی اور عوامل کی ایک نہایت دلفریب اور حسین وحدت ہے اور یہ تمام متضاد حالتیں یمین و یسار، رات و دن، آسمان و زمین، سردی و گرمی، خوشی اور غمی، نیکی اور بدی اسی وحدت کے احوال و عوارض ہیں ﴿سبحان الذی خلق الأزواج کلها مما تنبت الأرض ومن أنفسهم ومما لا یعلمون - یاسین: ۳۶﴾ باعظمت ہے وہ ذات ہے جس نے پیدا کئے تمام جوڑے نباتات زمین کی قسم میں سے اور خود ان کے اندر سے اور ان چیزوں کے اندر سے جن کو وہ نہیں جانتے۔

اس آیت سے اس قانون کی ہمہ گیری واضح ہوتی ہے اسپر جس قدر غور کرو اسی قدر اللہ کی عظمت اور اسکی رحمت بے نقاب ہوتی ہے اور ہمکو اسکی تسبیح اور حمد کی دعوت دیتی ہے۔

پہلے واضح ہو چکا ہے کہ اس سورہ میں قریش کے لئے ایک عام انداز و تخویف ہے اور روئے سخن خصوصیت سے قریش کے سردار ابو لہب کی طرف ہے، قریش اور ثمود کی مناسبت بہت واضح ہے، قریش تمام عرب کے سردار تھے، ان کے منصب کی عظمت اور ان کی عام ذہنی بلندی سے پورے ملک میں ان کو ایک نمایاں تفوق و برتری کی جگہ دے دی تھی، کسی زمانہ میں یہی حیثیت ثمود کو حاصل تھی، ان کی تمدنی وصنعتی ترقی کا ذکر سورہ فجر میں بھی ہے، عرب ان کے تمدنی آثار کی مثالیں دیا کرتے تھے، دونوں قوموں کے سرداروں میں اس سے زیادہ گہری مناسبت تھی، قریش کے ابو لہب اور ثمود کے قدار ایک ہی قسم کا کردار ہے جو دو بھیسوں میں دو جگہ نمودار ہوگیا ہے، یہ دونوں بدبخت ترین خلائق تھے، یہ دونوں اپنی اپنی قوموں کے سردار تھے اور بالآخر دونوں ہی نے اپنی قوموں کو ہلاکت کے گڑھے میں گرایا۔ غرض ان گوناگوں مناسبتوں کی

AsliAhleSunnet.com

وجہ سے قرآن مجید نے ثمود اور ان کے سردار قدار کو قریش اور ان کے سردار ابو لہب کے سامنے بطور مثال اور نمونہ عبرت کے پیش کیا اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ اب خدا کے عذاب کے پوری طرح مستحق ہوچکے ہیں لیکن نبی اور مومنین کے ایمان کی برکت کی وجہ سے ابھی وہ اسکی زد سے محفوظ ہیں، جس روز یہ امان اٹھ جائیگی اور پیغمبر اپنی جماعت کے ساتھ ان کو چھوڑ کر ان سے الگ ہوجائے گا عذاب الہی آدھمکے گا.

﴿ وما كان الله ليعذبهم وأنت فيهم وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون ـ انفال : ۳۳ ﴾.

اور ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا تھا کہ اللہ ان کو عذاب دیتا درآنحالیکہ تم ان کے اندر موجود تھے اور نہیں تھا اللہ ان کو عذاب دینے والا درآنحالیکہ وہ اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہوں.

اس سورہ میں مولانا قریش کی ہلاکت کا ایک نہایت لطیف اشارہ یہ بتاتے ہیں کہ ثمود کی سرکشی کا یہ عالم تھا کہ پیغمبر کو چھٹلانے ہی پر بس نہیں کیا بلکہ ناقہ کو ہلاک کر دینے کے بعد اپنے پیغمبر کو قتل کردینے کا بھی ارادہ کیا، سورۂ نمل میں ﴿ قالوا تقاسموا بالله لنبيتنه وأهله الخ ﴾ میں اسی کا ذکر ہے قریش کے اپنے پیغمبر کیساتھ معاملہ کا ذکر بھی سورۂ انفال میں ﴿ واذ يمكربك الذين كفروا ليثبتوك أو يقتلوك أو يخرجوك ﴾ کہکر کیا گیا ہے، دونوں واقعات میں کس قدر مشابہت ہے، قریش کے معاملہ کی اٹھان بالکل ثمود ہی کے انداز پر تھی، اسوجہ سے پہلے سے معلوم تھا کہ ان کی سرکشی بالآخر کس نتیجہ تک پہنچے گی ثمود کا واقعہ اسی لئے سنایا گیا کہ قریش اپنے آغاز و انجام کی حکایت پہلے سے سُن

AsliAhleSunnet.com

رکھیں اور اگر اس سے عبرت حاصل کرنا چاہیں تو عبرت حاصل کرلیں۔ قرآن نے واقعہ کی تفصیل کے بجائے اہم پہلوؤں کی طرف اشارے کر دئے یہ اسکا عام انداز ہے۔

﴿ هل اتاك حديث الجنود فرعون وثمود بل الذين كفروا فى تكذيب والله من ورائهم محيط - بروج: ۱۷ - ۲۰ ﴾۔

کیا تم نے لشکروں کی سرگذشت سنی، فرعون اور ثمود کی؟ بلکہ کافر لوگ تکذیب کے در پے ہیں اور اللہ ان کے آگے سے ان کو گھیرے ہوئے ہے۔

اسکے بعد مولانا قوموں کے مواخذہ کا قانون الہی یہ بتاتے ہیں کہ اللہ نافرمانی کی وجہ سے ان کو فوراً تباہ نہیں کرتا بلکہ ان کے بہت سے گناہوں سے درگذر فرماتا اور مہلت دیتا ہے تاکہ جو توبہ کرنا چاہیں وہ توبہ کرلیں اور جو ہلاک ہونا چاہیں وہ پورے طور پر عذاب کے مستحق ہوجائیں، اسکی مثال میں یہود کو پیش کرتے ہیں کہ ان کی نافرمانیوں پر بار بار سزا دیگئی لیکن جب تک حضرت زکریا و یحیی کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام کو اپنے زعم کے مطابق قتل کرکے اپنا پیمانہ لبریز نہیں کرلیا اسوقت تک اللہ نے نہ ان سے شریعت چھینی اور نہ اپنا رشتہ کاٹا۔

ان مقدمات کو پوری طرح ذہن نشین کرانے کے بعد وہ امت مرحومہ کی تاریخ کے بعض اوراق الٹتے ہیں اور ان کی روشنی میں ایسے نتائج و احوال کا ذکر کرتے ہیں جو ماضی میں ہوچکے ہیں اور ضروری ہے کہ آیندہ بھی واقع ہوں کیونکہ یہ چیز منجملہ سنت الہیہ کے ہے جسکی نسبت قرآن نے کہا ہے کہ اس میں تبدیلی نہ پاؤگے یعنی سرکشوں اور مفسدوں

AsliAhleSunnet.com

کی گرفت کا وہ قانون جو اٹل ہے اور جو ہمیشہ بے لاگ ظہور میں آتا ہے.

آخر میں ولا یخاف عقباہا کی تفسیر کرتے ہوئے پہلے یہ حقیقت واضح کی ہے کہ قرآن جس طرح اگلے صحیفوں کا مصداق اور ان کی تکمیل کرنے والا ہے اسی طرح ان کے اختلافات میں فیصلہ کی کسوٹی ہے، اس نے جا بجا اپنی یہ حیثیت نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کی ہے پس جسطرح وہ ان کی بہت سی باتوں کی تصدیق کرتا ہے اسی طرح ان کی بہت سی باتوں کی پرزور تردید بھی کرتا ہے جو یہود نے ان میں ملادی تھیں اور جن کو حقیقت سے کوئی علاقہ نہیں مثلا ﴿ ولقد خلقنا السماوات والأرض وما بینهما فی ستة أیام ﴾ اور ہم نے پیدا کیا آسمان و زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں. یہاں تک تو بعینہ تورات کے بیان کی تصدیق تھی پھر فرمایا: ﴿ وما مسنا من لغوب ۔ ق: ۳۸ ﴾ اور ہم کو ذرا بھی تکان نہیں محسوس ہوئی.

یہ ٹکڑا قرآن مجید کے مہیمن اور حکم ہونے کو نمایاں کرتا ہے، اس میں تورات کے باب پیدائش کے اس بیان کی تردید ہے جو یہود نے اس میں ملا دیا ہے کہ:

«خداوند نے چھ دن کام کیا اور ساتویں دن آرام کیا».

از ضیاء الدین اصلاحی
دار المصنفین، اعظم گڈھ

● ● ●

AsliAhleSunnet.com

جامعہ سلفیہ

ہندوستان میں علوم اسلامی کے فروغ میں کتب خانوں کا حصہ

اسلام میں علم، کتاب اور درس وتدریس کی تاریخ کے صفحات الٹئے تو اندازہ ہوگا کہ اسکی عظمت تقدیس اور تحفظ میں کیا کیا مصائب جھیلے گئے ہیں، تشنگان علم نے کن کن سنگلاخ زمینوں کی پیمائش کی ہے اور کن ناپیدا کنار سمندروں کے سینے چیر کر رکھدئے۔ کتاب اللہ کی تذھیب وزیبائش سے لیکر تفسیر، فقہ، حدیث، منطق، فلسفہ، نجوم، طب، تاریخ، انشاء، شاعری اور دیگر اصناف علم میں جو گرانقدر خدمات انجام دی گئی ہیں انکے اجمال کا احاطہ بھی کارے دارد۔

یہ سب اسی کتاب کے طفیل تھا جس میں ﴿علم الانسان، مالم یعلم﴾ اور ﴿وعلم آدم الاسماء﴾ اور ﴿اقرأ باسم ربك الذی خلق﴾ جیسی آیات بابرکات کی بدولت علوم کو فروغ عطا ھوا۔ علم کے شیدائی اور جویا صحراء عرب سے نکل کر عراق، مصر، افریقہ، ایران، خراسان اور ماوراء النہر کی سرحدوں کو پار کر کے چین تک پہونچے، قلم اور روشنائی کے ذریعہ صفحہ قرطاس پر ثبت ھونے والا علم جہاں جہاں پہونچا، جوھر شناسوں نے اسے آنکھوں سے لگایا، قدر دانوں نے دست بدست منتقل کیا، اھل استعداد نے از راہ قدر دانی انکی پذیرائی کی اور نگہداشت کے سامان مہیا کئیے اور اسطرح علوم کو عالم اسلام میں وہ بے مثال مرتبہ ملا جسکا دنیا کی

AsliAhleSunnet.com

کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی(۱).

ہندوستان بھی اس دولت بے بہا کے حصول، اسکی حفاظت اور فروغ میں کسی دوسرے ملک سے پیچھے نہیں رہا.

عہد اسلامی کے ہندوستان میں تصنیف وتالیف کی روایت صوفیا، علماء، مشایخ، شعراء اور ادبا کے متواتر آنے والے قافلوں کیساتھ ساتھ جاری رہی اور عالم اسلام کے کسی گوشہ میں تصنیف ہونے والی چیز انکے سینوں زبانوں اور ہاتھوں کے ذریعہ یہاں پہونچتی رہی(۲) اور ملک کے ممتاز شہر کے باشندے ان علوم سے اپنے سینے منور کرتے رہے مولانا حکیم سید عبد الحی فرماتے ہیں:

"سب سے پہلے سندھ اور ملتان کے ریگستانوں میں علم کے ذرے چمکے اور انکی جگمگاہٹ اتنی بڑھ گئی کہ رفتہ رفتہ سارے ہندوستان میں انکی روشنی پھیل گئی اور جب ملوك غزنویہ نے لاہور کو ہندوستان کا دار السلطنت قرار دیا تو اس شہر نے سب سے پہلے اس روشنی سے فائدہ اٹھایا. جب دہلی فتح

(۱) مدرسہ نظامیہ (۱۰۹۲)، مدرسہ مستنصریہ، قرطبہ (۱۲۳۳)، سلطان عبد العزیز، قاہرہ بنو عمار، تریپولی، الحکم مستنصر، قرطبہ. ابو نصر بغداد کے کتب خانے ممتاز شہرت کے حامل تھے. بیت الحکمت کے علاوہ دنیائے اسلام کے ۳۶ عدد کتب خانے اپنا جواب نہیں رکھتے تھے. بیت الحکمت کے نگراں سہل بن ہارون اور سعید بن ہارون تھے.

(۲) ہندوستانی عالم سد ھانت نے خلیفہ بغداد کے حکم سے عربی میں ابن المقفع کے ذریعہ پنچ تنتر کا ترجمہ کلیلہ دمنہ کے نام سے کرایا.

AsliAhleSunnet.com

ہوئی تو بادشاہوں کی قدر دانی سے علماء باکمال ہر طرف سے سمٹ سمٹ کر دھلی آنے لگے اور ایسے جلیل القدر علماء دھلی میں مجتمع ہوگئے جسکا شہرہ سن کر دور دور سے لوگ آتے اور فیضیاب ہوتے تھے، ص ۹

چنانچہ دھلی کو رشک بغداد، قاہرہ کا مد مقابل اور قسطنطنیہ کا ہم پلہ کہلایا.

در ہر صورت آیندہ کے ہندوستان میں حمید الدین ناگوری، ملا مبارک فیضی، ملا عبد النبی، ملا طاہر فتنی سے لیکر شیخ احمد سرہندی، شاہ ولی اللہ اور مولانا عبد الحی فرنگی محلی یا بعد تک کے جن کثیر التصانیف بزرگان دین کی تفسیریں، شرحیں اور مواعظ وملفوظات اگر دستبرد زمانہ سے محفوظ رہ گئیں تو وہ ان کتب خانوں کی بدولت جو سرکاری یا شخصی طور پر کتابوں کی سر پرستی کرنے والوں کے ذریعہ ہندوستان کے علمی مراکز میں قائم ہوکر اسلامی سوسائٹی کا جزو لاینفک بن گئے تھے.

بھکر، تھٹہ، ملتان، لاہور، اُچہ، دھلی، اکبر آباد، دکن، گجرات، بنگال کی سرکاروں اور انکے درباروں نے علماء، مصنفین اور شعراء کو نوازنے اور انکے آثار کو گرانقدر صلہ دینے کا جو سلسلہ شروع کیا تو ہرطرف سے اہل علم جوق در جوق اپنے کارنامے لیکر حاضر ہونے لگے. قاضی عضد کو دھلی آنے کی دعوت دی گئی، سعدی ہوں یا حافظ یہاں نہ آسکے لیکن غزلیں اور کلام بھیج کر خاطر خواہ انعام کے مستحق قرار پائے. گلستاں اور بوستاں کے پرکیف تحائف اسی عہد میں اودیوں اور مغلوں کے ذاتی کتب خانوں کا جز بنے.

AsliAhleSunnet.com

یہ بات باقاعدہ طور پر معلوم نہیں ہوسکی کہ علم کے سرمایہ کو باقاعدہ محفوظ کرنا کب شروع کیا گیا. قطب الدین ایبک اور غیاث الدین بلبن کے خزانہ عامرہ کی تعداد میں محمد بن تغلق نے نادر کتابوں کا اضافہ کیا. یہ وہی سلطان تھا جس نے صرف چند کتابوں کے عوض ایک شخص کو بیس (۲۰) ہزار طلائی مثقال انعام میں دئے تھے اور اسکے جانشین فیروز تغلق نے قلعہ نگر کوٹ کی فتح میں جوالامکھی نامی کتب خانہ سے ہندو مذہب اور فلسفہ ویدانت کی تقریباً تیرہ سو (۱۳۰) کتابیں حاصل کی تھیں[1] اور مولانا اعز الدین خالد خانی نے جو چند تراجم کئے تھے ان میں دلائل فیروز شاہی آج بھی دستیاب ہے[2].

مغلوں نے جہاں ہندوستان میں ہر شعبہ کو ایک حسن اور تنوع بخشا وہاں کتب خانہ کو بھی ایک فن کی حیثیت دی. ظہیر الدین بابر کو لاہور کی فتح میں غازی خان کا بیش بہا علمی خزانہ ہاتھ آیا تو اسکی بیگم نو بہار نے امرتسر میں پہلا سرکاری کتب خانہ قائم کیا. اپنے جہیز میں شاہنامہ فردوسی، ابن عربشاہ اور شرف الدین یزدی کے ظفر نامۂ تیموری ساتھ لائی تھی اور مزید کتابوں کو جمع کرنے کیلئے یہ اعلان کرایا کہ جو شخص بھی کسی اچھی کتاب کا کوئی نسخہ خزانہ عامرہ میں لائیگا منھ مانگا دام

---

(۱) ٹکسلا، نالندہ، بنارس، وکرم شلا، میتھلا، اونت پوری. مشرق میں، وبھی اور کنھری گجرات اور مغربی گھاٹ اور مغربی ہندوستان میں، جیسلمیر، سورت اور احمد آباد میں بھی ہندو عہد کے اکثر کتب خانے موجود تھے.

(۲) فتاوی تاتار خانی اسی قسم کے اداروں کی وجہ سے تاتار خاں کی نگرانی میں تدوین ہوئی.

AsliAhleSunnet.com

پائیگا. دھلی آ کر بابر نے نو بہار کی نگرانی میں کتب خانہ کی خاص عمارت تعمیر کروائی، علماء وفضلا کے مشورہ سے کتابوں کو زبان وعلوم کے لحاظ سے درجہ بندی کروائی اور دار الترجمہ کے شعبہ کی ابتدا کروائی جو اکبر کے دور حکومت میں اپنے کمال کو پہونچا.

ہمایوں بادشاہ از بام افتاد کی تاریخ شیر منڈل کی یاد دلاتی ہے[1]، جو اسکی ذاتی لائبریری اور رصدگاہ تھی. کتابوں کے اس شیدائی نے جان بچا کر بھاگنے کے عالم میں بھی اونٹوں پر اپنا ذاتی کتب خانہ اپنے ساتھ رکھا. ہمایوں نے بابر کے کتب خانہ سلطنتی کے متعدد نسخوں کو مصور کرانے کیلئے معروف نقاش بہزاد کو بلوایا اور تاریخ تیموری اور ریاض الادویہ تصویروں سے آراستہ ہوئیں. کتب خانہ کے ناظم نظام معروف بہ باز بہادر نے شیر منڈل اور کتب خانہ سلطنتی کا جو ذخیرہ ترتیب دیا تھا وہ اکبری عہد میں مثمن برج آگرہ میں واقع کتب خانہ کی عمارت کی زینت بنیں.

اکبری دور میں شاہی کتب خانہ کی شہرت بیرون ملک پہونچی اور عالم اسلام کے دانشمندوں اور تشنگان علم کی کشش کا باعث بنی. کتب خانہ اسکندریہ اور جامع ازہر کی شہرت پھیکی پڑگئی. اس کتب خانہ میں مصنفین اور مترجمین کی بڑی تعداد کے بیش بہا آثار اور نوادر کے علاوہ اعتماد خاں گجراتی اور فیضی کے ورثہ کی ۴۶۰۰ کتابیں جو طب، نجوم، حکمت،

---

(۱) اسے خانہ طلسم بھی کہا جاتا تھا جہاں جائے نماز، کتابیں، قلمدان، جزدان مصور کتابیں اور خطاطی کے نمونے بھی اپنی اپنی جگہ پر ہوتے.

AsliAhleSunnet.com

تصوف، ہندسہ ہیئت، فقہ اور حدیث پر مشتمل تھیں، داخل کتب خانہ ہوئیں، ملا عبد النبی کو انوار المشکاۃ کا نسخہ اعتماد خاں گجراتی کے ذخیرہ سے ملا۔ یونانی، سریانی، سنسکرت، عربی اور فارسی کے علماء کا ایک گروہ تراجم میں مشغول تھا تو صدہا کاتبوں، خوشنویسوں، نقاشوں، مصحح اور جلد سازوں اور مصوروں کا جم غفیر۔ ان تصانیف کو بہتر سے بہتر بنانے میں مصروف رہتا۔ معجم البلدان۔ چنگیز نامہ، ظفر نامہ، عیار دانش، نل دمن، مہابھارت۔ رامائن اور کلیلہ دمنہ، شاہنامہ، گلستاں، مثنوی مولوی خاقانی، حافظ کے کلام کے درجنوں نسخے مترجم اور مصور موجود تھے۔ قصہ امیر حمزہ کی بارہ جلدوں کی تقریباً ۱۴۰۰ تصویریں موجود تھیں۔ تورات اور انجیل کے مترجم نسخے علاحدہ تھے۔

کہا جاتا ہے کہ اکبری عہد کا کتب خانہ حرم کے اندر اور باہر دو حصوں میں تقسیم تھا۔ مقامی زبانوں میں ہندی، کشمیری اور بیرونی میں یونانی اور عربی اور فارسی کے سکشن جدا جدا تھے۔ اخلاق ناصری، کیمیائے سعادت، قابوس نامہ، حدیقہ سنائی، مکتوبات شرف منیری، معجم البلدان، وفیات البدری، روضۃ الاحباب، تفسیر حسینی، تفسیر کشاف، اقبال نامہ جیسی اخلاقی، ادبی، دینی اور تاریخی کتابوں پر مشتمل اس کتب خانہ میں ۲۷ ہزار کتابیں مختلف علوم وفنون سے متعلق موجود تھیں جن میں تقریباً ۲۵ ہزار نسخے خوشخط، مصور اور مجلد تھے۔ اس کتاب خانہ کے کتابدار ملا پیر بلال اور عنایت اللہ شیرازی نہ صرف نگرانی پر مامور تھے بلکہ آنے جانے والے ملکی اور غیر ملکی مہمانوں کی پذیرائی قیام اور دیگر سہولتوں کا انتظام بھی انکے ذمہ تھا۔ اس وقت اس کتب

AsliAhleSunnet.com

خانہ کی مالیت دو سو پچاس لاکھ روپئے تھی جو آج کے ۵ سو ملین روپئے کے برابر ہے۔

جہانگیری خزانہ عامرہ میں یورپین مصنفین کی کتابوں کا اضافہ ہوا۔ مشہور ایرانی عالم زمخشری کی تفسیر کو ۲ ہزار طلائی سکہ کا ہدیہ دے کر نایاب نسخہ کا اضافہ کیا گیا جو آج خدا بخش لائبریری میں محفوظ ہے۔ جہانگیر نے مصوری سے شوق کی بنا پر نقاشی اور مصوری کے شاہکاروں کا ایک الگ شعبہ قائم کیا اور کہا جاتا ہے کہ یورپ کے آرٹ اور نقاشی کی گیلریاں اسی کی نقل میں ہیں۔ جہانگیر نے گجرات کے سفر میں ایک نادر کتب خانہ حاصل کیا جس میں وہاں کے مشائخ کی طرف سے ہدیہ کئے ہوئے تفسیر حسینی، تفسیر کشاف اور روضۃ الاحباب کے نسخے بھی تھے۔

عبد الرحیم خانخاناں اپنی علمی سرپرستی میں بے مثال کردار ادا کرگیا ہے نادر اور بیشتر کتابوں کا عمدہ ذخیرہ ذاتی طور پر کر رکھا تھا۔ عبد الباقی کی مآثر رحیمی میں ایک کتب خانہ کی قلمی تصویر ہے جس میں ایک فرد کھڑا ہوکر کتاب پڑھ رہا ہے اور ایک جماعت سامنے بیٹھی ہوئی سُن رہی ہے۔ اس تصویر سے تین باتیں واضح ہوتی ہیں:

۱ — تعمیر کتب خانہ۔

۲ — ترتیب کتب۔

۳ — طریقہ کتب بینی اور کتاب کا استعمال۔

اس طرح کتب خانے شاہی، صوبائی، مدارس اور مخصوص لوگوں

AsliAhleSunnet.com

کے ذریعہ وجود میں آتے.

شاھجہانی عہد نے کتب خانہ کے شعبہ کو اور رونق بخشی اور تاریخی کتابوں کی تصنیف وتالیف کا مرکز شاھی کتب خانہ ھی تھا. عبد الحمید لاھوری، طباطبائی اور محمد امین قزوینی، صادق خان اور صالح کنبوہ کے منثور ومنظوم بادشاہ ناموں کے مذھب اور مصور نسخوں کی بڑی تعداد نے خزانہ عامرہ کو مالا مال کیا. اسی کے دائرۃ المعارف میں لغت ناموں کا سلسلہ شروع ھوا. منتخب اللغات شاھجہانی اسی کی علمی دلچسپیوں کا ثمرہ تھی اس دائرۃ المعارف کو بعد میں چہار عنصر دانش کے نام سے پکارا گیا جہاں اور دوسرے علوم کے علاوہ زیچ شاھجہانی جیسی علم نجوم اور ھیئت سے متعلق کتاب کا اضافہ ھوا. شاھجہانی دائرۃ المعارف کا انچارج عبد الرحمان شیدائی تھا اور بعد میں میر صالح ولد عبد اللہ مشکین رقم کتب خانہ کے داروغہ بنے.

اورنگزیب نے بھی اپنے جنگی مشاغل اور ملکی مہمات کی مصروفیت کے باوجود کتابوں کے ذخیرہ کرنے اور فتاوائے عالمگیری جیسی مشہور ومعروف کتاب کی تدوین میں انتہائی ذوق وشوق کا ثبوت دیا. علماء اور فقہاء کو شاھی کتب خانہ کی تفسیر، حدیث اور فقہ پر مشتمل کتابوں سے استفادہ کرنے کی ھر قسم کی آسانی فراھم کی. یہ بات قابل ذکر ھے کہ اورنگزیب کے دینی اور شرعی رجحان سے اب حدیث، فقہ، اصول فقہ اور شریعت سے متعلق تصنیفات وتالیفات کا نیا دور شروع ھوا اور خزانہ عامرہ اب صرف داستانوں اور اخلاقیات یا دنیوی علوم کی تصانیف کا ذخیرہ نہیں بلکہ دین شرع اور اسلامی تاریخ کے موضوعات کا مرکز بنایا گیا.

AsliAhleSunnet.com

اورنگزیب نے اپنے آخری عہد میں دکن کی چڑھائی میں مشہور ومعروف عالم، فاضل، وزیر محمودگاوان کا ذاتی کتب خانہ پایا جہاں تین ہزار کتابوں کا فقید المثال خزانہ ہاتھ آیا اور جس میں متعدد نسخے ہرن کی کھال پر لکھے ہوئے تھے. ان سب کو کتب خانہ سلطنتی کا حصہ بنا دیا گیا.

یہ تو ان کتب خانوں کے بارہ میں ہے جن کو مورخین، تذکرہ نگاروں اور ملفوظ نگاروں نے بقدر ذوق اور ضرورت اپنے صفحات میں محفوظ کرلیا تھا ورنہ ان آٹھ نو سو برسوں میں ملک کے قریہ قریہ، قصبات اور شہروں میں بے شمار کتب خانے رہے ہوں گے جو نوادرات اور بے مثال قلمی نسخوں سے معمور رہے ہونگے اور انقلاب زمانہ کے ہاتھوں ردی کے بھاؤ ایسے ہی فروخت ہوئے ہونگے جیسے خزانہ عامرہ اور شاہی کتب خانوں کے وہ آثار جن کے کاتبوں نے «تمت تمام شد کار من نظام شد» یا همیشه نماند سیه بر سفید» نویسنده راهست فردا امید یا پھر قاریا برمن مکن قهر وعتاب» یا «عرض نقشے است کز ما یاد ماند» جیسے دعائیہ مصرعہ اور قطعات لکھے تھے اور ترقیموں میں سرپرست معنون کی جانے والی شخصیات کے نام ونسب کو سراہنے کے بعد دن، مہینہ سال اور صبح وشام تک کا ذکر کرتے. اور اسی نیک نیتی کی برکت ہوتی کہ ان کتابوں کو احترام، اہتمام اور ذوق وشوق سے باپ دادا کی میراث بنا کر رکھا جاتا.

تاریخ تعلیم، مصنفہ پروفیسر نوشہ علی میں تقریباً ۹۰ عدد ایسے کتب خانوں کی فہرست دی گئی ہے جو تاریخی حیثیت سے ممتاز رہے ہیں.

AsliAhleSunnet.com

یہ ان لا تعداد ہندوستانی کتب خانوں میں سے ہیں جہاں علوم اسلامی کے تقریباً صد در صد موضوعات پر تصنیف کی ہوئی علماء، مشایخ، فلاسفہ دانشمندوں، شاعروں، مورخوں اور مترجمین کی کتابیں محفوظ کی گئیں اور آج اگر ہم ان کتابوں سے استفادہ کر رہے ہیں تو جہاں ایک طرف ہم ان کے لکھنے والوں کے نام نامی یاد کرتے ہیں، وہیں ہمیں ان علمی ذخائر کی سرپرستی کرنے والوں، نگہداری کرنے والوں اور ہرحال میں اسے قائم ودائم رکھنے والوں کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔؟

از شعیب اعظمی
استاد فارسی شعبہ اسلامک وعرب ایرانین اسٹڈیز
جامعہ ملیہ اسلامیہ، دھلی

AsliAhleSunnet.com

علوم اسلامیہ میں ہندوستانی مسلمانوں کا حصہ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين. أما بعد:

دنیا کے سب سے بڑے معلم اخلاق حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حراء میں پہلی وحی خداوندی کا ظہور ہوا، تئیس برس کے بعد اس وحی مبین کے اختتام کا اعلان میدان عرفات میں ہوا اور اس طرح دین حق کی تکمیل ہوئی اور بارگاہ صمدیت سے تاقیام قیامت اسی دین کو قبولیت اور پذیرائی کا شرف بخشا گیا اور یہ وحی اپنی حقانیت کی بناء پر اتنی پُرکشش اور جاذبیت سے مملوء تھی کہ اس پر ایمان لانے والے تمام دنیوی مال ومتاع سے بے نیاز ہوکر بیشمار مصائب وآلام پر صابر وشاکر رہ کر بالآخر اپنے اثاثہ، عزیز واقارب، مکانات اور دیگر دنیوی عیش وعشرت کے سامان کو خیر باد کہتے ہوئے اپنے وطن مالوف سے روانہ ہوئے. اس قسم کی قربانیوں سے اقوام عالم کی تاریخ خالی ہے اور اسی اعتقاد اور جہد مسلسل سے اسکے ماننے والے صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر ملال کے بعد بعونہ تعالی قریب قریب سارے حجاز پر حکمران ہوکر قرآن وسنت کے آئین کے تحت حکومت کرنے لگے اور پچاس سال کے قلیل عرصے میں اس دین کی نورانی شعاعیں تاشقند وسمرقند واستنبول

AsliAhleSunnet.com

وقبرص اور افریقه کو منور کرگئیں . اسپر مستزاد یه که پہلی صدی ہجری کے اواخر میں ھی دین حق کی تبلیغ وتشہیر پر اپنے مال ومتاع اور جان عزیز کو قربان کرنے والے مجاھدین باب السلام سے بر صغیر میں داخل ھوچکے تھے اور ان جانبازوں کی سیرت اور کمال درجے کی امانت داری وپارسائی اور دیانتداری کو دیکھ کر ھی اسلام کی آواز حق مشرق بعید سے آگے کی بستیوں اور دور دراز علاقوں تک پہنچ گئی اور چونکہ ان بزرگوں کے قلوب واذھان میں « بلغوا عنی ولو آیة » اور « وأجودھم بعدی رجل علم علماً فنشر علمه » کے معانی اور مطالب پوری طرح جاگزیں ھوچکے تھے اس لئے یه جہاں کہیں پہونچے دوسروں کو دین حق کی دعوت دیتے رھے اور اپنی کوششوں سے دوسروں کو اسلام کی طرف مائل کرنے میں ھرجگه کامیاب وکامران رھے ، اسلامی علوم وفنون کی پوری تندھی سے آبیاری کرتے رھے ، یہی وجه ھے که محدث جلیل ربیع بن صبیح وغیره جیسے اعاظم رجال بر صغیر کے سمندری ساحلوں کے کنارے ابدی نیند سورھے ھیں ، رحمھم الله .

وقت گذرتا گیا اور مسلمانوں نے دوسرے ادیان باطله کی آمیزش کو اسلام میں داخل کرنا شروع کیا حتی که نوبت باینجا رسید که بیشتر مسلمان .

ترے دین وعمل سے آرھی ھے بوئے رھبانی
یہی ھے مرنے والی امتوں کا عالم پیری

کا مثیل بنتے گئے اور نام نہاد صوفیوں اور درویشوں کے بے سند طریقوں کے دلداده بننے لگے نیز محدث جلیل حضرت عبد الله بن مبارك کے فرمان :

وھل افسد الدین إلا الملوك و أحبار سوء ورھبانھا

AsliAhleSunnet.com

کے مصداق اکثر وبیشتر سلاطین وطن کی تعیش پسندی اور رقص وسرور کی مجالس ومحافل اور ان کی بے عملی اور بے حسی سے اسلامی حقائق کو بڑا زک اور نقصان پہونچا اور انہیں کے درباروں میں غیروں کے عقائد واعمال گھل مل گئے اور شرک اکبر کے لئے دروازے کھلنے لگے اور نئی نئی بدعتیں وجود پذیر ہوئیں اور ان شرکیات وبدعات میں بے عمل درویشوں اور قبر کے پجاریوں نے بھی بدترین رول ادا کیا، جس کے استیصال کے لئے خداوند علیم وحکیم نے شاہ ولی اللہ دھلوی کو پیدا کیا جنہوں نے قرآن عزیز کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا اور اس پر انہوں نے اپنوں اور غیروں کے ہدف ملامت سے بے نیاز ہوکر ایک اہم کارنامہ انجام دیا جو قیامت تک موصوف کے حق میں صدقۂ جاریہ رہے گا. نیز اسلام کے اسرار ورموز اور حقائق ومعارف کو حجۃ اللہ البالغہ کی شکل میں زندہ جاوید بے نظیر اور لاثانی یادگار کے طور پر چھوڑ گئے.

شاہ صاحب کی وفات (۱۱۷۶ھ) کے بعد انہیں کے صاحبزادوں میں سے شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر نے قرآن حکیم کے تراجم اور حواشی اردو میں لکھے اور یہ اردو داں طبقہ کے لئے بڑے ہی سود مند اور نفع بخش ثابت ہوئے نیز دود مان ولی اللہ کے چشم وچراغ شاہ اسماعیل شہید نے شرک وبدعت کی تردید میں تقویۃ الایمان تصنیف کی اور خود بالا کوٹ کے شہداء کی صف اول کے شہسواروں میں ثابت قدمی سے جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہوکر شہادت پائی اور بعد میں یوما فیوما یہ مدرسہ سید نذیر حسین محدث دھلوی متوفی) ۱۳۲۰ھ) کی ذات کیطرف منتقل ہوا جنہوں نے کثیر تعداد میں عباد الرحمن کو حدیث کے اصلی خد وخال سے واقف کرایا

AsliAhleSunnet.com

اور مدت مدید تک درس حدیث کی مسند پر متمکن رہے. مزید برآں معیار الحق اور فتاوی نذیریہ جیسی قابل قدر اور مستند کتابیں تصنیف کیں اگر چہ فتاوی کو کتابی شکل میں مدون کرنا بھی آپ کے شاگردوں ہی نے انجام دیا بہر حال مرحوم نے اس کے علاوہ بے شمار وقت کے عظیم المرتبت تلامذہ اپنی یادگار چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہوئے فرحمہ اللہ تعالی.

بر صغیر میں اکثر وبیشتر علماء تقلیدی زنجیروں میں مقید تھے اور اپنے اپنے حلقۂ درس میں کتاب اللہ کی تفسیر اور حدیث نبوی کی تشریح کے بدلے صرف فقہ کی حدود تک ہی درس و تدریس کا کام ہوتا تھا تو اس کمی کو پورا کرنے کے لئے رب کائنات کی طرف سے بر صغیر کے مسلمانوں کو سید صدیق حسن خاں کی ذات ایک نعمت عظمی ثابت ہوئی جنہوں نے سلفی المشرب ہوتے ہوئے تقلیدی زنجیروں کو توڑنے کے لئے اور مسلمانوں کو خالص توحید وسنت سے منور مسلک کی طرف منقلب کرنے میں کافی جد وجہد کی اور دو سو سے زیادہ کتابیں تصنیف کر کے ایک نیا ریکارڈ قائم کیا ۔ اور انہیں کے ہم مسلک شیخ عبد الرحمن مبارکپوری نے سنن ترمذی کی عربی میں بے نظیر شرح اور شیخ شمس الحق عظیم آبادی نے ابو داود کی عربی شرح عون المعبود لکھکر حدیث نبوی کی قابل تعریف خدمت کا فریضہ ادا کیا ۔

کتاب مبین کا یہ ایک معجزہ ہے کہ اس کے بیان کردہ حقائق میں سے (ودوا ما عنتم) کے ذریعہ مسلمانوں کو اس امر سے مطلع کیا جاتا ہے کہ اعداء الدین ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف مضرت کے متمنی رہیں گے گویا ان کا طرز عمل « پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو » ہوگا ، چنانچہ

AsliAhleSunnet.com

برطانیہ کے نصرانیوں نے ایک جعلی اور بناوٹی نبی کی ساخت میں بڑی گہری سازش سے منصوبہ بنا کر مسلمانان ہند کے اندر افتراق وانتشار کا ایک خطرناک فتنہ کھڑا کیا اور اسی جعلی اور بناوٹی مسیح موعود قادیان کے متنبی کاذب کی کذب گوئی، دغابازی، جعلسازی اور فریب کاری کا قلع قمع کرنے میں ایک کشمیری النسل یگانۂ روزگار مناظر اسلام نے بے مثال کردار کا مظاہرہ کیا اور وہ ہیں شیخ الاسلام مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری نور اللہ مضجعہ جن کے کارناموں کو آیندہ نسلیں انشاء اللہ العزیز قیامت تک قدر کی نگاہوں سے دیکھتی رہیں گی، اور قادیانی کذاب کی تردید وتنقیص میں ان کی بلند پایہ تصانیف سے سبھی اہل اسلام مستفید اور مستفیض ہوتے رہیں گے، وباللہ التوفیق.

اگر چہ قادیانی کذاب کے رد میں دیگر بزرگوں مثلا محمد حسین بٹالوی اور محمد ابراہیم سیالکوٹی نے بھی اپنا فرض ادا کیا مگر ان اصحاب اور ان جیسے دوسرے علماء وفضلاء میں علامہ امرتسری کا کارنامہ سب سے مقدم ہے نیز نصاری وملحدین اور دیگر اعداء الدین کے رد میں مرحوم کی تصانیف سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں اسی لئے برصغیر کی بیشتر بستیوں میں کسی نہ کسی جامعہ، اکیڈمی، دار العلوم اور اخبار وماہنامہ وغیرہ کو جماعت اہل حدیث کے زعماء نے مرحوم کے نام کے ساتھ بطور یادگار معنون کیا ہے، ذلك فضل الله يؤتيه من يشآء.

برصغیر کے مسلمانوں نے اسلامی علوم کے فروغ کے سلسلہ میں تفسیر، حدیث، اصول حدیث، سیرت، تاریخ اور فصاحت وبلاغت وغیرہ قسم کے ہر فن میں بفضلہ تعالی قابل تعریف کارنامے انجام دئے ہیں. چنانچہ

AsliAhleSunnet.com

تفسیر کے ضمن میں سید صدیق حسن خاں صاحب کی عربی تفسیر فتح البیان اور ترجمان القرآن بلطائف البیان اور تفسیر سید احمد حسن دھلوی کی احسن التفـــاسیر ، وحید الزماں کی تفسیر وحیدی ، مولانا ثناء اللہ صاحب کی تفسیر ثنائی اور تفسیر القرآن بکلام الرحمن ، عبد الستار صاحب کی تفسیر ستاری سید عبد اللہ غزنوی صاحب کے اولاد واحفاد کا ترجمہ قرآن اور اس کے قیمتی حواشی وغیرہ کا مطالعہ کرنے کے بعد

فاش گویم آنچہ در دل مضمر است
ایں کتابے نیست چیزے دیگر است

کا نقشہ دل پر مرتسم ہوتا ہے اور مومن کا دل خود بخود گواہی دیتا ہے کہ بلاشک قرآن منزل من اللہ ہے اور اس کے فیوض وبرکات اور روشن حقائق انشاء اللہ المستعان تا ابد قائم ودائم رہیں گے اسی طرح قرآن مجید کا اردو میں ترجمہ کرنے میں شاہ رفیع الدین ، شـــاہ عبد القـادر ، فتح محمد خان جـــالندھری ، عبد الماجد دریـابادی ، شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی ، مولانا محمـــد جونا گڈھی وغیرھم کی مساعی جمیلہ قرآن حکیم کی اشـــاعت وترویج میں اہم خدمات ہیں اور ان کے حق میں صدقہ جاریہ بھی . علامہ عبد اللہ یوسف علی کا انگریزی میں قرآن عزیز کا ترجمہ اور حواشی بھی ایک بے نظیر اور فقید المثال کارنامہ ہے ، اور یورپ اور امریکہ وغیرہ میں اسی کی وساطت سے کتـــاب مبین کے اسرار ورموز اور عادلانہ ومربیانہ نظـام سے لاکھوں لوگ فیضیـاب ہو رہے ہیں . علاوہ ازیں جزوی تفسیر میں جسٹس محمـــد سلیمان منصور پوری کی سورۂ یوسف کی تفسیر ، مولانا محمد ابراھیم سیالکوٹی کی تفسیر واضح البیان اور تفسیر سورۂ کہف ، حمید الدین

AsliAhleSunnet.com

فراھی کی تفسیر سورۂ تحریم وغیرھا بھی ایک گراں قدر تفسیری خدمت ھے ، اسی طرح علامہ ابن تیمیہ کی تفسیر سورۂ اخلاص کا اردو میں ترجمہ کرنا بہر حال تفسیری خدمت میں شامل ھے اور امام ابن تیمیہ کی یہ تفسیر بزبان حال :

گفت تا کے در ھوس گردی اسیر　　آب وتاب از سورۂ اخلاص گیر

کا درس دے رھی ھے۔

حدیث کی شرح کے سلسلہ میں شیخ عبد الرحمان مبارکپوری کی « تحفۃ الاحوذی » شمس الحق عظیم آبادی کی « عون المعبود » نواب صدیق حسن خاں صاحب کی « الروضۃ الندیۃ » کا مطالعہ کرتے وقت قرون اولی کے محدثین کرام کی یاد تازہ ھوتی ھے اور یوں محسوس ھوتا ھے کہ :

نکتہ سنجاں را صلائے عام دہ　　از علوم اُمی پیغام دہ

کی ترویج وتشہیر کیلئے ان بزرگوں نے اپنی زندگیوں کو فی سبیل اللہ وقف کر رکھاتھا . فجزاھم اللہ خیر الجزاء .

اسی طرح محمد طاھر پٹنی کی تذکرۃ الموضوعات اور علی متقی برھان پوری کی کنز العمال بھی خدمت حدیث کے بارے میں قابل تعریف کام ھے . نیز وحید الزمان حیدر آبادی نے بخاری ومسلم اور دیگر کئی کتب حدیث کا اردو میں ترجمہ کیا اور ان کے حواشی لکھے جس سے اللہ کے بیشمار بندے حدیث کی معرفت سے مستفید اور مستفیض ھوئے اور ان کے بھائی بدیع الزمان صاحب کا ترجمہ ترمذی بھی ان کے حق میں بعونہ تعالی صدقہ جاریہ ھے . محمد داود راز صاحب اگرچہ بہت سی کتابوں کے مصنف ھیں تاھم بخاری کا ترجمہ اور حواشی لکھکر حدیث کی خدمت کے سلسلہ میں ایک

AsliAhleSunnet.com

جاندار اور شاندار کارنامہ انجام دیا. علامہ امرتسری کے فتاوی کو کتابی شکل میں مدون کرنا بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے. عارف باللہ سید عبد اللہ غزنوی کے فرزندوں کی مشکاۃ المصابیح اور ریاض الصالحین کا اردو میں ترجمہ کرنا اور حواشی لکھنا بڑی حد تک کامیاب اور سودمند کوشش ہے. ان بزرگوں نے اسکے علاوہ درس وتدریس اور رسائل و اخبارات کے ذریعہ بھی مسلمانوں کو توحید وسنت سے روشناس کیا. شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کی شہرۂ آفاق تصنیف کتاب التوحید کا محمد بن یوسف السورتی نے اردو میں ترجمہ کیا. فقہیات میں شیخ محی الدین نو مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی «فقہ محمدیہ اور طریقہ احمدیہ» اور «البلاغ المبین» قابل تحسین تصنیفات ہیں، اور موجودین میں سے شیخ الحدیث عبید اللہ الرحمانی بارك اللہ فی ایامہ وارزاقہ کی شرح مشکاۃ «مرعاۃ المفاتیح» ایک علمی شاہکار ہے اور نئی مبسوط اور نئی تحقیق اور ریسرچ (Research) میں بے نظیر وبے مثال اور یگانۂ روزگار بھی. مبالغہ نہ ہو تو اس سے قبل اس قسم کی شرح کا کہیں سراغ نہیں ملتا. اللہ کرے کہ مصنف حفظہ اللہ و رعاہ کو کتاب کی تکمیل کی سعادت نصیب ہو اور جامعہ سلفیہ بنارس کو اسکی اشاعت کی توفیق نصیب ہو آمین. نیز شیخ الحدیث عطاء اللہ حنیف بھوجیانی شفاہ اللہ کی شرح نسائی بھی ایسی ہی ایک بار آور کوشش ہے.

سیرت کے مطالعہ کیلئے جسٹس محمد سلیمان منصور پوری کی «رحمۃ للعالمین» عبد الرؤف داناپوری کی «اصح السیر» غلام رسول مہر اور ابو الکلام آزاد کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ «رسول رحمت» (صلی اللہ علیہ وسلم) اور سید سلیمان ندوی کی «سیرۃ النبی» (صلی اللہ علیہ وسلم) وغیر ذلك بڑی اہمیت کی حامل ہیں جن میں حضرت صادق مصدوق (صلی اللہ علیہ وسلم) فداہ ارواحنا کی

AsliAhleSunnet.com

پیغمبرانہ زندگی پر مبنی حاصل معلومات درج ہیں جن کے مطالعہ سے :

زبانم چوں ازاں حرفے سراید　　دل وجانم ز لذت پر بر آید

کی قسم کی محبت نبوی کا سوز وگداز دل پر مرتسم ہوتا ہے چنانچہ "ودرعه مرهونة عند يهودى بثلاثين صاعا من شعير" کو پڑھکر ایمان ویقین محکم سے محکم تر ہوتا ہے اور دل ودماغ سے مومنانہ آواز نکلتی ہے کہ واقعی حضرت صادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم ہادیٔ برحق ہیں فصلوات الرحمن وسلامه عليه.

حق تلفی ہوگی کہ اگر ہم ان عظیم المرتبت شخصیات کے زمرے میں علامہ اقبال کا تذکرہ نہ کریں کیونکہ ان کے منظوم کلام میں بادیٔ النظر میں بھی مترشح ہوتا ہے کہ ان کا قلب وذہن حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار، مملوء اور معمور ہے اور قرآن عزیز کے منزل من اللہ ہونے میں ان کا کلام بزبان حال:

آں کتاب زندہ قرآن حکیم　　حکمت او لایزال است وقدیم
نوع انساں را پیام آخریں　　حامل او رحمة للعالمیں

شہادت حق پیش کر رہا ہے اور:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

قسم کا عدیم النظیر کلام پیش کرنا اسی درویش صفت مرد جلیل اور شاعر اسلام کا حصہ ہے جس نے ملائیت کی شاطرانہ اور مکارانہ چالوں سے بے نیاز ہوکر مسلمانان ہند کو نئے عزم اور نئے جوش اور جذبہ سے متعارف کرایا اور کشمیری النسل ہونے کی صورت میں:

کشمیری کہ با بندگی خو گرفتہ　　بتے می تراشد زسنگ مزارے

AsliAhleSunnet.com

کہکر کشمیری مسلمانوں کو مردہ پرستی اور قبر پرستی کی نحوست سے باز رہنے کی تلقین کی. نور اللہ مضجعہ.

غرض علوم اسلامیہ کے تمام پہلوؤں پر یہاں کے مسلمانوں نے اپنا پورا پورا حق ادا کیا اور اپنی اسلامی ثقافت اور ملی تہذیب کو زندہ رکھنے کیلئے خداوند ذو المنن کے فضل وکرم سے جگہ جگہ دینی درسگاہیں قائم کیں چنانچہ کافرانہ اور الحاد پسند حکومت کے تحت بھی پورے ملک میں ان کا جال بچھا ہوا ہے اور مزید کوششیں بھی جاری ہیں.

مومنو! اذن خداوندی سے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور پیغمبرانہ زندگی میں ان سے لا تعداد محیر العقول معجزات کا صدور ہوا جنہیں صحابۂ کرام نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور وہ بعینہ کتب احادیث وتفاسیر میں منقول ہیں، اور آیندہ زمانہ میں واقع ہونے والے واقعات اور پیشینگوئیوں کے حق میں:

أرانا الهدى بعد العمى فقلوبنا به موقنات إن ما قال واقع

ان کی عقیدت رہی اور ہماری بھی ہے چنانچہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے انتقال کے بعد آپ کی بیان کردہ پیشین گوئیاں حرف بحرف پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں؟

(عبد الرشید بٹ طاہری)
پرنسپل الکلیۃ السلفیۃ - بر بر شاہ سرینگر، کشمیر

AsliAhleSunnet.com

اسلامی علوم میں ہندوستانی مسلمانوں کا حصہ

++++++++++++++++++++++++++++++++++++

اسلام ایک علمی مذہب ہے، یعنی اگر ایک طرف اسلام کا دامن علم وعرفان اور فکر ودانش کے خزانوں سے مالا مال ہے، تو دوسری طرف اسلام کے ماننے والوں کو علم سیکھنے اور اس میں شوق ودلچسپی پیدا کرنے کی نہ صرف ترغیب دی جاتی ہے بلکہ تاکیدی حکم ہوتا ہے چنانچہ قرآن عزیز کے نزول کا آغاز بھی ایسی ہی آیات سے ہو رہا ہے جن میں پڑھنے لکھنے کا حکم ہے اسی پر بس نہیں بلکہ قرآن نبی اکرم ﷺ کو «رب زدنی علما» کی تعلیم دے کر زیادتی علم کے لئے بارگاہ رب العزت میں بار بار دعا کرنے کی تاکید کر رہا ہے، نیز رب العالمین بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے ﴿هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة﴾ یعنی رسول کی بعثت کے جہاں اور مقاصد ہیں وہیں ایک مقصد کتاب اور حکمت کی تعلیم دینا بھی ہے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک موقع پر ارشاد فرمایا ہے کہ «إنما بعثت معلما» یعنی مجھے معلم بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے، ایک اور موقع پر علم کی اہمیت وحیثیت کو واضح فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے «طلب العلم فریضة علی کل مسلم» علم ایک ایسی محبوب اور قابل توجہ شیء ہے جس کا طلب کرنا ہر مسلمان کی زندگی کا ایک فریضہ ہے.

AsliAhleSunnet.com

علم اور اہل علم کی فضیلت کے باب میں بھی آپ کے ارشادات علم کے مقام و مرتبہ کو نمایاں کرتے ہیں اور لوگوں کے اذہان و قلوب کو علم کی طرف مائل کرتے ہیں ۔

علم کے بارے میں قرآن عزیز واحادیث پاک کی یہ ترغیبات تھیں جن کی بنا پر اسلام جہاں بھی اور جس ملک میں بھی گیا اسلام کے ماننے والوں نے علم کے ساتھ پورا پورا اعتنا برتا ، اور علم کے ساتھ اپنی پوری دلچسپی اور گہری وابستگی کا اظہار کیا

اسلام جب ہندوستان پہونچا تو ہندوستان میں بھی مسلمانوں نے اسلامی علوم کے حصول میں اور اس کے فروغ واحیاء میں بھر پور کوششیں کیں اور اس میں پوری دلچسپی اور مستعدی دکھائی ، ہم تاریخ کے حوالوں سے اسی مدعا کو آئندہ سطور میں پیش کرنا چاہتے ہیں ۔ یسے تو اسلام قرن اول ہی میں ہندوستان میں آگیا تھا اور اسلام کے ساتھ علم کا چرچا یہاں ہونے لگا تھا اور اس کے اکا دکا واقعات تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں ، جیسا کہ تاریخ ملت جلد دھم کے مصنف مفتی انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی ہندوستان میں اسلام کے دور اول کے احوال ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ، عربوں نے بلا امتیاز ذات وپات تحصیل علم اور ترقی فنون کا ذوق پیدا کر دیا جو لوگ یہاں سے مسلمان ہوئے وہ علم کے ایسے متوالے ہوئے کہ وطن کو چھوڑ کر علمی مراکز میں پہونچے ۔ بہت سے وہ تھے جنکو عرب وطن جاتے ہوئے اپنے ساتھ لیتے گئے اور ان کی تعلیم وتربیت مثل اولاد کے کی ، کوتاہ بیں مورخین ان کو غلام قرار دیتے ہیں یہ غلط ہے بلکہ عربوں نے نئی پود کو ابھار کر کچھ سے کچھ بنا دیا

AsliAhleSunnet.com

یہاں وہ بے نام ونشان رہتے تھے مگر آج تاریخ کے اوراق کی زینت بنے ہوئے ہیں رجال کی کتابوں میں سندھ کے متعدد علماء ومحدثین کے نام ملتے ہیں(۱)۔

مگر باقاعدہ حکومت کے ساتھ اسلام ہندوستان میں سلطان شہاب الدین غوری کے دور میں آیا ہے اور جب سے اب تک ہندوستان میں اسلامی علوم کا دور دورہ ہے ہند کے مسلمانوں نے علوم اسلامیہ کی بے پناہ خدمت کر کے تاریخ کے اوراق میں اپنے آپ کو محفوظ کر لیا ہے۔

سلطان شہاب الدین غوری کے دور سے آج تک اگر بنظر غائر نگاہ ڈالی جائے تو ایک سے ایک مفسر، محدث فقیہ، مورخ اور ارباب علم وقلم کا نام ملتا ہے جن کے علمی کارنامے آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں قبل اس کے کہ ان اہم کارناموں کی تفصیل پیش کریں دو باتوں کی طرف مزید اشارہ کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔

پہلی بات یہ کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد سے قبل علم پر برہمنوں کی اجارہ داری تھی انہوں نے اپنے علاوہ دوسرے تمام لوگوں کے لئے علم کا دروازہ بند کر رکھا تھا اور یہ ماحول بنا رکھا تھا کہ برہمنوں کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں پڑھ لکھ سکتا ہے حتی کہ مذہبی کتابیں بھی دوسرا کوئی نہیں پڑھ سکتا ہے۔ لیکن اسلام نے آکر برہمنوں کی اس اجارہ داری کو ختم کر دیا اور اعلان عام کر دیا کہ علم پر کسی کا ٹھیکہ ہی نہیں ہر کوئی علم سیکھ سکتا ہے اور اس میں کمال حاصل کر سکتا ہے چاہے وہ کسی بھی برادری اور ذات سے تعلق رکھتا ہو۔

---

(۱) تاریخ ملت ج ۱۰ ص ۱٤

AsliAhleSunnet.com

دوسری بات یہ کہ ہندوستان کے مسلم سلاطین کا رویہ بھی علم کے سلسلہ میں بہت حوصلہ افزا رہا یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ہندوستان کے مسلم سلاطین کی اکثریت اکبر جیسے چند بد دینوں کو چھوڑ کر متدین اسلام پسند اور اسلامی شعار کا پاس ولحاظ رکھنے والی تھی. اور غالبا اسی کا نتیجہ تھا کہ ان سلاطین ہند نے اپنے اپنے دور میں علوم اسلامیہ کی اشاعت اور اس کے فروغ واحیاء کے لئے بھر پور کوششیں کیں. علماء کرام کے وظیفے مقرر کئے مدارس قائم کر کے طلبہ کے لئے کھانے پینے رہنے سہنے اور دیگر قسم کی سہولتیں فراہم کیں اور خود بھی اپنے اپنے دور کے علماء سے تعلق برقرار رکھکر ان کو اپنے دربار میں جگہ دی ان سے علمی مسائل میں استفادہ کرتے ان سے دینی اور اسلامی موضوعات پر کتابیں تصنیف کراتے اور ان کے اکرام واجلال میں سر مو بھی فرق نہیں آنے دینے چاہے ذاتی طور پر ان سلاطین ہی کے جذبات کو ٹھیس پہونچ رہی ہو.

ہندوستان میں علوم اسلامیہ کی مقبولیت اور اس کے یہاں پر پھلنے پھولنے میں یہ دو باتیں بہت اہم داعیہ اور سبب ہیں.

ان چند تمہیدی کلمات کے بعد اب میں اپنے اصل موضوع کیطرف واپس آتا ہوں، علوم اسلامیہ میں ہندوستانی مسلمانوں کے حصہ کا ایک حصہ تو وہ مدارس ہیں جو ہندوستان میں غزنوی سلاطین کی فاتحانہ طور پر آمد کے بعد قائم ہوئے اور جن کے قیام کا سلسلہ ہنوز جاری ہے ممکن ہے محمد بن قاسم کی آمد کے بعد بھی مدارس ومکاتب قائم ہوئے ہوں مگر تاریخ کی کتابیں ان کے ذکر سے خاموش ہیں، ان مدارس میں اپنے

AsliAhleSunnet.com

وقت کے علماء وفضلاء اور باکمال لوگوں نے تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر اسلامی علوم وفنون کی تدریس وتعلیم کا سلسلہ جاری کیا، ان مدارس کے انتظام وانصرام کے سلسلہ میں تاریخ کے حوالوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ مدارس دو طرح سے چل رہے تھے، بعض تو وہ تھے جو حکومت کے زیر انتظام اور ارباب حکومت ہی کی نگرانی میں اپنا کام کر رہے تھے، طلبہ کے کھانے اور رہائش کے انتظام سے لیکر اساتذہ کے وظائف اور تنخواہوں تک کا مکمل بار حکومت برداشت کرتی تھی۔ اور دوسرے وہ تھے جن کو بعض خیر پسند اور علم دوست حضرات بذات خود اپنے خرچ پر چلاتے تھے یا مسلمانوں کی جماعت باہم مل کر اسکی دیکھ بھال کرتی اور اسکے اخراجات کے لئے مالیات فراہم کرتی تھی مگر اس قسم کے پرائیویٹ مدارس کو بھی حکومت کیطرف سے کچھ نہ کچھ امداد ملتی رہتی تھی جیسا کہ آئندہ سطور میں ہم اس بات کو ثابت کریں گے۔

اور علوم اسلامیہ میں ہندوستانی مسلمانوں کے حصہ کا دوسرا حصہ وہ تصنیفات وتالیفات ہیں جو تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ وسیرت اور دیگر اسلامی علوم وفنون ہیں جنہیں اپنے اپنے دور کے علماء باکمال ویگانۂ روزگار فضلاء نے تحریر فرمائی ہیں جس کی تفصیل ہم آئندہ سطور میں انشاء اللہ پیش کریں گے۔

مرکزی دار العلوم کے ادارۃ البحوث الاسلامیہ نے ابھی چند سال پہلے نہایت ہی محدود پیمانہ پر مدارس اور تصنیفات کی ایک ہلکی سی جھلک پیش کی ہے جو ماضی قریب کے ہندوستانی مسلمانوں کے کارناموں پر مشتمل

AsliAhleSunnet.com

ھے ، ضرورت ھے کہ اسی نہج پر اور زیادہ گہرائی سے کام کیا جائے اور ھندوستان میں اسلام کی آمد کے بعد سے جتنے مدارس قائم ھوئے ھیں اور جتنی تالیفات وتصنیفات اسلامی علوم سے متعلق ھیں ان سب کا احاطہ کیا جائے تا کہ ھماری نئی پود اپنے اسلاف کے عظیم علمی کارناموں سے آگاہ ھوسکے .

مرکزی دار العلوم جیسے ادارہ کے لئے اس طرح کا کام کرنا کچھ مشکل نہیں ھے خدا کرے کہ یہ سیمینار اسی ضرورت کی ایک کڑی ثابت ھو .

اب آئیے ھم ان مدارس کی سیر کریں اور ان کے احوال وکوائف کا مشاھدہ کریں اور ان علماء پر نظر کریں جو اپنے اپنے وقت کے مفسر محدث ، فقیہ اور ائمۂ فنون تھے ، جنھوں نے اطراف ھندوستان میں اسلامی علوم وفنون کو درس وتدریس اور تعلیم وتعلم کے ذریعہ نہ صرف پھیلایا بلکہ زندہ رکھا اور عمر دوام بخشا . اور ان سلاطین وقت پر بھی ایک نظر ڈالیں جنھوں نے علوم اسلامیہ کی اشاعت کے لئے نہ صرف حکومت کے خزانوں کا منھ کھول دیا بلکہ ذاتی طور پر ان علوم وفنون میں دلچسپی لیکر ان کے فروغ واحیا کیلئے کوششیں صرف کیں . اس سلسلہ میں ھم سب سے پہلے سلطان محمود غزنوی کا نام پیش کرتے ھیں جو اگر چہ ھندوستان کا باشندہ نہیں تھا اور نہ اس نے ھندوستان کو اپنا وطن بنایا لیکن چونکہ ھندوستان کا فاتح تھا اور ھندوستان کے بیشتر علاقے اس کے دائرہ حکومت میں شامل تھے اسلئے اسکی علمی کوششوں اور دلچسپیوں کے اثرات وثمرات ھندوستان تک پہونچ رھے تھے .

سلطان محمود غزنوی ایک فاتح حکمراں ھونے کے ساتھ ساتھ ایک

AsliAhleSunnet.com

ذی صلاحیت، صاحب فضل وکمال اور علم پرور انسان تھا، فقہ، حدیث اور تاریخ میں پوری مہارت رکھتا تھا، تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ اگر محمود صاحب تخت وتاج نہ ہوتا تو اسکا شمار پانچویں صدی ہجری کے ممتاز اہل علم میں ہوتا اسکی حدیث دانی کے متعلق ابن خلکان کا بیان تاریخ ملت جلد دہم صفحہ ۷۳ کے حوالہ سے پیش ہے «کان مولعا بعلم الحدیث وھو یسمع ویستفسر الأحادیث.

مصنف تاریخ ملت سلطان محمود کے بارےمیں مزید یوں رقمطراز ہیں.

محمود کے فخر واعزاز کا واقعی سبب یہ تھا کہ وہ سپہ گری اور بہادرانہ زندگی کے باوجود علوم وفنون کے ترقی دینے میں بڑا سر گرم تھا اور یہ اسکے دور کی عجیب وغریب خوبی تھی اور آج تک کوئی بادشاہ علم پروری میں اس سے سبقت نہ لیجا سکا باوجودیکہ محمود نہایت کفایت شعار تھا مگر علوم وفنون کے باب میں بڑا فیاض واقع ہوا تھا اس نے خاص غزنی میں ایک بڑا مدرسہ تعمیر کرایا اور مختلف زبانوں کی عجیب وغریب کتابیں جمع کیں، اس مدرسہ کے اخراجات کے لئے اس نے بہت سا روپیہ مقرر کیا، طلبہ اور ارباب کمال کے وظائف کے لئے ایک مستقل فنڈ قائم کیا، ایک لاکھ دینار سالانہ محض علماء کے وظائف مقرر کئے، علماء ومشاہیر کے ساتھ اس احترام سے پیش آتا تھا کہ اسکے دار السلطنت میں اتنے ارباب کمال جمع ہو گئے تھے کہ ایشیاء کے کسی بادشاہ کو یہ فخر نہ حاصل تھا، علمی دربار میں علماء سے فقہ وحدیث وکلام کے مسائل دریافت کرتا جو مسلک پسند آتا اختیار کرتا، چنانچہ محدث وفقیہ القفال مروزی کی بحث سے متاثر ہو کر حنفی مذہب سے علاحدگی اختیار کر کے شافعی مسلک اختیار کیا یعنی مسلک محدثین میں شامل ہو گیا. جب اس کا بیٹا سلطان مسعود تخت

AsliAhleSunnet.com

نشیں ہوا تو اس نے بھی علم اور علماء کی قدر دانی میں اپنے باپ کی روش کو قائم رکھی اور علوم اسلامیہ کو زندہ رکھنے میں کارہائے نمایاں انجام دیا قاضی ابو محمد اور شیخ ابو المنصور اس کے عہد کے ممتاز اہل علم تھے جنہوں نے علم کی قندیلیں روشن کر رکھی تھیں آخر الذکر کو سلطان مسعود نے تعلیم وتدریس کے لئے سن ۴۲۶ھ میں لاہور بھیجا تھا۔

ہندوستان میں غزنوی دور کےخاتمہ کے بعد غوری خاندان کی حکومت قائم ہوئی اور اس خاندان کے آخری تاجدار سلطان شہاب الدین غوری تھے جنہوں نے علم کے فروغ واحیاء میں غزنوی حکومت کی روش کو برقرار رکھا۔ مصنف تاریخ ملت نے سلطان شہاب الدین غوری اور ان کے دور کے کچھ علماء کے احوال کا نقشہ اسطرح کھینچا ہے "وہ خود صاحب علم تھا فقہاء اور علماء اسکی مجلس میں پابندی سے شریک رہتے، فقہ اور دیگر علوم دین کے مسائل زیر بحث رہتے تھے بعض اہل علم شہاب الدین غوری کی معیت میں ہندوستان تشریف لائے اور علم وعرفان کی خدمت کے لئے یہیں توطن اختیار کیا چنانچہ سید کمال الدین عثمانی ترمذی مشہور علماء دین میں سے تھے وہ سلطان کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے کیتھل میں اقامت اختیار کر کے علم کی خدمت میں مصروف ہو گئے سن ۶۰۰ھ میں وفات پائی۔

سلطان شہاب الدین غوری کے بعد ہندوستان کے تخت وتاج کے مالک سلطان قطب الدین ایبک ہوئے یہ بھی علمی ذوق رکھتے تھے اور علوم اسلامیہ کی نشر واشاعت میں نمایاں حصہ لیا۔ صدر الدین محمد بن حسن نظامی نیشاپوری اور شرف الملک ایبکی اس عہد کے نامور علماء تھے ان کے بعد سلطان شمس الدین التمش کے سر پر تاج ملوکیت رکھا گیا، جس نے اپنے دور میں علوم اسلامیہ کی اشاعت میں زیادہ سرگرمی سے حصہ لیا اور جگہ جگہ مدارس قائم کئے۔

AsliAhleSunnet.com

غیاث الدین بلبن سن ٦٦٤ ھ میں تخت دھلی پر جلوہ افروز ھوا تو پھر علم کا بازار گرم ھوگیا اور علمی ترقی کا دور لوٹ آیا اسکی علم پروری نے دھلی کو علماء کا مخزن بنادیا چنانچہ امیر خسرو جو اس عہد کے مشہور شاعر تھے فرماتے ھیں کہ بخارا جو وسط ایشیا کا بہت بڑا مرکز علم وھنر تھا اس وقت دھلی پر رشك کر رھا تھا اور یہ سب غیاث الدین بلبن کی علم پروری اور علماء نوازی کے سبب سے تھا. جب خلجی خاندان کی حکومت قائم ھوئی تو علم کا دور دورہ شروع ھوگیا اور سلطنت دھلی کی رونق بڑھ گئی، علماء وفضلاء دھلی میں آباد ھونے لگے مدارس میں درس وتدریس کا مشغلہ عام ھوگیا، درس دینے والے علماء کی تعداد صرف دھلی میں ۴٦ تھی یہ علمی ترقی خاص طور پر علاء الدین خلجی کے دور میں ھوئی جو سن ٦٩٥ھ سے ۷۱٦ھ تک ۲۱ سال تخت دھلی پر فرماں روا رھا.

خلجیوں کے بعد حکومت کی باگ ڈور تغلقیہ خاندان کے ھاتھ میں آئی اس خاندان کے حکمرانوں میں محمد بن تغلق اور فیروز شاہ تغلق دونوں نے اپنے اپنے دور میں علوم اسلامیہ کو خوب ترقی دی محمد بن تغلق تو کٹر مذھبی آدمی ھونے کیساتھ خود بھی علم وفضل میں یکتائے روزگار تھا اسکے دور میں صرف دھلی میں ایک ھزار مدارس علوم اسلامیہ کی نشر واشاعت کر رھے تھے اور علماء کی قدر دانی کا یہ عالم تھا کہ اسکے خصوصی دسترخوان پر روزانہ ۲۰۰ علماء کھانا کھاتے تھے.

فیروز شاہ نے جو مدارس قائم کئے تھے انمیں سے ایک فتح خاں کے مقبرہ کے پاس تھا دوسرا مشہور مدرسہ فیروز آباد میں تھا جو فیروز شاھی مدرسہ کے نام سے مشہور تھا، یہ مدرسہ بلحاظ عمارت وتعلیم اپنی نظیر نہ رکھتا تھا اس مدرسہ کی عمارت بہت وسیع تھی اور اسکے گنبد بڑے

AsliAhleSunnet.com

شاندار تھے، یہ مدرسہ بہت بڑے باغ کے اندر تالاب کے کنارے واقع تھا ہر وقت سیکڑوں طلبہ اور کثیر علماء وفضلاء یہاں موجود رہتے تھے۔

سن ۷۹۰ھ میں فیروز شاہ تغلق کے انتقال کے بعد ملک میں طوائف الملوکی شروع ہوگئی کئی خود مختار ریاستیں وجود میں آگئیں اور ہندوستان کئی مختلف ٹکڑوں میں تقسیم ہوگیا اور باہم انتشار اور جنگ وجدال کا ماحول پیدا ہوگیا، ظاہر ہے ایسے حالات میں تعلیم وتعلم کو کون پوچھتا ہے یہ کیفیت ایک سو بیالیس سال تک باقی رہی۔ اس دوران مدارس ویران سے رہے تا آنکہ سن ۹۲۲ھ میں دھلی کے تخت پر مغلیہ خاندان کا پہلا فرمانروا ظہیر الدین بابر جلوہ افروز ہوا اس نے دھیرے دھیرے اپنی حکومت کو مستحکم کرتے ہوئے دینی واسلامی تعلیم کیطرف توجہ مبذول کی۔

چنانچہ اس نے اور اسکے بعد اسکے بیٹے ہمایوں نے اسلامی علوم کی نشر واشاعت میں بھرپور حصہ لیا، ملک میں جابجا مدرسے قائم ہوئے جن کے مصارف شاہی خزانے سے ادا کئے جاتے تھے، دو مدرسے بہت اہمیت کے حامل تھے ایک آگرہ میں جسکو شیخ زین الدین چلا رہے تھے دوسرا دھلی میں جسمیں شیخ حسین مدرس تھے۔

جہانگیر نے عربی مدرسوں پر نئے سرے سے توجہ دی اسکے عہد حکومت میں بہت سے ویران مدرسے آباد ہوگئے اس نے تعلیمی ترقی کیلئے یہ قانون نافذ کیا کہ جو تاجر کسی غیر دیار میں فوت ہوجائے اور اسکے وارثوں کا پتہ نہ چل سکے یا شہر ہی کا کوئی ایسا دولت مند وفات پاجائے جس کے ورثاء موجود نہ ہوں تو اسکے مال ومتاع کو شاہی خزانے میں جمع کرنے کے بجائے ان سے مدرسے اور دوسری مفید عمارتیں تعمیر کردی جائیں چنانچہ اس فرمان سے ہندوستان میں بکثرت مدرسے قائم ہوئے

AsliAhleSunnet.com

اور اسلامی علوم کے درس وتدریس کا بازار گرم ہوگیا اور روز افزوں ترقی ہونے لگی۔

جہانگیر کے بعد جب شاہجہاں کا دور آیا تو اس نے بھی علوم اسلامیہ کے فروغ دینے میں نمایاں کردار ادا کیا اور ملک کے مختلف علاقوں میں تعلیم وتعلم کیلئے مدرسے قائم کئے لاہور، احمد آباد، دھلی، جونپور، بہار ایسے علمی مرکز تھے جس میں ہند وبیرون ہند سے طلبہ آکر تعلیم حاصل کر رہے تھے۔

اور علوم اسلامیہ کیلئے سنہری دور اس وقت آیا جب ہندوستان کے تخت وتاج پر ابو المظفر محی الدین محمد اورنگزیب عالمگیر متمکن ہوا اس نیک دل بادشاہ نے اپنے دور میں علوم اسلامیہ کی وہ خدمت کی ہے اور علوم اسلامیہ کو وہ فروغ حاصل ہوا ہے جسکی نظیر ملنی مشکل ہے اسکے دور کی تعلیمی ترقیوں کا نقشہ مصنف تاریخ ملت اسطرح کھینچتا ہے عالمگیر کے عہد کی تعلیمی ترقیاں برصغیر ہند وپاک میں یہاں کے شاہان سلف سے بڑھکر تھیں، مرکزی شہروں کے علاوہ چھوٹے چھوٹے شہروں اور قصبات اور شرفاء کی بستیوں میں تعلیم پھیلانے کے لئے منجانب حکومت نیز امراء کی جانب سے بھی مدرسے قائم کئے گئے، یہ مدارس علماء کے مدرسوں کے علاوہ تھے طالب علموں کیلئے وظیفے جاری کئے اور ذاتی مدرسے جن علماء کے تھے ان کو اور سرکاری مدارس کے مدرسین کو معیشت کی طرف سے فارغ البال کیا جاگیریں عطا کیں۔ عالمگیر کے عہد میں درنوں قسم کے مدرسے قائم تھے شاہی مدرسے جن کے پورے مصارف حکومت کیطرف سے ادا ہوتے تھے، جن کا انتظام وانصرام بھی حکومت کے متعلق تھا۔ دوسرے وہ مدرسے جو ارباب خیر اور علماء دین نے خود

AsliAhleSunnet.com

اپنی طرف سے جاری کیا تھا ، عالمگیر نے پہلے قسم کے مدرسوں کیلئے صوبہ میں انتظام کردیا تھا کہ مدرسین اور طالب علموں کی تنخواہ اور وظیفے اسی صوبہ کے خزانے سے ادا کئے جائیں اور غیر سرکاری مدرسوں کو وقتا فوقتا شاهی خزانے سے امداد دیا کرتا تھا (ص ۱۴۸ جلد یازدهم) .

اسکے عهد میں علماء ، محدثین ، مفسرین ، فقها کی ایک بہت بڑی تعداد تھی جو عالمگیر کی قدر دانی اور حوصله افزائی کے سبب هندوستان میں علوم اسلامیه کو فروغ دینے میں مصروف تھی انمیں سے چند کے نام یه هیں :

ملا جیون ، مولانا نور الدین احمد آبادی ، مولانا نور الحق بن شیخ عبد الحق محدث دهلوی ، ملا محب الله بهاری ، سید مبارك بلگرامی ، شاه عبد الرحیم دهلوی وغیرهم . عالمگیر کے علمی کارناموں میں اسکا یه کارنامه بہت اهمیت کا حامل هے که اس نے اپنے دور کے معزز علماء کے اجتماع واشتراك سے فتاوی کی ایک کتاب مرتب کرائی جو فتاوی عالمگیر شاهی کے نام سے موسوم هے اس کتاب کی تیاری میں تقریباً دو لاکھ روپئے صرف هوئے ؟

از مولانا عبد العلیم ماهر
صدر مدرس جامعه دار التوحید
مینا عیدگاه ضلع بستی (یو پی)

AsliAhleSunnet.com

توحید اور ہندوستانی مصنفین

تاریخی مطالعہ سے ثابت ہے کہ پہلی صدی ہجری کے اواخر میں ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد اور اسکے بعض اطراف میں اسلامی شعاعوں کا ظہور، بعض صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے ورود سے مسعود ومفتخر ہے، گویا ہندوستان میں اسلامی علوم وفنون کی تاریخ، خیر القرون کے ان پاکیزہ علوم سے مرتبط ومنسلک ہے جن کے اساسی مصادر «کتاب اللہ اور سنت رسول» اور بنیادی مادے «توحید إلہ اور اعتصام بالسنۃ» کی حدود سے متجاوز نہیں تھے۔ چنانچہ چوتھی صدی ہجری تک کے منتشر اوراق میں علوم اسلامیہ کی جو جھلکیاں نظر آتی ہیں ان میں یہ تاریخی حقیقت بالکل نمایاں ہے، مثلا تیسری اور چوتھی صدی ہجری کا ایک ایرانی جہاز راں «بزرگ بن شہر یار» اپنے سفر نامہ «عجائب الہند» میں لکھتا ہے۔

«ہندوستان کا ایک بہت بڑا راجہ جسکا نام مہروک بن رائق تھا سن ۲۷۰ھ میں امیر منصورہ عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز کو خط لکھکر فرمائش کی کہ ہندی زبان میں اسکے لئے اسلامی احکام وقوانین کی تفسیر وتشریح کی جائے، امیر عبد اللہ نے ایک عراقی نژاد شخص کو بلایا، یہ شخص بہت ذہین اور ہندوستان کا پروردہ وپرداختہ ہونے کی وجہ سے یہاں کی مختلف زبانوں کا عالم اور باکمال شاعر تھا، امیر نے اس سے راجہ موصوف کی

AsliAhleSunnet.com

فرمائش بتائی تو اس نے ایک قصیدہ تیار کیا اور اسمیں وہ تمام باتیں جو راجہ چاھتا تھا بیان کردیں ، اس قصیدہ سے راجہ اتنا خوش ہوا کہ خط لکھکر قصیدہ نگار کو اپنے پاس بلالیا ، وہ راجہ کے پاس تین سال رہا، منصورہ واپس جاکر امیر سے بیان کیا کہ راجہ نے مجھ سے ہندی زبان میں قرآن مجید کی تفسیر لکھنے کی فرمائش کی تھی ، چنانچہ میں نے سورہ ﴿یسین﴾ تک تفسیر لکھی ، اور جب راجہ کے سامنے ارشاد الٰہی ﴿قل من یحیي العظام وھی رمیم . قل یحییھا الذی أنشأھا أول مرة وھو بکل خلق علیم﴾ کی تفسیر بیان کی تو کہا اسکی تفسیر پھر سے بیان کرو ، جب میں نے دوبارہ بیان کیا تو وہ جواھرات سے مرصع اپنے بیش قیمت تخت سے اُتر کر زمین پر چلنے لگا ، حالانکہ زمین پانی کے چھڑکاؤ کیوجہ سے گیلی تھی مگر وہ اپنا رخسار زمین پر رکھکر رونے لگا اور کہنے لگا کہ یہی اصلی پروردگار معبود ہے جو ازلی وابدی ہے اسکا کوئی ہمسر ومشابہ نہیں[1]» .

عرب سیاح محمد بن احمد بشاری مقدسی نے اپنی کتاب «احسن التقاسیم» (سن تالیف ٣٧٥ ھ) میں لکھا ھے :

«ملک سندھ کے مسلمانوں میں اکثر اھلحدیث ھیں اور میں نے یہاں داودی مذھب کے امام قاضی ابو محمد منصوری کو دیکھا وہ صاحب تدریس وتصنیف تھے ، انھوں نے متعدد اچھی کتابیں لکھی ھیں[2]» .

اسطرح کی مثالیں اور نمونے تاریخ وسیر کے اوراق میں تتبع اور تلاش سے دریافت ھوسکتے ھیں لیکن اس قسم کا کوئی تاریخی مجموعہ ، علمی

(١) ھندوستان عربوں کی نظر میں (ج ١ ص ١٩٢ - ١٩٦)
(٢) " " " (ج ١ ص ٣٩٠)

AsliAhleSunnet.com

ذخیروں میں ناپید ہے، کیونکہ چوتھی صدی ہجری تک ہندوستان میں مسلمانوں کو استقلال حاصل نہ ہونے کیوجہ سے اسلامی علوم وفنون کی خدمت میں مساہمت کے وہ مواقع ہاتھ نہ آسکے جو سلطان محمود غزنوی کی فتح ہند کے بعد حاصل ہوئے، اسی لئے اسلامی مؤرخین نے ہندوستان کی علمی تاریخ کا آغاز اس عہد سے کیا ہے جب مسلمانوں نے ہندوستان فتح کرکے زمام حکومت سنبھالی.

اسلامی علوم وفنون سے متعلق ہندوستان کے مختلف النوع کارناموں میں تصنیفات اور مدارس کا حصہ خاص اہمیت رکھتا ہے، لیکن چودہ صدیوں کے ان دو عظیم کارناموں کا اجمالی تعارف پیش کرنا بھی جوئے شیر لانا ہے اس لئے ہم نے ہندوستان میں اسلامی علوم و فنون کے تصنیفی کارناموں کا ایک سرسری مختصر جائزہ لیتے ہوئے اسلام اور دین خالص کے صرف بنیادی اور اولین علم «علم توحید» سے متعلق تصنیفات کے بارےمیں اپنی محدود معلومات کا ناقص مرقع اس مقالہ میں پیش کرنیکی کوشش کی ہے.

پانچویں صدی ہجری سے بارھویں صدی ہجری تک کا طویل عرصہ مسلم سلاطین کا شاندار دور حکومت ہے، اس طویل دور حکومت میں اسلامی علوم سے متعلق تصنیفی کارناموں کا جب ہم تجزیہ کرتے ہیں تو اس تلخ حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اُسوقت کے علماء ومشایخ نے اسلام کا لبادہ اوڑھکر منطق، فلسفہ، ہیئت، ریاضی، علم کلام عقلی، علم نجوم، تصوف وطریقت اور فقہ حنفی کی تشریح وتحشی میں اپنے علم وفضل کے جوہر دکھائے ہیں، جسکے نتیجہ میں اسلام کا سنگ بنیاد «علم توحید» عقلی علوم وفنون اور دماغی ارھام وشکوک کی وادیوں میں گم ہوگیا، چونکہ اس زمانے کے تمام اسلامی ممالک

AsliAhleSunnet.com

میں تقلید کا دور دورہ تھا اس لئے بیشتر علمی کارنامے بھی تقلیدی تھے، عرب، ایران اور ماوراء النہر کے تمام علوم وفنون، ہندوستان میں منتقل کرنا سب سے بڑا کارنامہ تھا، ان علوم کی توسیع سے اسلامی علوم کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اسکے متعلق سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسطرح اظہار خیال فرمایا ہے۔

«متأخرین کے ان شروح وحواشی نے اصل فن کا خون کردیا، چنانچہ اس عہد کی دماغی پیداوار زیادہ تر لفظی مباحث، اعتراضات وشکوک اور ردو بدل ہیں، اس دور میں اسلامی علوم وفنون میں سوائے نقل وتقلید اور بحث ومناظرہ کے ایک ذرہ اضافہ نہیں ہوا[1]»۔

سید مرحوم نے صرف اصل فن کی تباہی کا گلہ کیا ہے حالانکہ اکبری دین میں اسلامی عقائد کے تحفظ اور دفاع کے بجائے مراسم شرک وکفر کو علماء ومشایخ کی سرپرستی نے اس قدر فروغ دیا کہ آداب دربار شاہی کے عنوان سے اکبر کے قدموں کو سجدہ کرنا واجب قرار پایا، اس دور کا پہلا مرد موحد جس نے اپنی زبان وقلم سے اس مشرکانہ رسم کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور اپنے ملفوظات ومکتوبات کے ذریعہ توحید خالص کے احیاء کیطرف اپنی جہود مخلصہ مرکوز کردی وہ مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے، آپ نے دربار شاہی میں اکبر کے روبرو توحید پرستی پر اپنی استقامت کا اظہار اور درباری مراسم شرک کا رد اپنے قول وعمل سے اس جرأت کیساتھ کیا کہ گوالیار میں قید وبند کو آفریں کہنا پڑا، توحید اور دین خالص کے احیاء کیلئے آپ نے جو کارنامہ انجام دیا

---

(۱) رود کوثر ص ۲۳۳

AsliAhleSunnet.com

ہے اسکے نقوش آج بھی مکتوبات کی شکل میں محفوظ ہیں۔

اس دور کا دوسرا صاحب قلم مرد موحد، اکبری دربار کا ملک الشعراء ابو الفیض فیضی ہے۔ اسکی ابتدائی زندگی تعقل پرستی کی اسیر رہی، اسلئے ملا بدایونی نے اسپر الحاد وبے دینی کے الزام کی تلوار بے نیام کردی لیکن اسکے نہاں خانۂ دل میں توحید اور اخلاص فی الدین کی دبی ہوئی چنگاریوں نے اسکا ہر وار خالی کردیا۔ اسکی عربی دانی کیساتھ توحید پرستی کا اندازہ اسکی تفسیر «سواطع الالہام» سے بخوبی ہوسکتا ہے، ۷۵ اجزاء پر مشتمل یہ تفسیر صنعت ابہام میں یعنی بغیر نقط عبارت کا اعلی شاہکار ہے اہل تحقیق نے اس قلمی شاہکار سے اسکے موحد مسلمان ہونے پر استدلال کیا ہے۔

فیضی کا دوسرا علمی واسلامی شاہکار، دو سو (۲۰۰) نعتیہ اشعار پر مشتمل «نلدمن» کے نام سے معروف ہے، ان اشعار میں پورے جوش کیساتھ توحید پرستی کا علم بلند کرتے ہوئے تقلید پرستی کو اپنے واہمہ سے جھٹک پھینکا ہے، «نلدمن» میں توحید اور تقلید کا مضمون حسب ذیل رباعیوں سے بخوبی معلوم کیا جاسکتا ہے۔

آں نیست کہ ما ارض وسما نشناسیم　　سرّ قدر وراز قضا نشناسیم
ایں ہزدہ ہزار عالم وآنچہ دروست　　نشناختہ بہ اگر ترا نشناسیم

یا رب قدمے براہ توحیدم دہ　　شوقے بہ نہاں خانۂ تجریدم دہ
دلبستگی بسرّ تحقیقم بخش　　آزاد کنے ز قید تقلیدم دہ[1]

---

(۱) رود کوثر ص ۲۳۳

AsliAhleSunnet.com

اکبری حکومت کے بعد تقلیدی علوم کی گرم بازاری میں علم توحید نے نئی کروٹ لی ، علماء تصوف اور مشایخ طریقت نے وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی مخترعانہ بحثوں کے کثیف گرد میں اصل توحید اسلامی کو دفن کردیا جس سے خالص علم توحید کے پچھلے تمام کارنامے اور مساعی مخلصہ ماند پڑگئیں ، یہاں تک کہ بارھویں صدی ہجری میں حجۃ اللہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا ظہور ہوا ، آپ کے موحدانہ کارنامے اور مجاھدانہ مساعی نے ظلمت کدہ ہند میں خالص اسلامی علوم وفنون کی روشنی پھیلائی اور گراں قدر علمی سرمایہ امت اسلامیہ کو عطا کر کے جو احسان عظیم فرمایا ھے وہ کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا .

تقلید اور فقہ پرستی کے تنگ وتاریک دور میں توحید اور اسلامی عقیدے کے موضوع پر پہلی بار حضرت شاہ صاحب مرحوم کا قلمی شاھکار حسن العقیدۃ کے نام سے منظر عام پر آیا ، اسکے بعد آپ کے پوتے سید اسماعیل شہید دھلوی کی انقلاب انگیز دو کتابیں رد الاشراک عربی میں اور تقویۃ الایمان اردو میں شائع ہوئیں ، ان کتابوں میں توحید خالص کو اسطرح نکھارا گیا ھے کہ تقلید اور شرک وبدعت کی سرزمین ہند لرز اٹھی ، تقلیدی علوم میں بھونچال آگیا ، علماء تقلید اور مشایخ طریقت کی شان مسجودیت اپنی پوری قہرمانیوں اور جنگ سامانیوں سے مسلح ہوکر توحید خالص کی اس صدائے حق کو کچلنے کے درپے ہو گئی ، لیکن اللہ وحدہ لا شریک لہ کی شان یکتائی نے اس جسارت وبغاوت کو مہلت دینا گوارہ نہ کیا ، اسکے غیور مزاج کے آگے شرک وبدعت کا سنگین محاذ بکھر گیا ، ارباب جبہ ودستار کے توپ خانوں سے اٹھنے والی گھن گرج کا طلسم ٹوٹنے لگا ، تقویۃ الایمان

AsliAhleSunnet.com

سے پھوٹنے والا نور توحید، ظلمات شرک وبدعت کی موجوں سے ہنستا کھیلتا بے خطر پھیلتا گیا، جس طرح چراغ سے چراغ جلتا ہے اسی طرح اس مشعل توحید سے بہت سی مشعلیں روشن ہوتی گئیں یہاں تک کہ آخری دو صدیوں میں علم توحید کی روشن مشعلوں کا عظیم ذخیرہ جمع ہو گیا۔

اسی زمانے میں شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب التوحید ہندوستان پہونچی، مولانا عبد الحلیم شرر لکھنوی مرحوم نے اسکا اردو میں ترجمہ کیا، اس میں ایک طرف اصل کتاب التوحید کا متن ہے اور دوسری طرف اسکا ترجمہ، پھر عرصۂ دراز کے بعد مولانا محمد سورتی مرحوم نے شیخ محمد بن عبد الوہاب کے حالات وسوانح کے ساتھ بہترین اردو ترجمہ کر کے شائع کیا، زمانۂ حال میں بھی کچھ نئے ترجمے شائع ہوئے ہیں۔

اس سلسلے کی ایک اہم کڑی معیار الحق ہے جو شیخ الکل فی الکل حضرت میاں صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا منفرد علمی شاہکار ہے، یہ کتاب اپنی قوت دلائل اور ناقابل تردید براہین کی وجہ سے توحید کی ضد تقلید کے بخیے ادھیڑنے میں لاثانی ہے۔

تیرھویں صدی ہجری کی نامور ہستی علامہ سید نواب صدیق حسن خاں بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ کے علم وفضل اور سخاوت وفیاضی سے اسلامی علوم وفنون کے اتنے چشمے پھوٹے کہ عرب وعجم سبھی سیراب ہوئے، آپ نے توحید خالص اور دین صافی کے علمی خزانے میں قلمی جواہرات کا جو بیش بہا اضافہ فرمایا ہے وہ امت اسلامیہ کے لئے مستقل سرمایۂ ایمان ہے، عربی زبان میں آپ کی ایک عظیم تصنیف الدین الخالص کی جلد اول، توحید

AsliAhleSunnet.com

الهی کے تمام پہلوؤں پر محیط ایک جامع شاهکار ہے ، اس کے علاوہ بھی اس موضوع پر آپ نے متعدد کتابیں تصنیف فرماکر توحید اور شرک کے اصلی چہرے سے نقاب کشی ہیں .

توحید کے سلسلے میں مولانا ابو الکلام آزاد رحمة الله علیہ کی تفسیر سورة الفاتحه اپنے رموز واسرار کے لحاظ سے اس انداز کی تفسیر ہے که اس سے پہلے اس طرز کی تفسیر نہیں مل سکتی ، خصوصا توحید ربوبیت کی بحث میں مولانا آزاد مرحوم متقدمین ومتأخرین سب میں منفرد نظر آتے ہیں ، اسکا مطالعه اهل علم کو نئی روشنی عطا کرتا ہے .

سر زمیں دهلی میں تقویة الایمان کے ذریعه جو غلغله پیدا هوا تها اور جس کے ذریعه قلعہ دهلی کی فصیل میں توحید خالص کے نفوذ کرنے کے لئے روزن پیدا هو گئے تھے ، اسی طرز کی غلغلہ انداز شخصیت بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں مولانا محمد جوناگڈهی رحمة الله علیه کی تهی ، ان کے مواعظ نے شاه اسماعیل شهید کے مواعظ کا اور ان کی موحدانه تالیفات نے شاه صاحب کی تقویة الایمان کا مؤثر کردار ادا کیا ہے . رحمهم الله تعالی وشکر جهودهم الطیبة .

حرف آخر : هندوستان کے علماء اسلام نے توحید کے سلسلے میں جو تصنیفی کارنامے انجام دئے ہیں ان تمام کا تعارف پیش کرنے سے هماری محدود معلومات قاصر ہے ، اسلئے هم اس مختصر مقالے میں علم توحید کے چند چیدہ چیدہ نقوش خالده کے اجمالی تعارف کے بعد مخصوص تصنیفات مع اسماء مصنفین کی سرسری فہرست پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں .

AsliAhleSunnet.com

کتب عقیدۂ توحید

نام کتاب	زبان	نام مصنف
۱ — حسن العقیدة	عربی	حجة الله شاه ولی الله رحمة الله علیه
۲ — رد الاشراک	"	شاه اسماعیل شهید دهلوی رحمة الله علیه
۳ — تقویة الایمان	اردو	"
٤ — معیار الحق	فارسی	شیخ الکل حضرت میاں صاحب دهلوی رحمة الله علیه
٥ — الدین الخالص	عربی	علامه نواب صدیق حسن خاں بهوپالی رحمة الله علیه
٦ — النصح السدید لوجوب التوحید	اردو	"
۷ — مراد المرید فی اخلاص التوحید	"	"
۸ — منهاج العبید الی معراج التوحید	"	"
۹ — اخلاص الفؤاد الی توحید رب العباد	"	"
۱۰ — الانفکاک عن مراسم الاشراک	"	"
۱۱ — دعایة الایمان الی توحید الرحمن	"	"
۱۲ — اللواء المعقود لتوحید الرب المعبود	"	"
۱۳ — ملاک السعادة فی افراد الله تعالی بالعبادة	"	"

AsliAhleSunnet.com

هندوستانی مصنفین

نام کتاب	زبان	نام مصنف
۱٤ — اخلاص التوحید للجید الحمید	اردو	علامہ نواب صدیق حسن خاں
۱۵ — عقیدہ سنی	,,	,,
۱٦ — الانتقاد الرجیح فی شرح الاعتقاد الصحیح	عربی	,,
۱۷ — قطف الثمر فی بیان عقیدۃ اهل الأثر	,,	,,
۱۸ — فتح الباب لعقائد اولی الالباب	اردو	,,
۱۹ — الجوائز والصلات	عربی	نواب نور الحسن خاں بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ
۲۰ — رد الشرک	فارسی	ولایت علی عظیم آبادی
۲۱ — تبیان الشرک	,,	,,
۲۲ — بت شکن	,,	عنایت علی عظیم آبادی
۲۳ — نسیم الحرمین	عربی	کرامت علی جونپوری
۲٤ — قوۃ الایمان	,,	,,
۲۵ — اسلامی عقائد	اردو	ابو سعید محمد حسین بٹالوی
۲٦ — سجدۂ تعظیم	,,	,,
۲۷ — کشف النقاب عن وجه المشاهد القباب	,,	,, سید ابو العلا نظر احمد سہسوانی
۲۸ — توحید محمدی	,,	,, مولانا محمد جونا گڈھی رحمۃ اللہ علیہ
۲۹ — ایمان محمدی	,,	,,

AsliAhleSunnet.com

نام کتاب	زبان	نام مصنف
۳۰ — عقائد محمدی	"	مولانا محمد جوناگڈی رح
۳۱ — عقیدۂ محمدی	"	"
۳۲ — اسلامی عقائد	"	مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ
۳۳ — توحید وتثلیث	"	"
۳٤ — کلمۂ توحید	"	مولانا عبد اللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ
۳۵ — اثبات التوحید	"	مولانا حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ
۳٦ — اسلامی توحید	"	مولانا عبد السلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ
۳۷ — تراجم کتاب التوحید	"	مولانا عبد الحلیم شرر ومولانا محمد سورتی ومولانا مختاراحمد ندوی وغیرہم
۳۸ — ترجمہ تیسیر العزیز الحمید	"	مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی

(مولانا محمد الأعظمی)
شیخ الجامعۃ العالیۃ العربیۃ
مئوناتھ بھنجن (یو. پی)

AsliAhleSunnet.com

علماء ہند اور عربی ادب

تاریخ ہند کا معمولی طالب علم جانتا ہے کہ علم وفن کا کوئی ایسا میدان نہیں ہے جس میں علماء ہند نے قدم نہ رکھا ہو تفسیر وحدیث، فقہ وتصوف، طب وحکمت، منطق وفلسفہ، اور سیاست وسائنس وغیرہ علوم وفنون کے تمام میدانوں میں ہندوستان نے بڑی ہی باکمال شخصیتیں پیدا کیں ہیں.

عربی زبان وادب اور ہندوستان

اسوقت میرا مطمح نظر مسلمانوں کے تمام علمی ودینی کارناموں کا احصاء نہیں بلکہ مسلمانوں کے ان کارناموں اور سرگرمیوں کا تذکرہ پیش نظر ہے جو عربی زبان وادب سے متعلق ہیں عربی زبان میں بحیثیت زبان وادب علماء ہند کے کارناموں کے چار حصے ہیں. پہلا حصہ عربی لغات کی تالیف، دوسرا حصہ فلسفۂ زبان اور علوم عربیت کے موضوع پر تصنیف وتالیف، تیسرا حصہ شعر وسخن، صحافت اور عربی دواوین وغیرہ کی شرح وتعلیق، چوتھا حصہ عربی مجلات و جرائد کا اجراء واہتمام، اور عربی زبان وادب کی وہ سرگرمیاں ہیں جو مختلف ہندوستانی مدارس وجامعات کے زیر اہتمام جاری وساری ہیں.

مستند قوانین ومعاجم اور لسانی کتابیں

عربی لغت اور فلسفۂ زبان کے موضوع پر کسی عجمی النسل ہندوستانی

AsliAhleSunnet.com

کا قلم اٹھانا اسکے باکمال اور باذوق ہونے کی دلیل ہے اور بحمد اللہ ہندوستان میں ایسے علماء کی کمی نہیں ہے یہی وجہ ہیکہ علماء ہند کی بیشمار تصانیف اس موضوع پر پائی جاتی ہیں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلی علمی وادبی خدمت ساتویں صدی ہجری کے مشہور امام لغت وحدیث حسن بن محمد بن حسن بن حیدر صغانی لاہوری صاحب مشارق الأنوار (۵۷۷—۶۵۰ ھ) کی ہے جنکی تالیف «العباب الذاخر» اہل علم میں مشہور ہے مگر افسوس یہ کتاب نا تمام ہے۔

دسویں صدی ہجری کے مشہور محدث ومحقق اور ادیب علامہ شیخ محمد بن طاہر پٹنی (۹۱۳—۹۸۶ ھ) جو علامہ ابن حجر مکی کے شاگرد تھے۔ اور جنھوں نے اپنی زندگی بدعات وخرافات کے استیصال میں گزاری۔ انکی مشہور تصنیف «مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار» مفردات قرآن وحدیث کی عظیم تحقیقی ڈکشنری ہے۔ یہ عربی زبان میں ہے اور انکی عربی دانی اور قوت تحریر کی بہترین آئینہ دار ہے۔

یہ کتاب چار جلدوں میں ساڑھے سواسو صفحات پر مشتمل ہے آخری جلد بطور خاتمہ وتکملہ کے ہے جس میں تشریح مفردات کیساتھ اصطلاحات حدیث وغیرہ پر مشتمل نفیس مباحث ہیں۔

بارھویں صدی ہجری کے ماہر لغت علامہ سید مرتضی بن محمد بلگرامی (۱۱۴۵ - ۱۲۰۵ ھ) جو زبیدی کے نام سے مشہور ہیں انکی کتاب «تاج العروس فی شرح القاموس» تعارف وتعریف سے بالا تر ہے۔

تیرھویں صدی ہجری کی عظیم علمی وادبی شخصیت علامہ عبد الرحیم بن عبد الکریم صفی پوری (م ۱۲۶۷ ھ) کی ادبی ولغوی خدمات تاریخ کبھی نہیں

AsliAhleSunnet.com

بھلا سکتی انکی سب سے ممتاز خدمت عربی فارسی ڈکشنری ھے جو « منتھی الارب فی کلام العرب » کے نام سے مشہور ھے. یہ کتاب چار ضخیم جلدوں اور باریک حروف کے تقریباً اکیس سو صفحات پر مشتمل ھے.

علامہ نواب وحید الزماں حیدر آبادی رحمہ اللہ عامل بالحدیث کی عظیم علمی ودینی شخصیت سے کون واقف نہیں ھے. انہوں نے احادیث کی ایک ڈکشنری اردو میں لکھی ھے جسکا نام « انوار اللغة » ھے جو « وحید اللغات » کے نام سے مشہور ھے. یہ کتاب لغات احادیث کیساتھ شرح احادیث پر بھی مشتمل ھے.

قوامیس ومعاجم کے ھندوستانی مولفین میں علامہ محمود حسن خاں ٹونکی بھی قابل ذکر ھیں جنھوں نے ڈکشنری کے طرز پر مصنفین اسلام کے تذکرہ وتراجم پر اسّی جلدوں میں ایک عظیم الشان جامع کتاب « معجم المصنفین » لکھی جو دائرة المعارف العثمانیة حیدر آباد دکن سے شائع ھوئی ھے.

دور حاضر کی چند ڈکشنریاں

ھندوستانی علماء نے دور حاضر میں بھی عربی زبان کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ھے.

علامہ سید سلیمان ندوی (۱۳۰۲—۱۳۷۳ ھ) کی ڈکشنری « لغات جدیدہ » انتہائی مستند ومسلم ھے جس میں عربی زبان کے تقریباً ان پانچ ھزار الفاظ کی تشریح وتحقیق ھے جو دور حاضر میں عربی میں مستعمل ھیں. اور جن کے بغیر عربی خواں عربی اخبارات ورسائل اور جدید تصنیفات سے متمتع نہیں ھوسکتے.

AsliAhleSunnet.com

اس لغت پر مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فاضلانہ مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں تمام عالمی زبانوں خصوصاً عربی زبان کے عروج وارتقاء اور عربی زبان کے مؤلد ودخیل الفاظ پر محققانہ بحث کی ہے۔

نیز علامہ مسعود عالم ندوی (م ۱۳۷۳ ھ) نے لغات جدیدہ پر جدید اضافہ کیا ہے اور اسپر ایک علمی وتحقیقی مقدمہ لکھا ہے جن میں عربی زبان کے جدید الفاظ وتراکیب کا ناقدانہ جائزہ لیا ہے اور دور حاضر کے ادباء کے اسلوب ومنہج پر بھرپور بحث وتنقید کی ہے اس اضافہ ومقدمہ نے «لغات جدیدہ» کی افادیت دو چند کردی ہے۔

مولانا عبد الحفیظ بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ فاضل دار العلوم دیو بند کی عربی اردو ڈکشنری «مصباح اللغات» انکے ادبی ولسانی ذوق کی واضح دلیل ہے۔ اس کتاب کی تالیف میں مولانا بلیاوی نے «المنجد» پر اعتماد کیا ہے۔

مولانا عبد الحفیظ بلیاوی کی ایک اور ڈکشنری «اردو عربی ڈکشنری» بھی ہے یہ بھی قابل قدر ہے اور قوامیس ومعاجم میں ایک اہم اضافہ ہے۔

دور حاضر کی ڈکشنریوں میں ایک مفید ڈکشنری «القاموس الجدید» ہے جسکے مؤلف مولانا وحید الزماں کیرانوی قاسمی استاذ ادب دار العلوم دیو بند ہیں۔

«القاموس الجدید» عربی سے اردو، اردو سے عربی، بیسویں صدی میں عربی زبان کی جدید اصطلاحات ومحاورات کے موضوع پر ایک اچھا لغت ہے نیز اسکے دونوں حصے موجودہ ترقی یافتہ دور میں زبان وادب اور طرز تعبیر میں واقع ہونے والے تغیرات اور سائنسی، سیاسی اور صحافتی اصطلاحات وتعبیرات کے سمجھنے کیلئے انتہائی ممد ومعاون ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

قرآنی ڈکشنریاں

قرآن مجید عربی زبان کے بنیادی سرچشموں میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے اس لئے عربی ادب سے متعلق علمائے ہند کی خدمات کا ایک تابناک گوشہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کے الفاظ اور مفرد کلمات کے لغوی معانی اور تشریحات الگ سے مرتب کیں اور کامیاب قرآنی ڈکشنریاں تالیف کیں۔

اس سلسلہ میں ہندوپاک کے عظیم محقق ومصنف علامہ عطاء اللہ حنیف بھوجیانی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

«جہاں تک اپنی معلومات ہیں بر صغیر ہندوپاک میں تقریبا ایک صدی قبل اس خدمت کی اولین سعادت اللہ تعالی نے علماء اہل حدیث کو بخشی جسکو محی السنۃ، مجدد علوم، علامۂ یگانہ مولانا نواب محمد صدیق حسن خاں قنوجی رحمۃ اللہ علیہ کے حسنات میں شمار کرنا چاہیے» (مقدمہ تبویب القرآن)۔

ہندوپاک کی سب سے پہلی قرآنی ڈکشنری «فتح المنان فی ترجمۃ لغات القرآن» ہے جس کی تالیف جناب صدیق حسن خاں کے اشراف میں ہوئی، علامہ بھوجیانی لکھتے ہیں:

«نواب صاحب سے متعلق حضرت مولانا بدیع الزماں رحمہ اللہ نے (جو مولانا وحید الزماں رحمہ اللہ کے بڑے بھائی تھے) مکہ معظمہ کے دوران قیام ۱۲۹۴ھ میں قرآن سے متعلق ایک کتاب «سبیکۃ الذھب الابریز فی فہرس الکتاب العزیز» تالیف فرمائی اور نواب صاحب کی خدمت میں روانہ کر دی گئی اور ۱۲۹۶ھ میں مطبع صدیقی لاہور سے باہتمام مولانا

AsliAhleSunnet.com

محی الدین لاہوری طبع ہوئی ہے

دوسری قرآنی ڈکشنری « عمدۃ لغات القرآن » ہے جو بنارس (ہند) کے ایک اہلحدیث فاضل مولانا شہید الدین جعفری (م ۱۳۳۷ھ) کی تالیف ہے یہ مختصر اور متداول کتاب ہے جس میں قرآنی لغات حروف تہجی کے اعتبار سے مع ترجمہ اردو مرتب ہیں.

« عجائب البیان فی لغات القرآن مع نجوم الفرقان » نام سے ۱۳٤۹ھ میں ایک کتاب مطبع نامی لکھنؤ (ہند) میں طبع ہوئی سائز ۲۲ × ۲۹/۸ صفحات چار سو جسے « عمدۃ لغات القرآن » کا نقش ثانی کہا جاسکتا ہے .

بیسویں صدی میں اس موضوع پر سب سے زیادہ کامیاب ڈکشنری « لغات القرآن » (اردو) شائع کردہ ندوۃ المصنفین دہلی ہے.

« قاموس القرآن » بھی ایک قرآنی اردو ڈکشنری ہے جس کے مؤلف جناب مولانا قاضی سجاد حسین میرٹھی ہیں ، اسمیں تمام الفاظ قرآنی کے صحیح اردو ترجمہ اور ان کی مکمل صرفی ونحوی تشریح کے علاوہ جملہ وضاحت طلب الفاظ و کلمات پر سہل وشیریں زبان میں مختصر جامع اور مستند نوٹ لکھے گئے ہیں . (دیباچہ قاموس القرآن)

فلسفۂ زبان اور علوم عربیت کی کتابیں

عربی زبان کے فلسفہ ، اسرار وحکم اور کمالات ولطائف اور نحو وصرف بلاغت وغیرہ عربی علوم پر بھی ہندوستانی علماء کی تصنیفات وتالیفات نے عرب وعجم میں بڑی شہرت حاصل کی ہے .

علماء ہند میں وجیہ الدین عثمان بن حسین نے صرف کے موضوع پر « المیزان » اور « میزان الصرف » ، شیخ صفی الدین رودولوی نے « دستور المبتدی »

AsliAhleSunnet.com

شیخ جمال الدین گجراتی نے « شرح زبدۃ الصرف » ، محدث محمـــد بن طاهر پٹنی نے « کفایۃ المفرطین » کے نام سے « شافیه » کی شرح لکھی ، فن صرف کی کتابوں میں منشعب بھی ھے اسکے مصنف شیخ حمزہ بدایونی ھیں.

علماء ھند نے فن نحو کی خدمت میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ھے ، قاضی شہاب الدین دولت آبادی صاحب « الارشاد » وغیرہ ، شیخ صفی الدین رودولوی صاحب غایۃ التحقیق شرح الکافیۃ ، شیخ عبد النبی بن عبد اللہ شطاری گجراتی صاحب حاشیہ شرح جامی قابل ذکر مصنفین ھیں .

علمی وفنی اصطلاحات کے موضوع پر علامہ محمـــد علی بن شیخ علی حنفی تھانوی کی کتاب « کشاف اصطلاحات الفنون » ایک انسائیکلوپیڈیـــا ھے

اسی موضوع پر مولانا عبد النبی احمد نگری کی کتاب « جامع العلوم » ھے جو دستور العلماء کے نام سے مشہور ھے .

علامہ نواب صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی (۱۲۴۸ھ — ۱۳۰۷ھ) کی کل تقریبا چار سو تصنیفات ھیں جن میں ٥٦ کتابیں عربی میں ھیں . ان میں حسب ذیل کتابیں عربی زبان کے علوم ، لغت وادب اور انشائے عربی کے موضوعات پر یگانۂ روزگار ھیں ، البلغۃ الی وصول اللغـۃ ، تکمیل العیون بتعاریف العلوم والفنون ، العلم الخفاق من علم الاشتقاق ، ربیع الادب ، ابجـد العلوم ، غصن البان المورق لمحسنات البیـــان ، لف القماط علی بعض ما استعمله العامۃ من المعرب والدخیل والاغلاط ، نفح الطیب من المنزل والحبیب ، الوشی المرقوم فی بیان احوال العلوم المنثور منها والمنظوم .

نواب صـــاحب کی کتاب « ابجـــد العلوم » اسـلامی علوم وفنون کے انســـائیکلوپیڈیا کے طور پر لکھی گئی ھے ، اس میں مختلف علوم وفنون کا

AsliAhleSunnet.com

تعارف اور علماء مشہورین کے حالات درج ہیں .

علامہ نواب صاحب اردو ، فارسی اور عربی کے بہترین شاعر بھی تھے نعت نبوی میں آپ کا عربی قصیدہ « القصیدۃ العنبریۃ فی مدح خیر البریۃ » مشہور ہے .

علماء ہند میں جسٹس کرامت حسین کی کتاب « فقہ اللسان » اور مولانا سید سلیمان اشرف کی کتاب « المبین » عربی زبان کے موضوع پر بڑی ہی عظیم کوشش ہے یہ دونوں کتابیں عربی زبان کے فلسفہ اور اسکے وضع وتراکیب کے اسرار ولطائف پر کامیاب کتابیں ہیں اور اپنے مؤلفین کی ذہانت ، عمیق نظر ، اور ادبی ولسانی ذوق کی واضح دلیل ہیں .

فن بلاغت میں مولانا عبد الحمید فراہی (۱۲۸۰ – ۱۳۴۹ھ) کی کتاب « جمہرۃ البلاغۃ » بھی بڑی تحقیقی تصنیف ہے جس میں خالص عربی بلاغت کو اختیار کیا گیا اور عجمی بلاغت پر ناقدانہ بحث کی ہے .

ہندوستان کے ادباء وشعراء

علماء ہند عربی صحافت اور شعر وسخن میں بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں سر زمین ہند میں بہت سے عربی کے صحافی ونثرنگار شعراء پیدا ہوئے جن کی فہرست بڑی لمبی ہے .

دوسری صدی ہجری میں ابو العطاء افلح بن یسار سندھی (م۱۶۸۲ھ) کا نام ادباء ہند میں سر فہرست ملتا ہے .

اس کے کل ایک سو چونتیس اشعار ہیں جو اسکے کلام کے تنوع اور اسکی ادبی صلاحیتوں کی روشن دلیل ہیں .

اسی طرح دوسری وتیسری صدی ہجری کے ادباء وشعراء میں ابو ضلع

AsliAhleSunnet.com

سندھی ، منصور ہندی ، سندھی بن صدقہ ، ابو الفتح محمد بن حسین شاھک ، ھارون بن موسی ملتانی ، مسعود بن سعید بن سلمان لاھوری وغیرہ انتہائی قابل ذکر ھیں ، یہ اپنے دور کے انتہائی قادر الکلام شاعر تھے ، ھارون بن موسی ملتانی کی ادبی شخصیت تو وہ ھے کہ اس کے چار قصیدے اور چھتیس اشعار ھاتھی کے دانت کے متعلق جاحظ نے اپنی مشہور تصنیف « کتاب الحیوان » میں داخل کئے ھیں . (ھندوپاک میں عربی ادب ص ١٤ ، ١٥)

ابو الحسن عین الدین امیر خسرو دھلوی (٦٥١ھ — ٧٢٥ھ) اردو فارسی کے ساتھ عربی زبان کے بھی عظیم ادیب وشاعر تھے .

امیر خسرو کے عربی اشعار کی تعداد چار لاکھ سے زیادہ ھے جن میں قدیم ادباء وشعراء کی فکری وادبی خوشبو محسوس ھوتی ھے .

ابو الفضل فیضی اکبرآبادی (٩٥٤ — ١٠٠٣ھ) بڑا ھی ثاقب الذھن وصائب الفکر شاعر تھا ، اس کی عربی دانی کا اس سے بڑھ کر ثبوت اور کیا ھو سکتا ھے کہ علم الاخلاق پر « موارد الکلم » اور تفسیر قرآن میں « سواطع الالھام » غیر منقوط عبارت میں لکھی .

شیخ نور الدین محمد صالح احمدآبادی گجراتی (١٠٦٣ — ١١٥٥ھ) بلند پایہ شاعر تھے ان کے لئے عربی نظم میں کسی چیز کی حقیقت بیانی ایک آسان کام تھا ، تیس ھزار اشعار پر مشتمل تفسیر سورہ بقرہ اور بارہ ھزار اشعار پر مشتمل « التفسیر النورانی للسبع المثانی » قلمبند کیا . (نزھۃ الخواطر ج ٢ ص ٣٩١ بحوالہ سابق)

حضرت شاہ ولی اللہ دھلوی (١١١٤ھ — ١١٧٦ھ) تمام عربی مصنفین میں ایک جامع وممتاز حیثیت کے مالک تھے نواب صدیق حسن خاں

AsliAhleSunnet.com

رحمہ اللہ نے سچ کہا ہے کہ "اگر شاہ صاحب قدماء کے دور میں ہوتے تو امام وقت سمجھے جاتے.

شاہ صاحب ایک باکمال شاعر بھی تھے، آپ کے فصیح وبلیغ اشعار سن کر یہ تصور ہوتا ہے کہ جیسے آپ کی پرورش وپرداخت بالائی ہوازن کے بادیہ میں یا زیریں بنو تمیم کی کسی خاتون کے آغوش میں ہوئی (اتحاف النبلاء، ابجد العلوم وغیرہ).

حسان الھند سید غلام علی آزاد بلگرامی (۱۱۱۶ — ۱۱۹۴ھ) ایک بڑے پایہ محقق ادیب اور مایۂ ناز شاعر تھے ان کی اکثر تصانیف نظم ہی میں ملتی ہیں، دس ہزار بیت میں شرح بخاری تا کتاب الزکاۃ، تین ہزار بیت میں "شمامۃ العنبر فی ماورد فی الھند من سید البشر" اور "تسلیۃ الفواد فی قصائد آزاد"، چار ہزار بیت میں "سند السادات فی حسن خاتمۃ السادات"، نو ہزار بیت میں "غزلات الھند" اور تین ہزار بیت میں دیوان عربی، ان کے علاوہ سات عربی دیوان "سبع سیارہ" کے نام سے لکھے (اتحاف النبلاء ص ۳۳۱)

شاہ رفیع الدین دھلوی (۱۱۶۳ھ — ۱۲۳۳ھ) اور محدث کبیر شاہ عبد العزیز دھلوی (۱۱۵۹ھ — ۱۲۳۹ھ) بلند پایہ عالم ومحدث ہونے کے ساتھ باکمال شاعر بھی تھے ان کے اشعار کا زیادہ تر تعلق مدح نبوی سے تھا.

مولانا عبد العزیز بن احمد ملتانی ایک عظیم عامل بالحدیث عالم، مختلف علوم وفنون کے مصنف اور بلند پایہ شاعر تھے، تشہد میں، رفع سبابہ کے اثبات میں ان کا ایک منظوم رسالہ ہے.

AsliAhleSunnet.com

مولینا رشید الدین خاں دہلوی (م ۱۲۴۹ھ) تمام علوم متداولہ میں ماہر ہونے کے ساتھ عربی شاعری ونثرنگاری کا بھی بڑا اعلی ذوق رکھتے تھے، آپ کی نثرنگاری کا اسلوب مقفی ومسجع ہوتا تھا جس کے نمونے نزھۃ الخواطر وغیرہ میں دیکھے جا سکتے ہیں.

سید احمد یمنی شروانی (م ۱۲۰۰ھ) ایک بلند پایہ ادیب وشاعر تھے، آپ کی ادبی تصنیفات «نفحۃ الیمن»، «انشاء عجب العجاب» اور «الجوھر الوقاد فی شرح بانت سعاد» وغیرہ ہیں، اور آپ کے مدحیہ قصائد کے مجموعے «المناقب الحیدریہ» اور «شمس الاقبال» مشہور ہیں. (نزھۃ الخواطر وغیرہ بحوالہ ہندوپاک میں عربی ادب).

مولانا فضل حق خیرآبادی (۱۲۱۲ھ - ۱۲۷۸ھ) جزیرہ سیلون (لنکا) کے ایک عظیم شاعر وادیب گذرے ہیں، ان کے عربی اشعار چار ہزار سے زیادہ ملتے ہیں جن میں اکثر مدح نبوی اور بعض کفار کی ہجو میں ہیں، ان کے کلام میں تجنیس کا فن زیادہ ملتا ہے. آپ کے مجموعۂ کلام کا نام «مجموعۃ القصائد» ہے جو قلمی ہے اور کتب خانہ رام پور میں محفوظ ہے، (مخطوطہ ۶۱۵ رام پور بحوالہ سابق).

تیرھویں صدی ہجری کے ادباء وشعراء میں مولینا عبد الرحمن بقا غازی پوری اہلحدیث شاعر (م ۱۲۸۱ھ) مفتی صدر الدین آزردہ (۱۲۰۴ھ - ۱۳۸۸ھ) شیخ احمد واعظ کشمیری (م ۱۲۹۲ھ) شیخ عبد الرشید کشمیری اہلحدیث شاعر (م ۱۲۹۸ھ) اور تاج العلماء علامہ نجف علی حنفی جھجری (م ۱۲۹۹ھ) نمایاں مقام رکھتے ہیں.

علامہ نجف علی حنفی عربی ادب کے اچھے نثرنگار، اور دواوین

AsliAhleSunnet.com

عرب کے کامیاب شارح بھی تھے ان کی تصنیفات میں «کافل الاسعاد» ، «سحر الکلام» ، «شرح مقات حریری» غیر منقوط عبارت میں ، شرح دیوان متنبی ، شرح قصائد بانت سعاد ، شرح قصیدۂ بردہ ، شرح قصیدۂ أمالی وغیرہ ان کے انشاء وذوق تحریر کے منفرد اسلوب کی دلیل ہیں (نزھۃ الخواطر وتذکرۃ علماء ھند بحوالہ ھندوپاک میں عربی ادب) .

تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری کے اھلحدیث ادباء وشعراء میں قاضی طلا محمد پشاوی (م۱۳۱۰ھ) شیخ محمد بن احمد ٹونکی (۱۲۷۳—۱۳۱۴ھ) ابو علی محمد بن ھاشم سورتی (۱۲۵۶ھ — ۱۳۱۵ھ) حکیم مختار مظفر پوری (م۱۳۲۰ھ) مولانا عبد الحمید صادق پوری (۱۲۴۵ھ — ۱۳۲۳ھ) مولانا عبد الجبار بن عبد اللہ غزنوی (۱۲۶۸ھ — ۱۳۳۱ھ)مولانا نعمت علی پھلواروی (۱۲۷۲ھ — ۱۳۳۱ھ) مولانا عبد الغفور داناپوری ، مولانا عبد الجبار عمر پوری (۱۲۷۷ھ — ۱۳۳٤ھ) مولانا حافظ عبد المنان وفا غازی پوری (۱۲۹۳ھ — ۱۳۳۷ھ) مولانا ذوالفقار احمد بھوپالی (۱۲۶۲ھ — ۱۳۴۰ھ) اور شیخ محمد بن حسین عرب انصاری (۱۳۷۳ھ — ۱۳۴۴ھ) وغیرہ ھیں .

مولانا ذو الفقار احمد بھوپالی نے علوم عربیت اور دوسرے علوم وفنون پر متعدد کتابیں بھی تالیف کیں جیسے «محاسن المحسنین فی حکایۃ الصالحین» ، «الروض الممطور فی تراجم علماء شرح الصدور» ، المتبکر فی المؤنث والمذکر» اور «طی القراسخ فی منازل البرازخ» وغیرہ .

چودھویں صدی کے ممتاز اھلحدیث شعراء میں قاضی یوسف حسین خان پوری (۱۲۸۵—۱۳۵۲ ھ) مولانا ابو المکارم محمد علی مئوی (۱۲۷۵—۱۳۵۳ ھ)

AsliAhleSunnet.com

مولانا ابو المعالی محمد علی فیضی مثوی (۱۲۸۵–۱۳۵۳ ھ) مولانا ابو النعمان عبد الرحمان آزاد (۱۲۹۵–۱۳۵۷ ھ) ابو العلاء نظر بن احمد سہسوانی (۱۳۰۴–۱۳۸۰ ھ) سید اعجاز احمد سہسوانی (۱۲۹۴–۱۳۸۲ ھ) اور خلیل بن محمد عرب یمانی (۱۳۰۴–۱۳۸۶ ھ) وغیرہ ہیں.

ان میں سید اعجاز احمد سہسوانی استحضار غرائب لغات ومحاورات عرب اور حل اشعار مشکلہ میں عدیم النظیر تھے، آپ کی بہت سی عربی تصانیف ہیں جن میں عربی زبان وادب سے متعلق «تسلیة الفواد بترجمة بانت سعاد» «رشحات الکرم فی شرح نصوص الحکم» اور «توقیع الفرند فی تذکار ادباء الھند» وغیرہ کتابیں امتیازی حیثیت کی مالک ہیں.

نیز اس دور کے اہلحدیث ادباء میں علامہ محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ بھی بہت ممتاز ہیں انہوں نے سبع معلقہ کی بڑی ہی فاضلانہ ومحققانہ شرح لکھی ہے جس میں حل لغات اور شرح عربی میں ہے اور ترجمہ سلیس وشگفتہ اردو میں ہے.

چودھویں صدی کے ممتاز اہلحدیث ادباء

ہندوستان کے روشن دماغ اور عالی ظرف محقق ومصنف مولانا سعید احمد اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراف کیا ہے کہ ہندوستان میں چودھویں صدی ہجری کے تین مستند ادیب ہیں اور تینوں اہلحدیث. علامہ محمد بن یوسف سورتی، علامہ عبد المجید حریری اور علامہ عبد العزیز میمنی راجکوٹی رحمہم اللہ.

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف سورتی (۱۳۰۷–۱۳۶۱ ھ) علوم عربیہ ودینیہ بالخصوص لغت. عربی شاعری، تاریخ، انساب، اسماء الرجال

AsliAhleSunnet.com

اور تفسیر وحدیث میں آفاقی شہرت کے حامل تھے آپ نے جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڈھ ودھلی اور جامعہ رحمانیہ میں تدریسی فیوض عام کئے۔

آپ عربی شاعری پر بھی مکمل قدرت رکھتے تھے جسکے نمونے، نزھۃ الخواطر، وغیرہ میں دیکھے جاسکتے ھیں (ھندو پاک میں عربی ادب ص ۱۰۴، ۱۰۵)۔

ادیب عصر علامہ عبد المجید حریری بنارسی (م ۱۳۹۱ ھ) ادباء ھند کے سرخیل تھے، جن کی ملی وملکی خدمات قابل فخر ھیں۔

علامہ عربی، فارسی، اردو، انگلش، فرنچ، ترکی، روسی اور بنگلہ جیسی سات زبانوں کے شہسوار تھے۔ ان تمام زبانوں میں موصوف کی تحریریں ادبی وبلاغی خوبیوں سے پُر ھیں۔ آپ نے ھندو یونیورسٹی بنارس سے ایم اے، ایل ایل، بی کا امتحان بھی پاس کیا، دینی علوم اور قرآن پر بھی آپ گہری نظر رکھتے تھے، آپ کو بچپن ھی سے ادبی، لغوی اور لسانی علوم کی جانب رجحان ھونے کی وجہ سے ان علوم میں خصوصی امتیاز حاصل ھوگیا تھا۔

فاضل جلیل ادیب ولغوی علامہ عبد العزیز میمنی (۱۸۸۸–۱۹۷۸ م) عرب وعجم میں یکساں مشہور ھیں، اللہ تعالی نے آپ کو عربی لغت وادب کا فطری ذوق عطا کیا تھا، جس کی شہرت اسوقت ھوئی جب عربی علم وادب کے مسلم الثبوت استاد ڈپٹی نذیر احمد اور علامہ محمد طیب مکی سے مستفیض ھوکر (۱۹۰۹ م) میں پنجاب یونیورسٹی کے مولوی فاضل کے امتحان میں یونیورسٹی میں اول آئے اور مشن کالج پشاور میں عربی وفارسی کے لکچرر ھوگئے۔

AsliAhleSunnet.com

سن ۱۹۲۵م سے ۱۹۵۰م تک تقریباً پچیس سال تک مسلم یونیورسٹی علیگڈھ میں شعبۂ عربی کے صدر کی حیثیت سے رہے، اسی دوران (۱۹۵۳م) میں ابو علی القالی کی مشہور تصنیف «الامالی» پر حواشی لکھکر «سمط اللآلی» کے نام سے قاہرہ میں چھپوائی. اور «الطرائف الادبیۃ» (جسے امام عبد القادر جرجانی نے ابو تمام، بحتری، اور متنبی کے دواوین سے منتخب کیا تھا) آپ کے حواشی اور ضروری تشریحات کیساتھ شائع ہوئی، نیز «لسان العرب» کی تصحیح میں بھی آپ نے حصہ لیا.

بیسویں صدی کے کچھ اور شعراء ونثر نگار

بیسویں صدی کے ادباء وشعراء میں جناب مولانا ظفر احمد عثمانی (۱۳۱۰-۱۳۹۵ھ) کو بھی بڑا امتیازی مقام حاصل ہے. آپ مولانا اشرف علی تھانوی کے بھانجے اور ہم زلف تھے، موصوف نے «اعلاء السنن» بیس جلدوں میں لکھی، عربی قصائد بھی لکھتے رہے، آپ کے قصائد کے دو مجموعے شائع ہوچکے ہیں، ایک «وسیلۃ الظفر فی مدح خیر البشر» اور دوسرا «نور علی نور» ہے.

اس دور کے شعراء وادباء میں مندرجہ اہلحدیث شعراء بھی عربی زبان وادب اور شعر وشاعری وغیرہ میں بڑی امتیازی حیثیت کے حامل ہیں:

شاعر بنگال مولانا عبد اللہ ندوی (۱۸۹۷-۱۹۷۱م) مولانا عبد اللہ شائق مئوی (۱۳۰۹-۱۳۹۴ھ) ابو المرتضی عصمت اللہ رحمانی مئوی (۱۳۱۹-۱۳۹۷ھ) علامہ عبد الغفور بسکوہری (م ۱۳۹۹ھ) اور مولانا اقبال احمد عمری اعظمی (م ۱۴۰۰ھ)

مولانا عصمت اللہ رحمانی کو متداول اسلامی علوم میں مہارت کیساتھ اردو، عربی اور فارسی شاعری پر مکمل قدرت تھی، آپ کی تصنیف «روض

AsliAhleSunnet.com

الأزهار فی مناقب الأخیار ، اردو ، عربی اور فارسی ہر سہ زبان پر مشتمل ایک بہترین شعری مجموعہ ہے ، جس میں عربی زبان وادب کا نکھار سب پر بالا ہے .

مولانا عبد الغفور بسکوہری بستوی برجستہ قصیدہ گو تھے ، ۱۹۵۵ م میں جلالۃ الملک شاہ سعود کی ہندوستان میں آمد کے موقع پر ایک ترحیبی قصیدہ لکھا ، ۱۹۶۱ م میں اہلحدیث کانفرنس نوگڈھ میں عربی نظم استقبالیہ لکھی ، اور فتاوی ثنائیہ وترجمہ ثنائی وغیرہ پر منظوم تقریظ لکھی ، نیز اور بھی لا تعداد عربی نظمیں لکھیں کہ اگر انہیں اکٹھا کیا جائے تو ایک ضخیم دیوان تیار ہوسکتا ہے .

مولانا اقبال احمد عمری اعظمی بڑے ہی ظریف الطبع ، ملنسار، خوش مزاج ، برجستہ گو شاعر اور ادیب ولغوی تھے ، آپ اپنے تعلیمی دور ہی میں اردو ، عربی اور فارسی میں طبع آزمائی کرنے لگے تھے ، میگزین (دار السلام) میں آپ کے عربی مضامین واشعار برابر شائع ہوتے رہے . اردو عربی کے بہت سے مجلات موصوف کے بلیغ مدحیہ قصائد و مراثی سے مزین ہیں .

دور حاضر کے ادباء ونثر نگاروں میں مندرجہ ذیل علماء ہند بہت امتیازی حیثیت کے حامل ہیں :

مولانا محمد الحسنی رحمہ اللہ بانی مجلۃ « البعث الاسلامی » دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ایک بلند پایہ صحافی وادیب اور فکر اسلامی کے علمبردار گزرے ہیں . جن کے ادارتی وافتتاحی مقالات کے مجموعے « الاسلام الممتحن » نے عرب وعجم میں بڑی مقبولیت حاصل کی .

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی حفظہ اللہ ایک مؤرخ ، بلند پایہ ادیب ،

AsliAhleSunnet.com

سنجیدہ مفکر اور سرزمین ہند میں ادب اسلامی کے قائد ہیں. جن کی عربی تصانیف، مقالات اور محاضرات نے عالم اسلامی میں بڑی پسندیدگی ومقبولیت حاصل کی ہے.

عربی زبان وادب مجلات وجرائد کے آئینہ میں

عربی زبان وادب کی خدمت اور نشر واشاعت کا ایک اہم میدان مجلات وجرائد کا اہتمام بھی ہے، بحمد اللہ یہ شعبہ بھی ہندوستان میں درخشندہ وتابندہ ہے، مختلف اوقات میں ہندوستان سے بڑی پابندی کیساتھ متعدد عربی رسائل وجرائد نکلتے رہے اور اب بھی یہ مبارک سلسلہ جاری وساری ہے.

پرانے مجلات وجرائد میں ماہنامہ «البیان» عربی، لکھنؤ سے نکلتا تھا کلکتہ سے ہفت روزہ جریدہ «الجامعۃ» اور عربی کا شاہکار ماہنامہ «نسیم الصبا» لاہور سے نکلتا تھا. ماہنامہ «الضیاء» ندوۃ العلماء کا عربی ترجمان تھا، سن ۱۹۳۵ م میں ایک عربی رسالہ «الرضوان» نکلتا تھا.

وہ مجلات وجرائد جو بڑی پابندی کیساتھ نکل رہے ہیں حسب ذیل ہیں حکومت ہند کیطرف سے سرکاری طور پر نکلنے والا مجلہ «ثقافۃ الھند» اور جریدہ «صوت الھند» ہے یہ دونوں رسالے بڑی مدت سے نکل رہے ہیں ماہنامہ «البعث الاسلامی» ندوۃ العلماء کی سرپرستی میں نکل رہا ہے.

دعوت کتاب وسنت کا علمبردار ایک علمی وفکری ماہنامہ «مجلۃ الجامعۃ» جامعہ سلفیہ بنارس کے زیر اہتمام نکل رہا ہے.

دار العلوم دیوبند کا عربی ترجمان پندرہ روزہ «الداعی» ہے. پندرہ روزہ ملی واسلامی جریدہ «الکفاح» دھلی جمعیۃ العلماء کے زیر اہتمام نکل رہا ہے اور پندرہ روزہ جریدہ «الرائد» لکھنؤ بھی قابل ذکر ہے جو طلبۂ دار العلوم ندوۃ العلماء کیطرف سے نکل رہا ہے.

AsliAhleSunnet.com

طلبۂ مدارس کی عربی انجمنیں

دور حاضر میں عربی زبان وادب کی سرگرمیوں کا ایک اہم میدان مدارس وجامعات کے طلبہ کی عربی انجمنیں ہیں جہاں طلبہ عربی صحافت وخطابت کی مشق کرتے ہیں۔

ہندوستان کے تمام ہی بڑے مدارس کی سرپرستی ونگرانی میں طلبہ کی عربی انجمنیں عربی زبان وادب کی خدمت میں رواں دواں ہیں۔

«النادی الأدبی» طلبۂ دار العلوم دیوبند کی عربی انجمن ہے۔ جس میں طلبہ ماہانہ وپندرہ روزہ متعدد قلمی رسائل اور ہفت روزہ، ماہنامہ پروگراموں کے ذریعہ خوب خوب عربی صحافت وخطابت کی مشق کرتے ہیں۔

«النادی العربی» طلبۂ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کی عربی انجمن ہے جہاں طلبۂ ندوہ عربی صحافت وخطابت کی مشق کرتے اور پھر اسکے ذریعہ ترجمہ وانشاء میں نمایاں کامیابیاں حاصل کرتے ہیں۔

«ندوۃ الطلبۃ» طلبۂ جامعہ سلفیہ بنارس کے تحت «القسم العربی» ہے جس کے ذریعہ طلبہ عربی صحافت وخطابت میں مہارت حاصل کرتے ہیں، جامعہ کے طلبہ «المنار» میگزین نکالتے ہیں، جس میں عربی، اردو، انگریزی، اور ہندی، مضامین شائع ہوتے ہیں۔ ان حضرات کی یہ کوشش قابل مبارکباد ہے۔

«النادی العربی» جامعہ سراج العلوم بونڈھیار گونڈہ کی عربی انجمن ہے جسکے تحت طلبہ عربی خطابت وصحافت کی کوشش کرتے ہیں اور نمایاں کامیابیاں حاصل کرتے ہیں، اسکے علاوہ اور بھی مدارس وجامعات کے تحت طلبہ کی انجمنیں قائم ہیں جہاں طلبہ عربی صحافت وخطابت کی مشق کرتے ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

ہندوستان میں عربی زبان وادب کا روشن مستقبل

یہ ہیں مسلمانان ہند کے وہ کارنامے جو عربی زبان و ادب سے متعلق ہیں .

عربی زبان وادب کے سلسلہ میں مسلمانان ہند کی سرگرمیوں کے اس تفصیلی جائزہ سے یہ بات بخوبی عیاں ہوجاتی ہیکہ مسلمانان ہند نے اپنے وطن عزیز کو جہاں تہذیب وتمدن ، ثقافت وکلچر اور دوسری تعمیر وترقی کے میدان میں نمایاں کیا ہے ، وہیں دوسرے علوم وفنون کیساتھ عربی زبان وادب کے میدان میں بھی اسے چمکایا اور اونچا مقام دیا ہے .

ہمارے سامنے واقعات وحقائق کا جو سرمایہ ہے اسکو دیکھکر بجا طور پر یہ توقع کیجاسکتی ہے کہ مستقبل قریب میں عربی زبان وادب کے جدید طرز فکر ، نئے زاویہ نگاہ اور جدید اسلوب ونگارش کا ایک خاص مکتب فکر وجود میں آئیگا . جو ادب ، روحانیت ایمان اور دعوت، واصلاح کا حسین سنگم ہوگا . انشاء اللہ ؟

(مولانا ابو العاص وحیدی)
جامعہ سراج العلوم بونڈیہار ، گونڈہ ، (یو پی)

AsliAhleSunnet.com

بہار کے مدارس ، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عربی کی تعلیم اور اس کے مسائل

بہار صدیوں سے عربی زبان وادب کے درس وتدریس کا مرکز رہا ہے اسکا سلسلہ یہاں مسلمانوں کی آمد سے شروع ہوتا ہے ، مسلمانوں کی آمد یہاں خلجی خاندان کے عہد حکمرانی میں شروع ہوئی ، بہار کا فاتح بختیار خلجی تھا ، اسکے بعد یہاں صوفیائے کرام آنے لگے . سب سے پہلے حضرت تاج فقیہ منیر میں تشریف لائے ، پھر علماء ، فقہاء ، اولیاء اور شعراء کی مسلسل آمد ہونے لگی . صوفیائے کرام میں حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحیی منیری خاص طور پر قابل ذکر ہیں ، انہوں نے رشد وہدایت کے ساتھ عربی وفارسی زبانوں میں تألیفات وتصنیفات کے سلسلے کا بھی آغاز کیا . مغلوں کے زمانہ میں اگرچہ حکومت اور خواص کی زبان فارسی تھی مگر مذہبی زبان ہونے کیوجہ سے عربی کے درس وتدریس کو خاصا فروغ حاصل ہوا چنانچہ بہار کے گوشے گوشے میں مدارس عربیہ کا قیام عمل میں آیا اور ساتھ ہی خانقاہوں میں بھی عربی کی تعلیم جاری رہی .

سن ۱۸۵۷ م کے بعد ہندوستان پر جب انگریزوں کا اقتدار ہوا تو طریقۂ تعلیم میں بھی ایک نمایاں تبدیلی ہوئی ، اسکولوں اور کالجوں میں بھی عربی کی باضابطہ تعلیم ہونے لگی . بہار کے مختلف ضلع اسکولوں میں عربی پڑھانے کیلئے عربی کے اساتذہ کی تقرری ہوئی . دوسری طرف ۱۹۲۲م میں

AsliAhleSunnet.com

بہار اینڈ اڑیسہ مدرسہ اکزامینیشن بورڈ کا قیام عمل میں آیا جس سے بہار کے مختلف مدارس کا الحاق ہوا. اسمیں تحتـــانیہ کے تین کلاس، چار وسطانیہ کے، دو فوقانیہ کے، دو مولوی کے، دو عالم کے اور دو فاضل کے مقرر ہوئے. فاضـل میں ایم، اے کیطرح مخصوص مضمون میں زبان وادب کی بھی تعلیم ہونے لگی، فاضل کا نصاب ایم، اے کے مساوی تھـا اور اب بھی ہے. ۹/مارچ سن ۱۹۷۹م کو مدرسہ اکزامینیشن بورڈ کی جگہ، بہـــار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ کا قیام عمل میں آیا. حکومت بہار نے ایک خود مختار ادارہ یعنی (AUTONOMAUSBOARD) بنا دیا. فی الحال بورڈ سے تقریباً پندرہ سو مدارس ملحق ہیں.

بہار کے چند اہم مدارس درج ذیل ہیں:

۱ — مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی، پٹنہ.

۲ — مدرسہ عزیزیہ بہار شریف، نالندہ.

۳ — مدرسہ سلیمانیہ، پٹنہ سیٹی.

۴ — مدرسہ خانقاہ کبیریہ، سہسرام.

۵ — مدرسہ احمدیہ سلفیہ، دربھنگہ.

٦ — مدرسہ وحیدیہ، آرہ.

جو مدارس بہـار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ سے ملحق ہیں انہیں مدرسہ عالیہ کہا جاتا ہے. دوسری طرف ایسے مدارس جہاں عربی کی تعلیم ہوتی ہے مگر وہ بورڈ سے ملحق نہیں اور پرائیوٹ طور پر چلتے ہیں انہیں مدرسۂ نظامیہ کہتے ہیں انمیں سے چند اہم مدارس درج ذیل ہیں:

۱ — جامع العلوم، مظفر پور.

۲ — دار العلوم لطیفی، کٹیہار.

AsliAhleSunnet.com

۳ — مدرسہ قاسمیہ، گیا.
۴ — مدرسہ خیریہ، سہسرام.
۵ — مدرسہ امدادیہ، دربھنگہ.
۶ — مدرسہ حسینیہ، رانچی.
۷ — مدرسہ رحمانیہ، مونگیر.

درس عالیہ کے نصاب کے مطابق وسطانیہ، فوقانیہ، مولوی، عالم اور فاضل کے امتحانات بورڈ کے ذریعہ ہوتے ہیں جو علی الترتیب مڈل، ہائی اسکول. انٹر، بی، اے اور ایم، اے کے مساوی ہیں. پوسٹ گریجوٹ یعنی فاضل، ریسرچ اور ٹیچرس ٹریننگ کیلئے حکومت بہار نے انسٹی ٹیوٹ آف پوسٹ گریجوٹ اسٹڈیز اینڈ ریسرچ ان عربک اینڈ پرشین لرننگ پٹنہ کے نام سے سن ۱۹۵۵م میں قائم کیا جہاں کے فارغ شدہ طلباء صوبائی اور مرکزی مقابلے کے امتحانوں میں نمایاں کامیابی حاصل کرتے ہیں.

مدرسہ میں وسطانیہ سے فاضل تک عربی ادب کے علاوہ فقہ، حدیث تفسیر، منطق، اور فلسفہ کی کتابیں عربی میں ہوتی ہیں، ذریعہ تعلیم اردو ہے. پٹنہ میں عربی اور فارسی یونیورسٹی کے قیام کی تجویز پر حکومت غور کر رہی ہے. اسکے قواعد اور ضوابط مرتب ہوچکے ہیں، مستقبل قریب میں اسکے وجود میں آنے کا امکان ہے.

بہار کے مدارس اور یونیورسٹیوں میں بہت سے ذی علم علماء اور ممتاز اسکالرس پیدا ہوئے ہیں.

اسی طرح مدارس اور یونیورسٹیوں میں اساتذہ کے علاوہ، بہار میں عربی زبان وادب کے بہت سے ممتاز اسکالرس پیدا ہوئے ہیں. جن کی تصانیف

AsliAhleSunnet.com

اور تالیفات مختلف اداروں میں داخل نصاب ہیں، انمیں:

(۱) مولانا ظہیر احمد شوق نیموی مولف «آثار السنن»

(۲) مولانا شمس الحق ڈیانوی مولف «عون المعبود»

(۳) مولانا مجیب اللہ بہاری مصنف «سلم العلوم»

(۴) ملا موہن بہاری خاص طور پر قابل ذکر ہیں.

جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے خانقاہوں میں بھی عربی کی تعلیم ہوتی تھی اور بڑے ذی علم علماء درس دیا کرتے تھے. ان میں مندرجہ ذیل علماء کرام خاص طور پر قابل ذکر ہیں.

۱ — شاہ بدر الدین صاحب، پھلواری.

۲ — شاہ محمد سلیمان صاحب، پھلواری.

۳ — شاہ فرزند علی صوفی منیری.

۴ — شاہ کمال دیوروی.

۵ — مولانا محمد علی مونگیری.

ان علماء کرام کی شہرت ہند اور بیرون ہند میں دور دور تک پھیل گئی. آج یہ بڑے حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ آزاد ہندوستان میں ایسے ذی علم لوگ کیوں نہیں ملتے. ان لوگوں کو بڑی کم تنخواہیں ملا کرتی تھیں لیکن اپنے تبحر علمی سے سارے ہندوستان کے اسکالرس کی توجہ ان لوگوں نے اپنی طرف مبذول کرالی تھی. آج اساتذہ اونچی تنخواہیں پاتے ہیں لیکن معیار تعلیم انتہائی پست ہوگیا ہے. آخر ایسا کیوں؟ اساتذہ کی تقرری صلاحیت کی بنیاد پر نہیں بلکہ پیروی اور ذاتی تعلقات پر ہوتی ہے. یاد رکھئے ایک غلط آدمی کی تقرری تین نسلوں کو برباد کرتی رہتی ہے.

AsliAhleSunnet.com

مدرسہ کا موجودہ نصاب تقریباً پچاس سال قبل مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم کی زیر نگرانی مرتب ہوا تھا یہ نصاب تقریباً اب بھی وہی ہے جو عصری تقاضوں کو بالکل پورا نہیں کرتا مثلاً عالم میں، ادب میں سبعہ معلقہ دیوان حماسہ، دیوان متنبی، مقامات حریری وغیرہ ہیں. فاضل میں دیوان امرأ القیس، دیوان عمرو ابن ربیعہ، دیوان ابو تمام، رنات المثالث والمثانی وغیرہ درس میں داخل ہیں. بورڈ میں نصاب کیلئے کتابوں کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کیلئے کمیٹی کی تشکیل کی گئی. کمیٹی کے ممبران سر جوڑ کر بیٹھے مگر کوئی خاص نتیجہ برآمد نہیں ہوا. فوقانیہ اور میٹرک تک تو نئی کتابیں مرتب کی گئی ہیں مگر مولوی سے فاضل اور آئی، اے سے ایم، اے تک کیلئے نہ نئی کتابیں دستیاب ہیں اور نہ انکی طباعت اور اشاعت کا انتظام ہے. کم وبیش یہی حال بہار کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عربی تعلیم کا ہے. اسوقت بہار میں چھ یونیورسٹیاں ہیں. مگر افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ گریجویشن سطح تک صرف پٹنہ یونیورسٹی کے پٹنہ کالج میں مگدھ یونیورسٹی کے اورینٹل کالج میں اور متھلا یونیورسٹی کے ملت کالج میں عربی کی تعلیم کا نظم ہے. یونیورسٹی سطح تک صرف پٹنہ یونیورسٹی میں عربی کی تعلیم کا نظم ہے یہاں بھی نصاب کی کتابیں پچاس سال پرانی ہیں بی، اے پاس اور آنرز میں دیوان متنبی، دیوان حماسہ، رنات المثالث والمثانی، ترجمہ پارہ عم، عروض وبلاغت اور گرامر وغیرہ کی کتابیں ہیں. ایم، اے میں دیوان حماسہ، سبعہ معلقہ، دیوان حافظ ابراہیم، مقامات حریری النظرات، سیرت ابن ہشام جیسی کتابیں عرصۂ دراز سے پڑھائی جا رہی ہیں مدرسہ اور کالجوں میں غیر ضروری طور پر گرامر میں اُلجھا دیا جاتا ہے. صرف ونحو پڑھانے کا طریقہ بھی ناقص ہے.

AsliAhleSunnet.com

زمانہ سرعت سے تغیر پذیر ھے۔ ہم بھی بدلتی ہوئی قدروں کا ساتھ دینا چاھتے ھیں۔ مگر نہ تو نئی کتابیں ملتی ھیں اور نہ انکی اشاعت کا انتظام ھے۔ ہم عربی زبان وادب کے جدید رجحان سے بھی واقف نہیں۔ عرب دنیا میں افسانے، ناول، ڈراموں اور شاعری میں کیا تبدیلیاں ہوئی ھیں نئے رجحانات نے کیا رخ اختیار کیا ھے۔ اس سے ہم بالکل واقف نہیں۔ عرب دنیا میں سائنس ارو ٹکنالوجی میں کیا کیا دریافت ہوئی ھے اسکا بھی ہمیں پتہ نہیں۔ عربی زبان وادب کیساتھ ایک المیہ یہ بھی ھیکہ ایم، اے کرنے کے بعد ہمارے طلبہ کی اکثریت عربی نہ بول سکتی ھے اور نہ لکھ سکتی ھے، فارسی اور انگریزی میں صورت حال بالکل مختلف ھے، انٹر ھی سے لڑکے انگریزی اور فارسی میں لکھنے اور بولنے لگتے ھیں۔ ایرانی سفارتخانہ طلباء کی کتابوں سے مدد بھی کرتا ھے، مگر جب عرب سفارتخانوں کو خط لکھا جاتا ھے تو وہ جواب کی بھی زحمت گوارہ نہیں کرتے۔

آج ایک سوال یہ بھی ھیکہ ہم عربی کیوں پڑھیں۔ کسی بھی مضمون کا تعلق جب تک روزگار سے نہ ہوگا اسمیں ذی علم لوگ پیدا نہیں ہوسکتے یہ سوال اہم ھے کہ عربی زبان کا تعلق روزگار سے کیسے پیدا کیا جائے۔ بعض محدود امکانات سے اقتصادی مسئلہ حل نہیں ہوسکتا، ہملوگ باتیں تو بہت کرتے ھیں۔ سیمینار اور سمپوزیم بھی کرتے ھیں۔ تجویزیں بھی پاس ہوتی ھیں اور پھر بات وھیں ختم ہوجاتی ھے جہاں سے شروع ہوئی تھی۔

ہندوستان میں عربی زبان وادب کی ترویج وارتقاء کے سلسلے میں یہاں میں چند مشورے دینا چاھتاہوں۔

۱ — جدید کتابوں کی طباعت اور اشاعت۔

۲ — ہندوستان کی تمام یونیورسٹیوں کیلئے یکساں نصاب تعلیم۔

AsliAhleSunnet.com

۳ — تکامی زبان سکھانے کیلئے مدارس اور کالجوں میں انتظام.
۴ — عرب ممالک سے طلباء کا تبادلہ.
۵ — عربی بولنے والے ممالک سے اساتذہ کے تبادلہ کا انتظام.
۶ — اخبارات، رسائل اور کتابوں کا عرب ممالک سے تبادلہ.

خوش قسمتی سے اسوقت یہاں اس سیمینار میں ہندوستان میں عربی زبان وادب کے ممتاز اسکالرس اور اساتذہ موجود ہیں. سب لوگ سر جوڑ کر بیٹھیں اور ہندوستان میں عربی زبان وادب کے فروغ کیلئے کوئی لائحہ عمل تیار کریں. آج عرب دنیا سے ہمارے سیاسی، تجارتی، ثقافتی اور معاشی تعلقات بہت قریب کے ہیں، ایران سے بھی ہمارے گہرے روابط ہیں، ایران اور عرب دنیا میں تیل کی دولت نے ہمارے بہت سے ڈاکٹروں انجینئروں اور دوسرے ماہرین فن کو اپنی طرف کھینچ رکھا ہے. ان سبھوں کو فارسی اور عربی پیشہ ورانہ ضرورت کیلئے سیکھنا ہے. اسکے لئے بھی انتظام کرنا ہے.

آخر میں میں اس سیمینار کے منتظمین کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے اتنا شاندار سیمینار کیا. خدا کرے اس سیمینار کا مفید مقصد برآمد ہو؟

(ڈاکٹر اطہر شیر)
عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ پٹنہ

AsliAhleSunnet.com

جامعہ سلفیہ

احوال و آثار حضرت علی ہجویری

سر زمین ہندوستان علم روحانیت کے فروغ کے لئے زمانۂ قدیم سے ہی زرخیز ثابت ہوئی ہے۔ یہاں کے مختلف مذہبوں کا پس منظر ترک دنیا کے رنگا رنگ فلسفوں سے مزین ہے، حصول دنیا سے دستیاب ہونے والی خوشیوں کے مقابلہ میں قدیم ہندوستانیوں نے عبادت الٰہی سے ملنے والی دائمی خوشی کو فوقیت دی، ان اسباب کی بنا پر ہندوستان کی مٹی فطری طور پر ہی صوفیانہ طرز تفکر کے لئے بہت موزوں تھی روحانیت کی یہ کشش تصوف اسلام کو اپنی طرف راغب کئے بغیر نہ رہ سکی۔

تصوف کو قبولیت عام ملنے کے ساتھ ہی دنیا کی الگ الگ قومیں اور الگ الگ مذاہب اسکا منبع اپنے یہاں ڈھونڈھنے لگے، ایران کے قدیم مذاہب جیسے زرتشت مذدک اور مانی میں ان کا پتا لگایا جانے لگا جو پہلے سے اسلامی تصوف کا جز تھیں، یونانیوں نے صوفی لفظ کا اشتقاق ہی گریک زبان میں ڈھونڈھ نکالا، ہندوستان میں وید کو تصوف کا منبع قرار دیا جانے لگا[1]۔

دیگر محققین کا خیال ہے کہ سیف الدین گازرونی ہندوستان میں آنے والے پہلے صوفی تھے جو سیف الدین ابو اسحاق کے چچا تھے[2] (ت ٤٢٦ھ/١٠٣٢ — ١٠٣٣ء)۔

(1) Preface to the Translation of Tazkiratul Aulia by Dr, Bankey Bihari pg. x Lahore 1961

(2) S. Athar Abbas Rizwi – A History of sufism in India vel I p 110 Munshi Ram Manohar Lal 1972 (H S I)

AsliAhleSunnet.com

متعدد حقائق کو دیکھتے ہوئے وہ پہلے صوفی جن کی ہندوستان میں آمد تمام شکوک سے ماوراء ہے حضرت علی ہجویری ہیں، انہوں نے فارسی ادب کو تصوف کی پہلی کتاب اور دنیائے اسلام کو ایسی کسوٹی عطا کی جسکے ذریعہ تصوف کو تصوف الحاقی سے متمیز کیا جانا ممکن ہو سکا۔

حضرت ہجویری کا نسب نامہ حضرت امام حسین تک پہونچتا ہے ان کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔

حضرت علی ہجویری بن عثمان بن علی بن عبد الرحمن بن شاہ شجاع ابن ابو الحسن بن حسن اصغر بن زید شہید بن امام حسین بن حضرت علی۔

زیادہ تر تذکرہ نگار اوپر نقل کئے گئے سلسلہ نسب سے متفق ہیں لیکن تاریخ جلالی کے مصنف نے اوپر دئے گئے سلسلہ میں شاہ شجاع کے نام کی جگہ عبد اللہ کا اضافہ کیا ہے[1] انہوں نے اس نئے امر کی نشاندہی کرنے والے ماخذ کا حوالہ نہیں دیا ہے، یوروپی محققین جنہوں نے ہجویری کے سلسلہ میں گراں قدر کام کئے ہیں جیسے براون نکلسن اور آربری نسب نامہ کی بحث سے دامن بچا لے گئے ہیں، روسی محقق ژھوکووسکی اور فہرست مخطوطات کے مدون جیسے ایتھ ریو اور ایوانوو نے بھی اس مسئلہ پر سکوت سے کام لیا ہے۔

حضرت ہجویری کا اصلی نام علی تھا عرفیت ابو الحسن تھی اور وہ داتا گنج بخش کے لقب سے مشہور تھے، تمام تذکرہ نویسوں، مورخوں اور محققین نے آپ کی کنیت متفقہ طور پر ابو الحسن ہی لکھی ہے[2] مگر استاد

(۱) تاریخ جلالیہ ص ۲۰۴ بحوالہ محمد صبوری در دیباچہ ترجمہ کشف المحجوب اردو، لاہور ۱۹۷۸ از معین الدین (ک م م)

(۲) تاریخ نظم ونثر در ایران ودر زبان پارسی از سعید نفیسی جلد اول ص ۶۵ چاپ فروغ ایران مہر ماہ ۱۳۴۴ ہجری شمسی (ت ن ن)۔

AsliAhleSunnet.com

سعید نفیسی نے اپنی مشہور تصنیف « تاریخ نظم ونثر در ایران ودر زبان پارسی » میں ان کی کنیت ابو اسحق لکھی ھے ، استاد سعید نفیسی نے اس نئے امر کی نشاندھی کرتے وقت کوئی حوالہ نہیں پیش کیا ھے .

حضرت ہجویری کی عرفیت داتا گنج بخش تذکرہ نویسوں کے لئے متنازع فیہ بحث بنی ہوئی ھے ، اس عرفیت کے معروف ہونے کےسلسلہ میں حسین زنجانی فواید الفواد میں لکھتے ھیں کہ حضرت معین الدین چشتی نے (۵۰۰ھ/۱۱۰۶ — ۱۱۰۷ء) میں حضرت ہجویری کے مزار پر چلہ کشی کی[1] ، عبادت اور ریاضت کے ذریعہ خواجہ نے حضرت ہجویری سے تماس روحانی پیدا کیا ، خواجہ کو اپنے مرشد ہجویری کی جانب سے یہ القا ہوا کہ وہ ہندوستان کیطرف کوچ کریں ، خواجہ کو چونکہ حضرت ہجویری سے روحانیت کا خزانہ حاصل ہوا تھا اس لئے اس موقعہ پر انہوں نے یہ شعر پڑھا[2]

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

اور اسی کے بعد سے حضرت ہجویری کی عرفیت گنج بخش ہو گئی .

حضرت ہجویری کی عرفیت گنج بخش میں داتا کا اضافہ حتمی طور پر بعد کے زمانہ میں ہوا ، داتا خالص ہندوستانی لفظ ھے ، بخش کی موجودگی کے ساتھ تقریبا ہم معنی لفظ کا اضافہ اس امر کیطرف نشاندھی کرتا ھے کہ اسکا اضافہ ایسے عوام کیطرف سے ہوا جو عربی فارسی سے ناواقف تھے ،

(۱) فواید الفواد نولکشور لکھنؤ ص ۳۵ (ف ف) .
(۲) أیضاً . " " "

AsliAhleSunnet.com

کوئی تعجب نہیں جو اس لفظ کا اضافہ ایسے ہندو معتقدین کے ذریعہ ہوا ہو جو مسلمان فقیروں کے لئے عزت واحترام کے جذبات رکھتے تھے۔

حضرت ہجویری غزنی میں پیدا ہوئے، آپ کا بچپن ہجویر اور جلاب نام کے غزنی کے دو محلوں میں گزرا[1] یہی سبب ہے کہ وہ کشف المحجوب میں خود کو ہجویر اور جلاب دونوں جگہوں سے منسوب کرتے ہیں اگرچہ ہجویری نے اپنی زندگی کے اہم شب وروز لاہور میں گزارے اور ان کی شہرت تام جو کشف المحجوب کی تصنیف کے باعث حاصل ہوئی قیام ہندوستان کا ہی عطیہ تھی، لیکن انہوں نے کبھی بھی خود کو ہندوستان سے منسوب نہیں کیا اور نہ ہی اپنے ہندوستان کے تعلقات پر کسی طرح کا فخر کیا۔

حضرت ہجویری کی پیدائش کے سلسلہ میں عام طور پر متذکرین خاموش ہیں۔

پروفیسر علم الدین سالک کے مطابق حضرت ہجویری کی پیدائش محمود غزنوی کے آخری دور یا مسعود غزنوی کے دور اول میں ہوئی ہوگی[2] نکلسن بھی ان کی پیدائش کے سلسلہ میں اسی طرح کے سنین کا تعین کرتے ہیں۔

حضرت ہجویری کا سال وفات الگ الگ متذکرین نے الگ الگ درج کیا ہے، انکے سنین وفات (۴۵۶ھ/۱۰۶۳-۱۰۶۴ء) سے شروع ہوکر (۴۶۹ھ/۱۰۷۶-۱۰۷۷ء) کے بعد تک ملتے ہیں سن وفات کا تعین کرنے سے پہلے

(۱) ڈاکٹر رضا زادہ شفق، تاریخ ادبیات ایران مترجمہ مبارز الدین رفعت ص ۲۵۴ ندوۃ المصنفین دہلی۔

(۲) ک۔م۔ ژ۔ ۳۶۰

AsliAhleSunnet.com

ان سنین کا ذکر ضروری ھے جو ھجویری کی وفات سے منسوب کئے جاتے ھیں ۔ قدیم ترین سن وفات جسکا حوالہ نکلسن کے ذریعہ ملتا ھے(۴۵٦ھ/ ۱۰٦۳ - ۱۰٦۴ء) ھے[۱] تذکرۃ الآصفیۃ کے مطابق ھجویری کا انتقال (۴٦۴ھ/ ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ء) میں ھوا[۲].

نفحات الانس کے مطابق ھجویری کا انتقال (۴٦۵ھ/۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ء) میں ھوا[۳].

غلام علی آزاد نے مآثر الکرام میں بھی ان کا سن وفات(٤٦٥ھ/۱۰۷۲- ۱۰۷۳ء)ھی درج کیا ھے[٤].

محققین کا دوسرا گروہ انکی تاریخ وفات(۴٦٦ھ/۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ء)مانکر چلتا ھے ، ایک شاعر نے انکی تاریخ وفات کے لئے نوشتہ زیر قطع کہا ھے جس سے اسی سن کا اخراج ھوتا ھے[٥]

چوں آن شاہ جہاں اندر جہاں شد
زسرور سال وی سرور عیان شد

دیگر بہت سے محققین نے بھی اسی سن وفات کو درست مانا ھے.
اب سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ ھجویری کے انتقال کا صحیح سن کیا

---

(۱) K. M, N xIx
(۲) تذکرۃ الآصفیـــۃ از مفتی غلام سرور ص ۲۳۰ بحوالہ ک م م ص ۲۲ ، ۲٤
ایضا ص ۲۱ .
(۳) نفحات الانس جامی ص ۱۹۲ نولکشور لکھنؤ ۱۹۱۵ (ج)
(٤) سرور آزاد ص ۴۰
(٥) ا . ل . ٥

AsliAhleSunnet.com

مانا جائے، یہ طے ہو جانے کے بعد کہ ان کا انتقال ۴۶۹ھ/۱۰۷۶-۱۰۷۷ء میں بھی ہو سکتا ہے اور ۴۶۹ھ/۱۰۷۷ یا اسکے بعد انتقال کے امکان بہت کم ہیں صرف تین سنین بچتے ہیں جن کے بیچ تصفیہ کئے جانے کی ضرورت ہے ۴۶۴، ۴۶۵ اور ۴۶۶ھ/۱۰۷۲-۱۰۷۳ء میں سے انکا انتقال ۴۶۵ھ/۷۲-۱۰۷۳ء میں ہونے کے امکان زیادہ ہیں، اسکے اسباب یہ ہیں اول: زیادہ تر تذکروں نے ۴۶۵ھ/۷۲-۱۰۷۳ء ہی انکا سال وفات بتایا ہے. دوم: ہجویری کا مزار - جسکی تعمیر سلطان ظہیر الدولۃ ابراہیم بن مسعود نے کروائی تھی - بھی اسی سن کی نشاندھی کرتا ہے[۱]. سوم: کشف الظنون میں حاجی خلیفہ نے بھی حضرت ہجویری کی تاریخ وفات ۴۶۵ھ/۱۰۷۲-۱۰۷۳ درج کی ہے[۲] چہارم: بعد کے تذکرہ نگار جیسے فرید الدین عطار اور جامی[۳] نے بھی ان کا سن وفات ۴۶۵ھ/۱۰۷۲-۱۰۷۳ء ہی درج کیا ہے. پنجم: سن وفات ۴۶۵ھ/۱۰۷۲-۱۰۷۳ء کسی بھی اہم تذکرہ میں دستیاب نہیں ہے.

جناب عبد الصبور نے ہجویری کی ہندوستان میں آمد کا دور (۴۳۱-۴۲۱ھ/ ۱۰۴۰-۱۰۳۰) طے کیا ہے[۴]، لیکن اطہر عباس رضوی صاحب کے قول کے مطابق وہ ہندوستان مسعود غزنوی کے زمانہ میں ۱۰۳۵/۳۰-۵۲۹ھ میں آئے[۵].

(۱) کشف المحجوب ترجمہ اردو از میاں طفیل محمد ص ۴۳ مرکزی مکتب اسلامی دہلی (ک م ط) نیز ا. ل. ہ

(۲) K. M. N xx

(۳) ج ۲۹۱

(۴) مآثر لاہور مؤلف منشی محمد الدین فوق بحوالہ ا ل ص ۱

(۵) H. S. I. 109.

AsliAhleSunnet.com

حضرت ہجویری اپنے بھائی شیخ ابو سعید ہجویری اور شیخ احمد سرخسی کے ساتھ ہندوستان آئے[۱]، رسالہ عدلیہ کے مطابق ابو سعید ہجویری اور علی ہجویری پیر بھائی تھے[۲].

ہجویری کی زندگی کا بیشتر حصہ سیاحت میں بسر ہوا[۳]، ورود ہندوستان سے قبل بھی وہ بہت سی جگھوں کے سفر کر چکے تھے، بزرگان دین کے مزاروں کی زیارت بھی کر چکے تھے.

حضرت ہجویری کا سفر عراق ان کی زندگی کا ایک اہم سفر تھا، اس سفر نے انکو ایک ایسے بزرگ سے ملاقات کرنے کا موقع دیا جس نے ہجویری کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا، حضرت ہجویری اپنے قول کے مطابق تقریبا گیارہ سال[٤] تک ازدواج سے دامن بچاتے رہے[٥] لیکن آخر کار ازدواج کرنا پڑا، ایک سال تک اپنی ازدواجی زندگی میں وہ ایسے غرق ہوئے کہ بقول خود گمراہی کیطرف راغب ہو گئے تھے[٦]

وہ آخری سفر جسکا حوالہ کشف المحجوب میں ملتا ہے شام کا سفر ہے[۷] شام میں وہ اپنے استاد حسن خطلی سے بہت نزدیک تھے، انکے

---

(۱) ک م ژ ۲۰۱

(۲) رسالہ عدلیہ از یعقوب بن عثمان پندرھویں صدی بحوالہ N M K xix

(۳) N M K xvII

(٤) بعض نسخوں کے مطابق پندرہ سال

(٥) ک م ژ ٤٧٦

(٦) ایضا

(۷) H. S I 112

AsliAhleSunnet.com

انتقال کے وقت انکا سر آپ کی گود میں تھا[1] ۴۵۷ - ۱۰۶۵/۴۵۸ء میں انکے انتقال کے بعد ہجویری نے لاہور کا عزم آخری بار کیا اور تاحیات یہیں مقیم رہے

حضرت ہجویری نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ تحصیل وترویج علم حقیقی میں صرف کیا . سیاحت کے دوران مختلف دبستاں خیال کے عالموں سے آپ کی ملاقات ہوئی ، چونکہ آپ علم کے عملی پہلو سے عقیدت رکھتے تھے لہذا اپنے علم اور استدراک کو تمام مخلوق تک پہونچانے کے لئے ہمہ وقت علم کا سہارا لیا نتیجہ کے طور پر بیش بہا تصانیف آپ کے قلم سے وجود میں آئیں ، کشف المحجوب میں تقریبا دس تصانیف کا حوالہ ملتا ہے ، لیکن یہ سخت افسوس کی بات ہے کہ ان تمام دس تصانیف میں سے صرف کشف المحجوب ہی ہم تک پہونچ سکی ہے ، دیگر کتابوں کے صرف نام ہی ملتے ہیں کیونکہ ان میں سے زیادہ تر کتابیں یا تو ضائع ہوگئیں یا سرقہ کی نذر ہوگئیں ، سعید نفیسی نے کشف المحجوب کے علاوہ صرف ایک کتاب کا ذکر کیا ہے وہ ہے الرعایۃ الی حقوق اللہ تعالی[2]

حضرت ہجویری کی جن کتابوں کا ذکر کشف المحجوب میں ملتا ہے مندرجہ ذیل ہیں :

دیوان شعر ، منہاج الدین ، فنا وبقا ، اسرار الخرق والمؤنات ، الرعایۃ الی حقوق اللہ تعالی ، کتاب البیان الی اہل العیان ، ایمان ، نحو القلوب ، فرق فرق ، کشف الاسرار ، کشف المحجوب .

---

(۱) Ibid

(۲) ت ن ن ہ ء

AsliAhleSunnet.com

کشف المحجوب : یہ کتاب صرف حضرت ہجویری یا ہندوستانی فارسی کی ہی نہیں بلکہ تمام فارسی ادب کی ایک اہم تصنیف ہے ، فارسی میں تصوف پر لکھی گئی متفرقہ تصنیفات میں اسے شرف اولیت حاصل ہے . بعض محققین کے قول کے مطابق کشف المحجوب کی تصنیف سے کچھ ہی پہلے شیخ ابو بکر بن اسحق محمد بن ابراہیم بن یعقوب البخاری الکلاباذی کی تصنیف « التصوف » کا ترجمہ ابو ابراہیم بن اسماعیل بن محمد بن عبد اللہ المستملی البخاری نے (۴۳۴ھ/۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ء) میں فارسی میں کیا — اس مترجمہ کتاب کا نام « کتاب الصرف المذہب النصف » رکھا[۱]، اس طرح فارسی میں تصوف پر لکھی گئی یہ پہلی کتاب ہوئی مگر یہ دلیل درست نہیں ہے ، کیونکہ یہ کتاب اول عربی سے ترجمہ ہے دوم یہ کہ اسکا موضوع تصوف نہ ہو کر مذہب ہے ، اس طرح اس مترجمہ کتاب سے کشف المحجوب کی اہمیت اور فوقیت پر کوئی آنچ نہیں آتی ہے .

کشف المحجوب کے مصنف نے اپنی تصنیف کا نام بار بار دہرایا ہے ، ہر جگہ بلاتفریق اس تصنیف کا نام صرف کشف المحجوب ہی آیا ہے ، لیکن نکلسن ریو اور ایتہ نے اس تصنیف کا پورا نام کشف المحجوب لأرباب القلوب رکھا ہے ، قابل یورپی محققین کا منبع اشتباہ محمد پارسا نقشبندیہ کی تصنیف[۲] « الخطاب لوصل الأحباب » ہے جسمیں انہوں نے کشف المحجوب کا غلط نام درج کردیا ہے ، حاجی خلیفہ کی تصنیف کشف الظنون[۳] بھی جو تقریبا دو سو سال بعد لکھی گئی اس غلطی سے مبرا نہ رہ سکی .

---

(۱) ک م ژ - آثار ہجویری از عباسی ص نوزدہ
(۲) وفات ۸۲۲ھ حاجی خلیفۃ جلد ۵ ص ۲۵ ک م ژ پنجاہ و دو
(۳) ک م ژ پنجاہ و دو

AsliAhleSunnet.com

کشف المحجوب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کی آخری تصنیف تھی اور زندگی کے اواخر میں پائے تکمیل کو پہونچی اس طرح یہ (٤٦٥ھ/۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ء) سے کچھ پہلے وجود میں آئی ہوگی۔

یہ کتاب پہلی بار گلزار ہند اسٹیم پریس لاہور سے (۱۳۲۹-۳۰ھ/۱۹۱۱ء) سے پہلے شائع ہوئی، کیونکہ نکلسن نے کشف المحجوب کے انگریزی ترجمہ میں جو باختصار لکھا گیا تھا اور (۱۳۳۰ - ۱۳۲۹/۱۹۱۱ء) میں شائع ہوا تھا لاہور اڈیشن کا حوالہ دیا ہے، وہ لکھتے ہیں(۱):

"TheLahore edition is inaccurate speciallay in the spellings of name, but most of its mistakes are easy to amend . The text closely ogrees with the two mss (of Ethe & Riev)

یہ ترجمہ انگریزی میں بے حد مقبول ہوا۔

جس وقت نکلسن کشف المحجوب پر قلم فرسائی کر رہے تھے بالکل اسی وقت روس میں ولنتائن ژھوکو وسکی کشف المحجوب کا بے بہا نسخہ تیار کرنے میں مشغول تھے، نکلسن لکھتے ہیں(۲)۔

" It (Kashful mahjub) has been lithographed at lahore and prof . Sch– – ukuviski of St . Petershing is as now I uuderstand is Engaged in prepairing a critical text .

درحقیقت ژھوکووسکی نے تنقیدی متن ۲٤ - ۱۲۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں ہی تیار کر لیا تھا(۳)، تدوین کے لئے انہوں نے ان پانچ نسخوں کی مدد لی تھی جو روس کی مختلف لائبریریوں میں موجود تھے - ۲٤ - ۱۳۲۳/۱۹۰۵ء میں محض مقدمہ لکھنے کا کام رہ گیا تھا لیکن یہ کام ۳۳ - ۱۳۳۲/۱۹۱٤ء میں

(۱) K M N xxvIII

(۲) IBID

(۳) ک م ژ دیباچہ از رماسکیویچ A. Romaskievitch سی وسہ

AsliAhleSunnet.com

جا کر پورا ہوا[1]. اسی سال ہندوستان میں کشف المحجوب کا ایک اور نسخہ چھپ کر سامنے آگیا. سن ۸-۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸- میں ژھوکووسکی کا انتقال ہوگیا اور محنت اور کوشش سے تیار کیا گیا ان کا یہ نادر نسخہ دنیا کے سامنے نہ آسکا.

سن ۱۹۲۶ م میں لینن گراڈ یونیورسٹی نے یہ کتاب شائع کی. اسطرح ژھوکووسکی نے جس کام کا بیڑا سب سے پہلے اٹھایا تھا وہ زمانہ کے لحاظ سے چوتھے نمبر پر آگیا مگر اسمیں دو رائے نہیں کہ ان کی محنت نے رنگ دکھایا اور یہ متن اب تک شائع شدہ تمام متون میں سب سے زیادہ مقبول اور معتبر ہے. اسی متن کو سن ۱۳۳۶ ھ/۵۸ - ۱۹۵۷ م میں ایران سے شائع کیا گیا، روسی زبان میں لکھے گئے مقدموں کا فارسی زبان میں ترجمہ محمد عباسی نے کیا. سن ۱۳۳۵ ھ ماہ شوال/۱۴ ستمبر ۱۹۱۲ ء میں اس کتاب کی طباعت سلیانوف مطبع سے ہوئی. کتاب پر پریس کا نام روسی زبان میں دیا گیا ہے یہ کتاب لکھنؤ یونیورسٹی کی ٹیگور لائبریری میں موجود ہے.

حضرت ہجویری گرچہ صوفی تھے اور أهل صفا کی اہمیت کو جگہ جگہ پر واضح کرتے ہوئے انہیں خدا کیطرف سے ذمہ داریوں کا حامل مانا ہے مگر انکے حسب ذیل خیالات اس حقیقت کی نشاندھی کرتے ہیں کہ صوفی اسلامی ارکان کی پابندیوں سے ہرگز آزاد نہیں ہے. چند مثالیں پیش ہیں:

---

(۱) ک م ژ دیباچہ از رماسکیویچ A. ROMASKIEVITCH

AsliAhleSunnet.com

خراسان میں چند صوفی ایسے تھے جو خود کو انبیاء سے بالا تر سمجھتے تھے حضرت ہجویری ایسے خیالات کی مخالفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں[۱] «وهیچ کس از علماء اهل سنت ومحققان این طریقت اندرین خلاف نکنند بجز گروهے از حشویان که بجسمه اهل خراسانند وخود را ولی خوانند وبدرست ولی اند اما ولی شیطان وایشان گویند اولیاء فاضل تر از انبیاء اند... پس یک نفس اولیا فاضلتر از همه روزگار وهمه اولیاء[۲]»...

هندوستان میں دو ایسے گروہ تھے جو برهمه اور اولیا میں فرق نہیں کرتے تھے. یہ گروہ حشویان اور ملولی تھے، انکی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں[۳] «ودر جمله این دو گروه که مدعی به اسلام اند موافق اند اندر نفی تخصیص انبیاء وبرهمه وهر که مبر نفی انبیا را اعتقاد کند کافر شود»

کچھ گروہ معرفت کو الہامی مانتے تھے اس غیر اسلامی نظریہ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں[٤] «گروهی گفته اند که معرفت الهامی است واین نیز محالست وآنچه معرفت را برهان باطل وحق است واهل الهام را بر خطا وصواب برهان نباشد از آنچه یکے گوید که بمن الهام ست که خداوند تعالی امر امکان نیست ویکے گوید که مرا الهام چنانست که در امکانست لا محاله اندر دو دعوی متضاد حق بنزدیک یکے باشد وهر دو

(۱) ک م ژ ۳۵۳
(۲) " " ۳٥٤
(۳) " " ۳٥٤
(٤) " " ۳٥٤

AsliAhleSunnet.com

بالهام دعوی کنند ولا محاله تمیزی بیاید تا فرق کند میان صدق وکذب این دو مدعی آنگاه بدلیل دانسته باشد وحکم الهـام باطل بود واین قول براهمه است ».

نماز کے سلسله میں مختلف گروهان صوفیا کا ذکر کرتے هوئے لکھتے هیں که نماز هر صوفی پر لازم هے[1] « من که علی بن عثمان جلابی ام می گویم که نماز امر است نه آلت حضور نه آلت غیبت ».

اوپر دئے گئے اعتراضات کے علاوه حضرت هجویری نے صوفیوں کو دو اصولوں پر همیشه کاربنـد رهنے کی تلقین کی هے ایک هے راه اعتدال اختیار کرنا اور دوسرا هے ظاهر پرستی سے پرهیز.

حضرت هجویری رقص کے سخت مخـالف هیں صاف طور پر لکھتے هیں[2] « بدانکه اندر شریعت وطریقت هر رقص را هیچ اصلی نیست از آنچه آن لهو بود به اتفـاق همه عقلا چون بجد باشد وچون بهزل بود لغوی وهیچ کس از مشایخ آنرا نستوده است واندران غلو نکرده وهر اثر که اهل حشو اندران بیارند آن همه باطل بود.

حضرت هجویری لباس پوشی کے سلسله میں بهی کافی معتدل تهے انکا واضح اصول تها که جب جیسے کپڑے مل جائیں پهن لینا چاهئے. حضرت هجویری نے سیاحت کے دوران اسی اصول کی پابندی کی. وه ایسے کسی بهی لباس کے سخت خلاف تهے جسکے سبب صوفی میں ظاهری انفرادیت

---

(۱) ک م ژ ۳۸۸
(۲) ایضاً ۵۴۱—۵۴۲

AsliAhleSunnet.com

پیـــدا ہوتی ہو. ظاہری انفرادیت میں چونکہ دکھاوے کا جز شامل ہے اس لئے وہ عوام میں عام حیثیت سے رہنے کی غرض سے مخصوص لبـــاس کے خلاف تھے.

بلا شبہ حضرت ہجویری نے تصوف کے نام پر سلام میں پھیلنے والی بہت سی برائیوں کی طرف سے اہل فکر کو آگاہ کیـا مگر اس سے یہ نہ سمجھ لینـــا چاہئے کہ حضرت ہجویری نے کشف المحجوب کے ذریعہ اسلام کی بالکل صحیح شکل کی نمـــایندگی کی ہے. چونکہ وہ خود بھی صوفی تھے اس لئے یہ ممکن نہیں تھـا کہ وہ پوری طرح تصوف کی برائیوں سے خود کو بچا سکتے. خود کشف المحجوب میں غیر اسلامی عناصر کا انکشاف اور ان پر بحث اصل موضوع سے بیحد انحراف ہوگا لہـذا یہ موضوع یہیں ختم کیا جاتا ہے؟

(ڈاکٹر حفیظ الدین احمد کرمانی)
شعبۂ فارسی، ہندو یونیورسٹی بنارس

AsliAhleSunnet.com

اسلامی مخطوطات کی فہرست سازی اور تحفظ

میں اسوقت ہندوستان کے سرکاری ، نیم سرکاری اداروں ، ذاتی کتب خانوں اور افراد کے پاس جو بیش بہا مخطوطات کا ذخیرہ موجود ہے اسکی طرف توجہ دلانا چاہتاہوں . مشہور اداروں میں سے بعض کی جزوی فہرست شائع ہوچکی ہے لیکن بیشتر اداروں کی تفصیلی فہرست ابھی تک شائع نہیں ہوپائی ہے لہذا ہم یہ جاننے سے قاصر ہیں کہ کس ادارے کے پاس کون سا اہم مخطوطہ ہے .

ذاتی کتب خانوں اور افراد کے پاس بھی کافی تعداد میں مخطوطات موجود ہیں بیشتر ایسے حضرات کتب خانوں کے مالک ہیں جو انکی افادیت واہمیت سے بے بہرہ ہیں بس خاندانی تبرک سمجھ کر انکی حفاظت کر رہے ہیں مخطوطات کی حفاظت کرنا ایک مشکل کام ہے کیونکہ وہ کرم خوردہ ہوچلے ہیں چونکہ اب قدیم علوم کا ذوق وشوق کم ہوگیا ہے بیشتر علوم متداول نہیں رہے اور نئی نسل کی زبان بدل گئی ہے لہذا اپنے ہی خاندانی ذخیروں سے بے بہرہ ہیں .

AsliAhleSunnet.com

شمالی ہندوستان میں مخطوطات کے تین قدیم اور اہم مراکز ہیں خدا بخش لائبریری پٹنہ. رضا لائبریری رام پور، اور مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علیگڈھ. ان تینوں میں تقریباً ایک لاکھ مخطوطات محفوظ ہیں. مگر ان اداروں کی بھی مکمل تفصیلی فہرست شائع نہیں ہوسکی ہے اسکی بڑی وجہ فہرست سازی اور طباعت کیلئے کافی رقم کی عدم فراہمی ہے یہ ادارے اپنے اسٹاف اور مخطوطات کے تحفظ کیلئے بس بجٹ فراہم کر پاتے ہیں، مخطوطات کی خریداری کیلئے براۓ نام رقم فراہم ہو پاتی ہے.

مذکورہ بالا اداروں کے علاوہ دیگر قدیم اداروں اور درسگاہوں کے کتب خانے، جیسے دار العلوم دیو بند. ندوۃ العلماء لکھنؤ اور دار المصنفین اعظم گڈھ کے پاس بھی تفصیلی فہرست مطبوعہ نہیں ہے علاوہ ازیں ہر ہر شہر اور قصبے میں مسلم اداروں کے علاوہ برادران وطن کے اداروں میں بھی خاص تعداد مین مخطوطات کس مپرسی کے عالم میں الماریوں میں بند پڑے ہیں جن کی شاذ ونادر مختصر سی تشنہ فہرستیں موجود ہیں، اکثر اداروں میں تو کیڑے مکوڑے کھا رہے ہیں اگر ان منتشر اداروں کے مخطوطات کا جائزہ لیا جائے تو صرف شمالی ہندوستان میں انکی تعداد تقریباً دو لاکھ ہوجائے گی جن کی اہمیت سے اہل علم ناواقف ہیں.

ایک محتاط اندازے کے مطابق ہندوستان کے مشہور ومعروف اداروں میں تقریباً تین لاکھ مخطوطات محفوظ ہیں جبکہ غیر معروف اداروں اور

AsliAhleSunnet.com

افراد کے پاس ۷ سے ۱۰ لاکھ مخطوطات لاپروائی اور بے اعتنائی کی حالت میں پڑے ہیں.

حکومت کیطرف سے خصوصی دلچسپی اسلامی مخطوطات کے تحفظ وبقاء کیلئے نہیں ہے بلکہ سرد مہری ہے، جو سرکاری ادارے ہیں ان کے سربراہ ایسے ہیں جو اسلامی علوم سے بے بہرہ اور برائے نام فارسی وعربی سے ان کو شغف ہے وہ بھی صرف عہدہ حاصل کرنے کیلئے، جب اداروں کے سربراہ ایسے ہوں گے تو پھر کیونکر وہ اسلامی علوم کے تحفظ وبقاء کا مزید سامان فراہم کر سکینگے.

اگر ہماری بھی عدم توجہی جاری رہی تو جو کچھ علمی اسلامی سرمایہ موجود ہے وہ کیڑے مکوڑوں کی نذر ہوجائے گا. برصغیر کی تقسیم سے اسلامی علوم کی جو تباہی ہوئی ہے وہ تمام اہل علم پر عیاں ہے، مخطوطات سن ۱۹۴۸ — ۱۹۴۷ م میں کوڑیوں کے مول فروخت ہوئے ہیں سن ۱۹۴۷ م سے اب تک پچھلے ۳۸ سالوں میں کم از کم ۵۰ فیصد مخطوطات ضایع ہوچکے ہیں ان علمی ذخیروں میں کتنے ہی ایسے مخطوطات تھے جو مصنف کے ہاتھ کے لکھے نسخے تھے جنکا دوسرا نسخہ ناپید ہے.

یہاں پر چند مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں، بنارس کو لیجئے یہاں پر مہاراجہ بنارس کی رام نگر کی لائبریری، ہندو یونیورسٹی، بھارت کلا بھون سنسکرت کالج، ناگری پرچارنی سبھا، جے نارائن کالج اور دوسرے قدیم اداروں میں مخطوطات کی خاصی تعداد ہے جسکا ہمکو خیال نہیں ہے.

AsliAhleSunnet.com

اسی طرح آگرہ میں سینٹ جانس کالج آگرہ، سعیدیہ لائبریری، مسلم لائبریری اور متعدد دیگر اداروں میں مخطوطات ہیں. اگر ہم صرف شمالی ہندوستان کے قدیم اداروں کا شمار کریں تو وہ کئی سو ہوجائینگے جن کے یہاں مخطوطات موجود ہیں.

لہـذا جب ان منتشر مخطوطات کا جائزہ فہرست سازی کے نقطۂ نظر سے ہوگا تو پھر ان کی اہمیت بھی اجاگر ہوگی اور ان کے تحفظ کا جذبہ پروان چڑھیگا، جو مشہور ادارے ہیں ان کی فہرست شائع کیجـائے. جو غیر معروف ادارے، ذاتی کتب خانے اور افراد کی ملک میں ہیں ان کو اگر وہ ادارے محفوظ رکھ سکتے تو پھر ان کو حاصل کر کے ایک مرکزی لائبریری میں محفوظ کیا جائے.

اس اسکیم کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے.

۱ – سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے مخطوطات کی مفصل فہرست سازی اور اسکی اشاعت.

۲ – ذاتی کتب خانوں کے مخطوطات کی فہرست سازی.

۲ – ایسے کتب خانے یا افراد جو مخطوطات کا تحفظ نہیں کرسکتے ان سے مخطوطات قیمتاً یا ھدیتـاً حاصل کئے جائیں اور ان کو ایک مرکزی لائبریری میں رکھا جائے.

ایک مرکزی لائبریری قائم کیجائے جس کیلئے معتد بہ فنڈ فراہم ہو. لائبریری تمام جدید سائنسی آلات اور تحفظ کے طریقوں سے لیس ہو.

یقیناً یہ کام ایک یادگار شاندار علمی کارنامہ ہوگا جسپر تمام عالم اسلام کو فخر ہوگا.

AsliAhleSunnet.com

مخطوطات کے اس طرح سے تحفظ کا خیال پچھلے ۲۵ سالہ تجربہ اور حالات کے تجزیہ کا نتیجہ ہے، سن ۱۹۷۱—۱۹۷۰م میں حکومت ایران کی طرف سے صرف فارسی مخطوطات کے جائزہ اور فہرست سازی کی اسکیم پر عمل شروع ہوا تھا مگر اس اسکیم کا دائرۂ کار صرف فارسی مخطوطات تک محدود تھا اس اسکیم پر شدت سے عمل نہیں ہوسکا جسکی متعدد وجوہات تھیں۔

ابتدائی جائزہ کیلئے چند حضرات کا تقرر کیا جائے جو دو، دو افراد کے گروپ پر مشتمل ہو اور بہ یک وقت عربی اور انگریزی دو زبانوں میں فہرست سازی ہو پھر مرکزی ادارے کو بھیج دیا جائے جہاں پر اسکو ترتیب دے کر شایع کیا جائے۔ جائزے کیلئے اسلامی اداروں کے فارغ التحصیل طلباء کے علاوہ یونیورسٹیوں سے فارغ شدہ طلباء کا بھی تقرر کیا جائے۔ ان کو ذمہ داری سونپنے سے قبل مولانا آزاد لائبریری علیگڈھ یا خدا بخش لائبریری پٹنہ میں اسلامی مخطوطات کا جائزہ لینے کے طریقوں کی تربیت دیجائے جو دو، تین ماہ کی مدت پر مشتمل ہو۔

ملک کے مشہور مخطوطات کے اداروں کے تعاون سے یہ کام شروع کیا جائے، ان کی ایک مشاورتی کمیٹی بنائی جائے اور اگر ان کی خدمت کی ضرورت ہو تو باقاعدہ ان سے مکمل استفادہ کیا جائے۔

آج کے اس سائنسی عہد میں مخطوطات ودستاویزات کو محفوظ کرنے کے بہت سے طریقے ایجاد ہوچکے ہیں ان تمام طریقوں پر عمل کیا جائے تو پھر بیش بہا علمی سرمایہ محفوظ رہ سکے گا، آج کے زمانہ میں فلم اور مائیکرو فلم، زی راکس کے ذریعہ کسی بھی مخطوطے کو شایع کیا جا سکتا

AsliAhleSunnet.com

ہے ، دنیا کے کسی بھی گوشے میں لے جایا جا سکتا ہے . اب ریسرچ اور ابلاغ علم کے ذرائع اتنا آگے بڑھ چکے ہیں کہ اگر ہم اس سے استفادہ کریں تو پھر اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کر سکتے ہیں اور ان جواہر پاروں کو محفوظ رکھ سکتے ہیں اگر ہم نے مزید غفلت اور عدم توجہی کو اپنا شعار بنائے رکھا تو ہمارا بچا کھچا علمی سرمایہ تلف ہوجائے گا جو ہمارے لئے انتہائی تکلیف دہ ہوگا. آئیے ہم مل کر عہد کریں کہ اپنے اسلاف کے شاندار علمی ماضی کے تحفظ کیلئے ہر طرح سے کام کریں گے.

(جلال الدین)

بیت الحکمت ، مرزا غالب روڈ الہ آباد

AsliAhleSunnet.com

ABSTRACT OF PAPERS

ON

Contributions of Indian Muslims to Islamic Studies

A SEMINAR ORGANIZED

BY

Jamia Salafia, Varanasi, India

4, 5, 6 April, 1986

AsliAhleSunnet.com

AsliAhleSunnet.com